باسمہ تعالیٰ

جانوروں کے حقوق و آداب

مصنف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی

باسمہٖ تعالیٰ

جانوروں

کے

حقوق وآداب

جانوروں کے ساتھ برتاؤ کرنے اوران کوکھلانے پلانے ، خدمت کرنے اوران کو پالنے اوررکھنے اوران کوقتل اور ذبح اور شکار کرنے کے فطرت کے مطابق احکام وآداب اور جانوروں کے حقوق کی تفصیل ، اور بے زبان مخلوق کے متعلق اسلام کی معجزانہ وحیرت انگیز تعلیمات وہدایات ۔

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران: چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

نام کتاب: جانوروں کے حقوق وآداب

مصنّف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اول: رجب المرجب/ ۱۴۳۱ھ جون/ 2010

صفحات: ۲۰۰

قیمت: روپے

b

ملنے کا پتہ

کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی پاکستان

فون 051-5507270 فیکس 051-5780728

فہرست

Contach us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

شریعت نے جانور کے ذبح کئے جانے سے پہلے اور ذبح کئے جانے کے دوران اور ذبح کئے جانے کے بعد ہر موقع پر اچھا برتاؤ کرنے کی تعلیم دی ہے، جس کی کسی دوسرے مذہب میں مثال ملنا مشکل ہے۔ مگر آج کل اکثر لوگ ذبح کئے جانے والے جانوروں کے ساتھ بہت ظلم کرتے ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے گاڑیوں میں کھڑے کر کے لگاتار گھنٹوں گھنٹوں کا سفر کرتے ہیں، اور تنگ جگہ میں اتنے جانور کھڑے کر لیتے ہیں، کہ ان کے ہلنے کی جگہ نہیں ہوتی، اور طویل سفر کے دوران ان کے کھانے پینے کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔ جانوروں کو گاڑی میں چڑھاتے اور اتارتے وقت بھی بہت ظلم کرتے ہیں، جس سے جانور زخمی بھی ہو جاتے ہیں، بعض اوقات کسی جانور کی ٹانگ بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ اور قصاب حضرات جب یومیہ یا عید الاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کو ذبح کرتے ہیں، وہ بھی جانوروں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں، اور طرح طرح سے جانور کو ایذاء پہنچاتے ہیں۔ مرغیوں کی نقل وحمل اور بودوباش اور ذبح کے سلسلہ میں بھی آج کل بہت زیادہ مظالم سامنے آ رہے ہیں، اور ان مظالم کے عام رواج اور روزمرہ کا معمول بن جانے کی وجہ سے ان کی طرف شاید کسی کی توجہ بھی نہیں ہوتی (صفحہ ۱۹۰)

تمہید

(از مؤلف)

انسانوں اور جنوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے، اور ان کے نظامِ زندگی کے تمام احکامات ان کو بتلائے ہیں، لیکن انسان اور جنات کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت اور انسانوں کی خدمت اور بلاواسطہ یا بالواسطہ فائدہ وآزمائش کے لئے مختلف قسم کے جانوروں کو بھی پیدا فرمایا ہے، مگر انسان اور جانوروں میں یہ فرق رکھا ہے، کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرفُ المخلوقات بنایا، اور اس کو عقل وشعور اور بولنے چالنے کی وہ صلاحیت عطا فرمائی، جو جانوروں کو عطا نہیں فرمائی۔

انسان اپنی ضرورت اور دکھ درد کا مختلف طریقوں سے دوسرے کے سامنے اظہار کرسکتا ہے، لیکن جانور بے زبان مخلوق ہیں، اور اگرچہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے کسی درجہ میں عقل وشعور عطا فرمایا ہے، لیکن انسانوں کے مقابلہ میں وہ بہرحال بے زبان مخلوق ہیں۔

اس لئے ان کی کیا ضروریات اور کیا حقوق ہیں، اور ان کے ساتھ انسانوں کو کس قسم کا سلوک وبرتاؤ کرنا چاہئے، ان چیزوں کا علم اسی مقدس ہستی کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے، جو جانوروں کی حقیقی خالق ومالک ہے، اور خالق ومالک کی طرف سے بندوں کو جو ہدایات واحکام حاصل ہوتے ہیں، ان کا اصل ذریعہ وحی ہے، اور وحی کے علاوہ کوئی بھی دوسرا ایسا ذریعہ نہیں کہ جس سے جانوروں کے صحیح حقوق وآداب کا علم حاصل کیا جائے۔

اس لئے اس ترقی یافتہ سائنسی دور میں جبکہ ہمہ وقت جانوروں پر مختلف تحقیقات وتجزیات جاری ہیں، مگر ان سب کے باوجود جانوروں کے حقوق وآداب کا علم حاصل نہیں کیا جاسکا، جن پر اسلام کی طرف سے آج کے ترقی یافتہ سائنسی دور سے سینکڑوں سال پہلے تفصیلی روشنی ڈالی گئی تھی، اس لئے یہ شرف بھی خاص مذہبِ اسلام کو حاصل ہے۔

مگر آج کم علمی ونادانی کے باعث کفار تو درکنار اکثر مسلمان بھی جانوروں کے حقوق وآداب سے

واقف نہیں، اوراس کے نتیجہ میں آج مختلف طریقوں سے جانوروں کوتکلیف وایذاء پہنچا کران کی حق تلفیاں کی جارہی ہیں۔

دوسری طرف کمزوروں اورضعیفوں کے حقوق کے نعرے بازی اور چرچوں کے باوجود بے زبان جانوروں کے حقوق کے متعلق نہ آواز اٹھانے والا کوئی ادارہ قائم ہے، اور نہ ہی ان کی تکالیف کا احساس کرنے والی کوئی تنظیم ہے، اورنہ ہی ان کے حقوق کے متعلق کسی ملک میں کوئی معقول قانون وضابطہ ہے۔

اورجو کچھ تنظیمیں یا ادارے ملکی یا بین الاقوامی سطح پر حیوانات یا جنگلی حیات کے تحفظ وغیرہ مختلف دعاوی وعناوین کے ساتھ موجود ومتحرک ہیں، وہ زیادہ تر مختلف جانوروں کی نسل کو ناپید ہونے سے بچانے کے لئے ،اوران کی افزائشِ نسل کرنے کے لئے کام کررہی ہیں، اوروہ بھی صرف زینت وغیرہ کے حصول کی حد تک، ظاہر ہے کہ محض اتنا کرنے سے جانوروں کے حقوق کا کماحقہٗ شعور ورعایت نہیں ہوسکتی۔

اس لئے ضرورت ہے کہ اسلام کی طرف سے پیش کردہ جانوروں کے حقوق وآداب کا علم حاصل کیا جائے ،اوران کے مطابق عمل کیا جائے۔

اس غرض سے بندہ نے ’’جانوروں کے حقوق وآداب‘‘ کے عنوان سے اس مضمون کو مرتب کیا ہے، جواس وقت آپ کے سامنے ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانوروں کے حقوق وآداب کو سمجھنے اوران پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، اورتمام انسانوں کواسلام کی اِن جامع تعلیمات سے ایمانی دولت کوحاصل اورقوی کرنے کی ہدایت نصیب فرمائیں۔

فقط

محمد رضوان

۶/ رجب المرجب/۱۴۳۱ھ 19/ جون/ 2010 بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

مخصوص جانوروں کی نعمت کا قرآن مجید میں ذکر

سب سے پہلے ہم تمام آسمانی کتابوں میں سب سے زیادہ مقدس ومعظم کتاب ''قرآن مجید'' کی چندآیات پیش کرتے ہیں۔

تاکہ معلوم ہوکہ جانوروں کا معاملہ اسلام کی نظر میں اتنا اہم ہے، کہ ان کو اس عظیم ومقدس کتاب میں بھی مستقل جگہ دی گئی ہے، اوران کا مختلف طریقوں سے تذکرہ کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر جانوروں کا بطورِنعمت تذکرہ فرمایا ہے، اوران کے مختلف فوائداورمنافع کا ذکرفرمایا ہے۔

جن میں سے چندآیات کا ذکرکیا جاتا ہے۔

(۱)......سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ ارشاد ہے:

وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ (سورۃ انعام آیت ۱۴۲، ۱۴۳)

ترجمہ: اور(اللہ تعالیٰ نے) چوپایوں میں بوجھ اٹھانے والے(یعنی بڑے بڑے) بھی پیدا کئے اورزمین سے لگے ہوئے (یعنی چھوٹے چھوٹے) بھی (پس)اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ اورشیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلووہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(یہ بڑے چھوٹے چارپائے) آٹھ جوڑے (ہیں)دو(دو) بھیڑوں میں سے اور دو (دو) بکریوں میں سے(یعنی ایک ایک نراورایک ایک مادہ)(ترجمہ ختم)

اوراگلی آیت میں ارشاد ہے:

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ (سورۃ انعام آیت ۱۴۲ تا ۱۴۴)

ترجمہ: اوردو(دو)اونٹوں میں سے اوردو(دو) گایوں میں سے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے اوراونچے قد کے جانوربھی پیدا فرمادیئے، جووزن اٹھاتے

Contach us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ہیں، جیسا کہ بڑے اونٹ اور بڑے بیل اور بھینسے، اور چھوٹے قد کے جانور بھی پیدا فرما دیئے، جو وزن نہیں اٹھا پاتے، جیسا کہ بکری، بھیڑ وغیرہ۔ [1]

ان آٹھوں جوڑیوں کا گوشت اللہ تعالیٰ نے انسانوں لئے حلال کر دیا ہے۔

اور مشرکین نے ان میں سے جو بعض قسمیں اپنی طرف سے حرام قرار دے رکھی تھیں، وہ بے بنیاد تھیں۔ [2]

(۲)......سورہ زمر میں ارشاد ہے:

وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ(سورة الزمر،آيت ٦)

---

[1] (وَ) أنشأ (مِّنَ الانعام حَمُولَةً) صالحة للحمل عليها كالإبل الكبار (وَفَرْشًا) لا تصلح له كالإبل الصغار والغنم ، سميت (فرشاً) لأنها كالفرش للأرض لدنوّها منها(سورة الانعام تحت آيت ١٣٢ من سورة الانعام)

[2] قوله تعالى :(ثمانية أزواج) ثمانية منصوب بفعل مضمر أى وأنشأ ثمانية أزواج عن الكسائى وقال الأخفش سعيد :هو منصوب على البدل من حمولة وفرشا . وقال الأخفش على بن سليمان :يكون منصوبا بكلوا أى كلوا لحم ثمانية أزواج ويجوز أن يكون منصوبا على البدل من ما على الموضع ويجوز أن يكون منصوبا بمعنى كلوا المباح ثمانية أزواج من الضأن اثنين ونزلت الآية فى مالك بن عوف وأصحابه حيث قالوا :ما فى بطون هذه الأنعام خالصة لذكورنا ومحرم على أزواجنا فنبه الله عز و جل نبيه والمؤمنين بهذه الآية على ما أحله لهم لئلا يكونوا بمنزلة من حرم ما أحله الله تعالى والزوج خلاف الفرد (تفسير القرطبى،تحت آيت ١٣٣، من سورة الانعام)

(ثمانية أزواج) بدل من حمولة وفرشا أو مفعول كلوا ولا تتبعوا معترض بينهما أو فعل دل عليه أو حال من ما بمعنى مختلفة أو متعددة (تفسير البيضاوى، تحت آيت ١٣٣، من سورة الانعام)

والتقدير كلوا لحم ثمانية أزواج ولا تتبعوا جملة معترضة وان يكون حالا من ما مرادا بها الانعام (روح المعانى، تحت آيت ١٣٣، من سورة الانعام)

قوله (ثمانية أزواج) بدل من قوله :(حمولة وفرشا) لدخوله فى الإنشاء ، كأنه قال : أنشأ ثمانية أزواج ، فكل واحد من الأصناف الأربعة من ذكورها وإناثها يسمى زوجا ، ويقال للاثنين زوج أيضا كما يقال للواحد خصم وللاثنين خصم ، فأخبر الله تعالى أنه أحل لعباده هذه الأزواج الثمانية وأن المشركين حرموا منها ما حرموا من البحيرة والسائبة والوصيلة والحامى وما جعلوه لشركائهم على ما بينه قبل ذلك بغير حجة ولا برهان ليضلوا الناس بغير علم(أحكام القرآن للجصاص، تحت آيت ١٣٣، من سورة الانعام)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تمہارے لئے چوپاؤں میں سے آٹھ جوڑیوں کو (ترجمہ ختم)

ان آٹھ جوڑیوں کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، اور یہی آٹھ جوڑیاں وہ ہیں، جن کے ذریعہ سے عیدالاضحیٰ میں قربانی درست ہوتی ہے، اور ان ہی جانوروں کے ذریعہ سے عقیقہ کیا جاسکتا ہے، اور ان ہی جانوروں سے حج وعمرہ میں دَم ادا کیا جاسکتا ہے۔

(۳)......اور سورہ نحل میں ارشاد ہے:

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَالِغِيْهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ(سورة النحل آيت ۵تا ۸)

ترجمہ: اور چوپایوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، ان میں تمہارے لیے گرمی حاصل کرنے کا سامان اور بہت سے (دوسرے) فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔ اور جب شام کو انہیں (جنگل سے) لاتے ہو اور جب صبح کو (جنگل) چرانے لے جاتے ہو تو ان سے تمہاری عزت وشان ہے۔ اور (دوردراز) شہروں میں جہاں تم سخت مشقت کے بغیر پہنچ نہیں سکتے وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں، بے شک تمہارا رب نہایت شفقت والا اور مہربان ہے۔ اور اسی نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور (وہ تمہارے لیے) رونق وزینت (بھی ہیں) اور وہ (اور چیزیں بھی) پیدا کرتا ہے جن کی تم کو خبر نہیں (ترجمہ ختم)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے چوپایوں (یعنی اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری وغیرہ) کے فوائد وانعامات کا ذکر فرمایا ہے کہ ان میں سے بعض کے بال یا اون وغیرہ سے سردی سے بچنے کے لئے مختلف قسم کے کپڑے اور لباس تیار کئے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی مختلف فوائد ہیں، مثلاً ان کا دودھ پیا جاتا ہے، گھی، مکھن اور بہت سی روغنیات

ان سے حاصل کی جاتی ہیں، ان کو ہل میں چلایا جاتا ہے، اور سامان لاد کر لے جایا جاتا ہے، اور ان کے ذریعہ سے سفر کیا جاتا ہے، اور ان کے چمڑے سے مختلف عمدہ اور بیش قیمت سامان تیار کئے جاتے ہیں، اور ان کا مختلف طریقوں سے گوشت کھایا جاتا ہے، اور ان کے ذریعہ سے رونق اور چہل پہل اور زینت کا سامان ہوتا ہے۔

(۴)......اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِمَّا فِيْ بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِيْنَ (سورة النحل آيت ٦٦)

ترجمہ: اور تمہارے لیے چوپایوں میں بھی (مقام) عبرت (وغور) ہے کہ ان کے پیٹوں میں جو گوبر اور خون ہے، اس کے درمیان سے ہم تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار ہے (ترجمہ ختم)

یعنی اونٹ، گائے، بھینس وغیرہ جانور جو چارہ کھاتے ہیں، وہ پیٹ میں پہنچ کر تین چیزوں کی طرف منتقل و مستحیل ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کے اندرونی حصہ میں ایسی مشین لگادی ہے، جو غذا کے فاضل اجزاء کو تحلیل کر کے فضلہ (گوبر و پیشاب) کی شکل میں باہر پھینک دیتی ہے، اور کچھ اجزاء کو خون بنا کر رگوں میں پھیلا دیتی ہے، جو ان کی حیات اور بقا کا سبب بنتا ہے، اور اللہ تعالیٰ انہیں دو چیزوں (خون اور گوبر) کے درمیان میں ایک تیسری چیز دودھ کی شکل میں پیدا فرماتے ہیں، جو نہایت پاک، طیب اور خوشگوار چیز ہے۔

(۵)......اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِنْ جُلُوْدِ الْأَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَّمَتَاعًا إِلٰى حِيْنٍ (سورة النحل آيت ٨٠)

ترجمہ: اور اللہ ہی نے تمہارے لیے گھروں کو رہنے کی جگہ بنایا اور اللہ ہی نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے گھر بنائے، جن کو تم ہلکے دیکھ کر سفر اور حضر میں کام میں

لاتے ہو اور اُن کی اون، پشم اور بالوں سے تم اسباب اور برتنے کی چیزیں (بناتے ہو جو) مدت تک (کام دیتی ہیں) (ترجمہ ختم)

یعنی اینٹ، پتھر کے مکانوں کو تو کہیں منتقل نہیں کر سکتے تھے، لیکن چمڑے اور اون وغیرہ سے بنے ہوئے خیمے ہلکے ہونے کی وجہ سے سفر وحضر میں ہر جگہ منتقل اور نصب کئے جا سکتے ہیں۔

(۶)......اور سورہ حج میں ارشاد ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ

(سورة حج آیت ۱۸)

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو (مخلوق) آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے انسان اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے۔ اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو عزت دینے والا کوئی نہیں۔ بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت سمیت جانور بھی اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اور احادیث میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔

(۷)......اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ (سورة حج آیت ۳۳، ۳۴)

ترجمہ: ان (جانوروں) میں ایک مقررہ وقت تک تمہارے لئے فائدے ہیں پھر ان کو قدیم گھر (یعنی بیت اللہ) تک پہنچانا (اور ذبح ہونا) ہے، اور ہم نے ہر اُمت کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کر دیا ہے تا کہ جو چوپائے اللہ نے ان کو دیئے ہیں (ان کے

ذبح کرنے کے وقت) ان پر اللہ کا نام لیں (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری وغیرہ سے تم بہت سے فوائد حاصل کرتے ہو، مثلاً سواری کرنا، دودھ پینا، نسل چلانا، اون کھال وغیرہ کام میں لانا، اور پھر اس کے بعد ان کو بیت اللہ کے حج کے موقع پر ذبح بھی کیا جاتا ہے، اور انہی کو اللہ کے نام پر قربان کیا جاتا ہے۔

(۸)......اور سورہ مومنون میں ارشاد ہے:

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ (سورۃ مومنون آیت ۲۱، ۲۲)

ترجمہ: اور تمہارے لئے چوپایوں میں عبرت (اور اللہ کی قدرت کی نشانی) ہے کہ جو ان کے پیٹوں میں ہے اس سے ہم تمہیں (دودھ) پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور بعض کو تم کھاتے بھی ہو، اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ چوپاؤں میں تمہارے لئے عزت کا سامان ہے، کہ ہم نے تمہارے پینے کے لئے ان کے پیٹ سے دودھ تیار کیا، اور ان میں تمہاے بہت سے منافع رکھے، اور خود یہ جانور کھانے کے کام بھی آتے ہیں، اور سفر کرنے اور وزن اٹھانے کے کام بھی آتے ہیں۔

(۹)......اور سورہ مومن میں ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ وَيُرِيْكُمْ آيَاتِهٖ فَأَيَّ آيَاتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ(سورۃ مومن آیت ۷۹ تا ۸۱)

ترجمہ: اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے بنائے تاکہ ان میں سے بعض پر سوار ہو اور بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لئے ان میں (اور بھی) فائدے ہیں اور اس لئے بھی کہ (کہیں جانے کی) تمہارے دلوں میں جو حاجت ہو ان پر (بیٹھ کر

وہاں) پہنچ جاؤ۔ اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو۔ اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو تم اللہ کی کن کن نشانیوں کو ٹھکراؤ گے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ چوپاؤں کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر انعام واحسان فرمایا کہ یہ انسانوں کے مختلف طریقوں سے کام آتے ہیں، سفر کرنے کے بھی، اور کھانے کے بھی۔

(۱۰)......اور سورہ زخرف میں ارشاد ہے:

وَالَّذِیْ خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ لِتَسْتَوُوْا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

(سورۃ زخرف آیت ۱۲ تا ۱۴)

ترجمہ: اور جس نے تمام قسم کے حیوانات پیدا کئے اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ تاکہ تم ان کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھو اور جب اس (سواری) پر بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کے احسان کو یاد کیا کرو اور کہا کرو کہ وہ (ذات) پاک ہے جس نے اس (سواری) کو ہمارے تابع کر دیا اور ہم میں طاقت نہ تھی کہ اس کو بس میں کر لیتے۔ اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف طرح کے جانور پیدا کئے، اور انسانوں کی سواری کی خدمت گزاری کے لئے چوپاؤں کو پیدا کیا، لہٰذا چوپاؤں پر سوار ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ضروری ہوا۔

اس آیت میں سواری پر سفر شروع کرنے کی دعا بھی بتلا دی گئی۔

(۱۱)......اور سورہ یٰسٓ میں ارشاد ہے:

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِيْنَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُوْنَ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ أَفَلَا يَشْكُرُوْنَ (سورہ یس آیت ۷۱ تا ۷۳)

ترجمہ: کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے لئے خاص اپنے دستِ قدرت سے چوپائے (مویشی) پیدا کئے، پھران کے لوگ مالک بن گئے، اور ہم نے اس چوپاؤں کو انسانوں کے تابع کردیا، ان میں سے بعضے تو ان کی سواریاں ہیں، اور بعض کو وہ کھاتے ہیں، اوران میں لوگوں کے لئے اور بھی فائدے ہیں (جیسے جانوروں کی ہڈی، بال، کھال سے مختلف فوائد) اوران میں لوگوں کے پینے کی چیزیں بھی ہیں (جیسے دودھ) تو کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ چوپاؤں اور مویشیوں سے انسانوں کی بہت سے ضروریات اور فوائد وابستہ ہیں، جن پر اللہ کا شکر واجب ہے۔

قرآن مجید میں اس قسم کی اور بھی آیات ہیں، جن میں جانوروں کے فوائد ومنافع اوران سے عبرت ونصیحت پکڑنے کا مختلف طریقوں سے ذکر آیا ہے، ہم نے صرف نمونہ کے طور پر چند آیات ذکر کی ہیں، جبکہ احادیث وروایات میں جانوروں کے حقوق واحکام کو بہت مفصل ومدلل انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔

اور یہ مذہبِ اسلام کی خصوصیت بلکہ اس کی حقانیت کی دلیل ہے کہ اس نے جانوروں کے بھی ایسے ایسے حقوق کی طرف انسان کو متوجہ کردیا کہ جن کو خود اپنی عقل وقیاس اورندازے سے معلوم کرنا مشکل تھا۔

جانوروں کے حقوق کی تفصیل

اب ہم شریعتِ اسلامی کی طرف سے بیان کردہ جانوروں کے حقوق وآداب کا ذکر کرتے ہیں، جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ حلال وحرام جانوروں اور ان کی پاکی ناپاکی کے مسائل کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔

جانوروں پر رحم اور ان کے حقوق کی رعایت کی تاکید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا وَأَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسلم، حديث نمبر ۷۱۵۰، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وأنها سبقت غضبه)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصوں میں سے ایک حصہ ان جنوں اور انسانوں اور جانوروں اور حشرات الارض کے درمیان نازل فرمایا (یعنی ان کی فطرت کا حصہ بنایا، اور ان کے دلوں میں ڈالا) پس اسی ایک حصے کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اور ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں، اور اسی وجہ سے جانور اپنے بچے سے محبت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ننانوے حصوں کو مؤخر فرمالیا، جس کے ذریعے سے وہ اپنے بندوں پر قیامت کے دن رحم فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کو رحم، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم کیا ہوا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو صحیح صحیح استعمال کرنا اس نعمت کی قدر دانی ہے، اور اس کو صحیح استعمال نہ کرنا اس کی ناقدری ہے۔

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو صحیح مصرف میں استعمال کرتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بھی مستحق ہوتا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ (بخاری، حدیث نمبر ۵۵۵۴، کتاب الادب ،باب رحمۃ الناس والبھائم)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا جو دوسرے پر رحم نہیں کرے گا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

رحم کرنے میں جانور بھی شامل ہیں، کہ جو ان پر رحم نہیں کرے گا، وہ بھی رحم کا مستحق نہیں ہوگا، جیسا کہ آگے آنی والی احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۹۴۳، کتاب الادب، باب فی الرحمۃ، واللفظ لہٗ، ترمذی، باب ماجاء فی رحمۃ الناس) [۱]

ترجمہ: رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرماتا ہے (پس) تم زمین والوں پر رحم کرو، تمہارے اوپر آسمان والا رحم کرے گا (ترجمہ ختم)

زمین والوں میں انسانوں کے علاوہ جانور بھی شامل ہیں، لہٰذا اس حدیث سے جانوروں پر رحم کرنے کی اہمیت معلوم ہوئی۔ [۲]

---

[۱] ورواہ مسند احمد حدیث نمبر ۶۴۹۴ ،مصنف ابن ابی شیبۃ، باب ما ذکر فی الرحمۃ من الثواب، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۴۲۰ ،مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۳۸۳، مسند الحمیدی حدیث نمبر ۶۱۹.

[۲] قال الطيبى أتى بصيغة العموم ليشمل جميع أصناف الخلق فيرحم البر والفاجر والناطق وإليهم والوحوش والطير اه وفيه إشارة إلى أن يراد من لتغليب ذوى العقول لشرفهم على غيرهم أو للمشاكلة المقابلة بقوله يرحمكم من فى السماء وهو مجزوم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور موذی جانوروں کو جو قتل کرنے کا حکم ہے، وہ رحم کے خلاف نہیں، جس طرح جہاد میں کافروں کو قتل کرنا اور قربانی میں جانور کو ذبح کرنا، رحم کے خلاف نہیں۔

کیونکہ موذی جانور کو قتل کرنا اس کی ایذاء سے اپنے آپ اور دوسرے کو بچانے کے لئے ہے۔

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جانور اپنے مالک کی طرف سے اپنے ساتھ رحمدلی اور محبت پیدا ہونے کی اللہ تعالیٰ سے ہر روز دعا کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن شماسہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ حُدَيْجٍ مَرَّ عَلٰى أَبِي ذَرٍّ وَهُوَ قَائِمٌ عِنْدَ فَرَسٍ لَهُ فَسَأَلَهُ :مَا تُعَالِجُ مِنْ فَرَسِكَ هٰذَا؟ فَقَالَ "إِنِّيْ أَظُنُّ أَنَّ هٰذَا الْفَرَسَ قَدِ اسْتُجِيبَ لَهُ دَعْوَتُهُ "قَالَ :وَمَا دُعَاءُ الْبَهِيمَةِ مِنَ الْبَهَائِمِ؟ قَالَ "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، مَا مِنْ فَرَسٍ إِلَّا وَهُوَ يَدْعُوْ كُلَّ سَحَرٍ فَيَقُوْلُ :اَللّٰهُمَّ أَنْتَ خَوَّلْتَنِيْ عَبْدًا مِنْ عِبَادِكَ، وَجَعَلْتَ رِزْقِيْ بِيَدِهِ، فَاجْعَلْنِيْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ" (مسند احمد حديث نمبر ۲۱۴۴۲، واللفظ لهٗ، العظمة لأبي الشيخ ، حديث نمبر ۱۲۴۶ ،سنن سعيد بن منصور حديث نمبر ۲۲۶۹)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

على جواب الأمر وفى نسخة بالرفع أى من ملكه الواسع وقدرته الباهرة فى السماء أو من أمره نافذ فى السماء والأرض من باب الاكتفاء وخص السماء بالذكر تشريفا أو لأن الأرض تفهم بالأولى أو لأن السماء محيطة بها وهى كحلقة بجنبها فى وسطها فلا تذكر معها لحقارتها وقيل المراد سكن فيها وهم الملائكة فإنهم يستغفرون للذين آمنوا ويقولون ربنا وسعت كل شىء رحمة وعلما فاغفر للذين تابوا غافر الآية قال المظهر اختلف فى المراد بقوله من فى السماء فقيل هو الله سبحانه أى ارحموا من فى الأرض شفقة يرحمكم من فى السماء تفضلا وتقدير الكلام يرحمكم من فى السماء ملكه وقدرته وإنما نسب إلى السماء لأنها أوسع وأعظم من فى الأرض أو لعلوها وارتفاعها أو لأنها قبلة الدعاء ومكان الأرواح القدسية الطاهرة وقيل المراد منه الملائكة أى يحفظكم الملائكة من الأعداء والمؤذيات بأمر الله ويستغفروا لكم الرحمة من الله الكريم قلت المعنى الأول هو المدار عليه كما أشار صدر الحديث إليه ولأن رحمة الملائكة فرع رحمته تعالى (مرقاة، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق)

Contach us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

ترجمہ: حضرت معاویہ بن حدیج حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے، اور اس وقت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے کے قریب کھڑے ہوئے (محبت کا اظہار کررہے) تھے، تو حضرت معاویہ بن حدیج نے حضرت ابوذر سے کہا کہ آپ اپنے اس گھوڑے کے ساتھ کیا کررہے ہیں، تو حضرت ابوذر نے فرمایا کہ میرا گمان یہ ہے کہ اس گھوڑے کی دعا قبول کرلی گئی ہے، حضرت معاویہ بن حدیج نے عرض کیا کہ ان بے زبان جانوروں میں کسی بے زبان جانور کی دعا کیا ہوگی؟ تو حضرت ابوذر نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، کہ کوئی گھوڑا ابھی ایسا نہیں ہے، جو ہر سحر کے وقت یہ دعا نہ کرتا ہو کہ:

یا اللہ! آپ نے مجھے اپنے بندوں میں سے جس بندے کی ملکیت وتحویل میں دیا ہے، اور اس کے ہاتھ میں میرا رزق کردیا ہے، تو مجھے اس کی نظر میں اس کے گھر والوں سے، اور اس کے مال اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب کردیجئے (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ جانور نہ صرف یہ کہ مالک سے محبت کی طلب رکھتے ہیں، بلکہ اس کی اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے ہیں۔

پس مالک کے دل میں اپنے مملوک جانور کی محبت نہ ہونا اس کی سنگدلی کی علامت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ (ترمذی، حدیث نمبر ۱۸۴۶، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی رحمۃ الناس) [۱]

ترجمہ: میں نے ابوالقاسم (یعنی رسول اللہ) ﷺ سے سنا، آپ ارشاد فرمارہے تھے کہ (اللہ کی مخلوق پر) شفقت صرف بدبخت سے ہی چھینی جاتی ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جس کے دل میں مخلوق کی طرف سے شفقت نہ ہو، تو وہ بدبخت اور محروم القسمت

[۱] واللفظ لہٗ، سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۹۴۲، مسند احمد حدیث نمبر ۸۰۰۱، مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۵۸۲۹، صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۴۶۲، مسند ابی یعلیٰ حدیث نمبر ۶۰۰۷۔

انسان ہے۔

اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق نہیں، کیونکہ جو مخلوق پر رحم نہیں کرتا، اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی رحمت نہیں ہوتی۔ [1]

حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَأَذْبَحُ الشَّاةَ ، وَأَنَا أَرْحَمُهَا - أَوْ قَالَ : إِنِّيْ لَأَرْحَمُ الشَّاةَ أَنْ أَذْبَحَهَا - فَقَالَ "وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ" وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ (مسند احمد حديث نمبر ۱۵۵۹۲، واللفظ لهٗ، وحديث نمبر ۲۰۳۶۳، المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۵۳۸۸) [2]

ترجمہ: ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں بکری ذبح کرتا ہوں، اور مجھے اس بکری پر رحم آتا ہے، یا مجھے بکری کے ذبح کرنے پر رحم آتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر بکری پر آپ نے رحم کیا، تو اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں گے، یہ بات (اہمیت کے پیشِ نظر) آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمائی (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت بھی اس کے ساتھ شفقت ورحمت والا معاملہ کرنا اللہ تعالیٰ

---

[1] لا تنزع الرحمة بصيغة المجهول أى لا تسلب الشفقة على خلق الله ومنهم نفسه التى هى أولى بالشفقة والمرحمة عليها من غيرها بل فائدة شفقته على غيره راجعة إليها لقوله تعالى إن أحسنتم أحسنتم لأنفسكم الإسراء ولأن شفقته على خلق الله سبب لرحمته تعالى عليه لما سيأتى أن الراحمون يرحمهم الرحمن إلا من شقى أى كافر أو فاجر يتعب فى الدنيا ويعاقب فى العقبى (مرقاة، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق)

(لا تنزع الرحمة إلا من شقى) لأن الرحمة فى الخلق رقة القلب ورقته علامة الإيمان ومن لا رقة له لا إيمان له ومن لا إيمان له شقى فمن لا يرزق الرقة شقى ذكره الطيبى ، قال ابن العربى :حقيقة الرحمة إرادة المنفعة وإذا ذهبت إرادتها من قلب شقى بإرادة المكروه لغيره ذهب عنه الإيمان والإسلام(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۹۸۷۰)

[2] قال الهيثمى:

رواه أحمد والبزار والطبرانى فى الكبير والصغير كلهم من غير شك قالوا قال يا رسول الله إنى لاذبح الشاة فأرحمها .وله ألفاظ كثيرة ورجاله ثقات .(مجمع الزوائد ج۴ص۳۳،باب رحمة البهائم لذبحها)

کی رحمت کا باعث ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ رَحِمَ وَلَوْ ذَبِيْحَةً ، رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۳۹۳،باب رحمة البهائم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رحم کیا، اگرچہ ذبح کئے جانے والے جانور پر ہی کیوں نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر رحم فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

جانور کو ذبح کرتے وقت رحم اور شفقت سے متعلق شریعت نے مستقل احکام بیان کئے ہیں۔

اور حضرت سہل بن حنظلیۃ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

اِتَّقُوْا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۵۵۰، کتاب الجهاد، باب ما يؤمر به من القيام على الدواب و البهائم)

ترجمہ: ان بے زبان چوپاؤں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو (ترجمہ ختم)

بے زبان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جانور اپنی بھوک پیاس اور تکلیف اور دوسری ضروریات کا انسان کے سامنے اپنی زبان سے اظہار نہیں کرپاتے، اس لئے جانور انسانوں کے مقابلہ میں زیادہ رحم اور توجہ کے مستحق ہیں، کہ انسان خود سے ان کی راحت وآرام کا خیال رکھے، اوران کے دکھ درد اور تکلیف سے حفاظت کا اہتمام کرے۔

کیونکہ انسانوں کی حق تلفی کی تو ان سے تو معافی کا حاصل کرنا ممکن ہے، لیکن جانوروں سے ممکن نہیں۔

اسی لئے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

لَوْ غُفِرَ لَكُمْ مَا تَأْتُوْنَ إِلَى الْبَهَائِمِ لَغُفِرَ لَكُمْ كَثِيْرًا "(مسند احمد حديث نمبر ۲۷۴۸۶، شعب الايمان للبيهقی، حديث نمبر ۴۸۲۴) [1]

---

[1] قال أبو عبد الرحمن :حدثني الهيثم بن خارجة، عن أبي الربيع، بهذه الأحاديث كلها، إلا أنه أوقف منها حديث " :لو غفر لكم ما تأتون إلى البهائم "وقد حدثناه أبي عنه مرفوعا(مسند احمد حديث نمبر ۲۷۴۹۰)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: اگر تمہاری ان چیزوں (یعنی زیادتیوں اور گناہوں) کو معاف کر دیا گیا، جو تم جانوروں کے ساتھ کرتے ہو، تو بلا شبہ تمہاری بہت بڑی مغفرت کر دی گئی (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ عام طور پر انسانوں کی طرف سے جانوروں کو جو تکلیف پہنچتی ہے، اور ان کے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے، مثلاً جانور کو بے جا مارنا اور دکھ پہنچانا، دانہ پانی کا مناسب انتظام نہ کرنا، اور اس سے طاقت سے زیادہ کام لینا، تو یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے، اور اس کی تلافی آسان نہیں۔

لہٰذا اگر اس کی معافی مل گئی، تو یہ انسان کے حق میں بڑی غنیمت ہے، ورنہ پورا خطرہ تو مؤاخذے کا ہے۔ [۱]

اور یحییٰ بن جابر فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ مَرَّ بِقَوْمٍ قَدْ أَنَاخُوْا بَعِيْرًا فَحَمَلُوْا غِرَارَتَيْنِ ثُمَّ عَلُوْصًا فَلَمْ يَسْتَطِعِ الْبَعِيْرُ أَنْ يَنْهَضَ فَأَلْقَاهَا أَبُوْ الدَّرْدَاءِ ، عَنِ الْبَعِيْرِ ثُمَّ أَنْهَضَهُ فَانْتَهَضَ ثُمَّ قَالَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ لَئِنْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ مِثْلَ مَا تَأْتُوْنَ إِلَى الْبَهَائِمِ لَيَغْفِرَنَّ لَكُمْ عَظِيْمًا إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الهيثمي:

رواه أحمد مرفوعا كما تراه ورواه ابنه عبدالله موقوفا وإسناده جيد(مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۹۱)

وقال الالبانی:

قلت :الأب أجل من الولد و أحفظ و الكل حجة و لا بعد أن ينشط تارة فيرفع الحديث و لا ينشط أخرى فيوقفه .فالظاهر أن الهيثم حدث به أحمد مرفوعا و حدث ابنه موقوفا ، فحفظ كل ما سمع .فالحديث ثابت مرفوعا و موقوفا و الرفع زيادة فهو المعتمد (السلسلة الصحيحة تحت حديث رقم ۵۱۴)

[۱] (لو غفر لكم ما تأتون إلى البهائم) بنحو ضرب وعسف وتحميل فوق طاقة (لغفر لكم كثيرا) أى شيئ عظيم من الإثم وفيه التحذير من إيذاء البهائم وعدم تكليف الدابة ما لا تطيقه على الدوام وتجنب الضرب لاسيما الوجه وعلى المقاتل وتعهدهم بالعلف والسقى والتحذير من الغفلة عن ذلك(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۷۴۵۶)

إِنَّ اللّٰهَ يُوصِيكُمْ بِهٰذِهِ الْعُجْمِ خَيْرًا أَنْ تَنْزِلُوا بِهَا مَنَازِلَهَا فَإِذَا أَصَابَتْكُمْ سِنَةٌ أَنْ تَنْجُوا عَلَيْهَا بِنِقْيِهَا (بغية الباعث ،حديث نمبر ۸۸۵.باب ما جاء في الدواب) [1]

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، جنہوں نے اونٹ کو بٹھا رکھا تھا، پھر اس کے اوپر انہوں نے دو بڑے بڑے بورے لاد دے، پھر مزید سامان لادا، تو اونٹ سے اٹھا نہیں گیا، تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس اضافی سامان کو اونٹ سے نیچے اتار دیا، اس کے بعد اونٹ کو اٹھایا، تو وہ اٹھ گیا، پھر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تمہاری ان جیسی چیزوں (یعنی زیادتیوں اور گناہوں) کو معاف کر دیا گیا، جو تم جانوروں کے ساتھ کرتے ہو، تو بلاشبہ تمہاری بہت بڑی مغفرت کر دی گئی ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ارشاد فرمارہے تھے کہ:

بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ان بے زبان جانوروں کے بارے میں خیر اور بھلائی کا برتاؤ کرنے کی وصیت فرماتے ہیں، لہٰذا تم ان جانوروں کو ان کے درجوں پر رکھو (یعنی ہر جانور کو اس کے درجے پر رکھ کر اس سے برتاؤ کرو) اور جب تم خشک سالی کے زمانے میں سفر طے کیا کرو، تو چلنے میں تیزی کیا کرو (ترجمہ ختم)

خشک سالی کے زمانے میں جلدی سفر طے کرنے کی وجہ یہ ہے تاکہ جانور کو دیر تک بھوک پیاس کی مشقت نہ اٹھانی پڑے۔

اس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

---

[1] قال البوصيري:
رواه الحارث، ورجاله ثقات، وله شاهد من حديث أبي هريرة رواه مسلم في صحيحه وغيره.قوله :نِقْيها -بكسر النون وسكون القاف بعدها مثناة تحت -أي :مخها .ومعناه: أسرعوا حتى تصلوا مقصدكم قبل أن يذهب مخها من ضنك السير والتعب (اتحاف الخيرة المهرة، تحت حديث رقم ۲۴۰۸، باب كراهة دوام الوقوف على الدابة لغير حاجة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ .(مسلم، حديث نمبر ۶۷۴۵، كتاب البر والصلة والآداب ،باب تحريم الظلم، واللفظ لهٗ، ترمذى، باب ما جاء فى شأن الحساب والقصاص، مسند احمد حديث نمبر ۷۲۰۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن صاحبِ حقوق کو ان کے حقوق ضرور دلائے جائیں گے، یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے بھی دلوایا جائے گا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتّٰى يُقْتَصَّ لِلشَّاةِ الْجَمَّاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ نَطَحَتْهَا "(مسند احمد ،حديث نمبر ۷۲۰۴، واللفظ لهٗ،صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۷۳۶۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن صاحبِ حقوق کو ان کے حقوق ضرور دلائے جائیں گے، یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے بھی دلوایا جائے گا، جو اس نے بے سینگ والی کو مارا ہوگا (ترجمہ ختم)

اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے:

" يُحْشَرُ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْبَهَائِمُ، وَالدَّوَابُّ، وَالطَّيْرُ، وَكُلُّ شَيْءٍ فَيَبْلُغُ مِنْ عَدْلِ اللّٰهِ أَنْ يَّأْخُذَ لِلْجَمَّاءِ مِنَ الْقَرْنَاءِ (مستدرك حاكم، حديث نمبر ۳۱۸۸) [1]

ترجمہ: تمام مخلوقات کو قیامت کے دن جمع کیا جائے گا، چوپاؤں کو بھی، اور دوسرے

---

[1] قال الحاكم: وَهُوَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مسلم وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.
وقال الذهبى فى التلخيص :على شرط مسلم.

جانوروں کو بھی، اور پرندوں کو بھی، اور ہر چیز کو، پس اللہ تعالیٰ کے عدل وانصاف سے بے سینگ والا جانور بھی سینگ والے جانور سے اپنا حق حاصل کرے گا (ترجمہ ختم)

پس جب ایک جانور سے بھی دوسرے جانور کو بدلہ دلوایا جائے گا، جبکہ جانور شریعت کے احکام کے مکلّف بھی نہیں، تو جانور کو انسان سے بدلہ کیونکر نہیں دلوایا جائے گا۔

اوراسی وجہ سے اہلِ علم نے فرمایا کہ جانور پرظلم کرنے کا وبال بعض وجوہات سے کسی انسان پر ظلم کرنے سے زیادہ شدید ہے۔ [1]

بھوکے پیاسے جانور کو کھلانے پلانے پر اجر وثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اِشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ بِيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ نَعَمْ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ (بخاری، حديث نمبر ۵۵۵۰، كتاب الادب ،باب رحمة الناس والبهائم، واللفظ لهٗ، مسلم حديث نمبر ۵۹۹۶، كتاب السلام، باب تحريم قتل الهرة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی راستے میں چلا جارہا تھا، کہ اس پر پیاس کا غلبہ ہوا، اس نے ایک کنواں پایا، جس میں وہ اتر گیا، اور پانی پیا، پھر باہر نکل گیا، تو

---

[1] خصومة الدابة على الآدمى أشد من خصومة الآدمى على الآدمى (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الغصب، الباب الرابع عشر)

وأما ضرب دابة نفسه فقال فى القنية لا يضربها أصلا وإن كانت ملكه ، ثم قال لا يخاصم ضارب الحيوان فيما يحتاج إليه للتأديب ويخاصم فيما زاد عليه (البحر الرائق، كتاب الاجارة، باب مايجوز من الاجارة ومايكون خلافا فيها)

اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے، اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے، اس نے کہا کہ اس کو بھی ویسی ہی پیاس لگی ہوگی جیسی مجھے لگی تھی، چنانچہ وہ کنویں میں اترا، اور اپنا موزہ پانی سے بھرا، پھر اس کو اپنے منہ میں پکڑا، پھر کتے کو پانی پلایا، تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر کی، اور اس کو بخش دیا۔

لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا چوپائے میں بھی ہمارے لئے اجر ہے، آپ نے فرمایا ہر تر جگر والے (یعنی جاندار) میں ثواب ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر جانور کو کھلانا پلانا ثواب ہے۔

اور ایک روایت میں اسی قسم کا واقعہ ایک عورت کے بارے میں آتا ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ قَالَ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ (بخاری، حدیث نمبر ۳۰۷۴، کتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب فی شراب أحدکم فلیغمسه، واللفظ لهٗ، مسلم حدیث نمبر ۵۹۹۷ وحدیث نمبر ۵۹۹۸، کتاب السلام، باب تحریم قتل الهرة)

ترجمہ: رسول ﷺ نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کی) ایک فاحشہ عورت کی مغفرت کردی گئی (وجہ یہ ہوئی) کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو پیاس کی سختی کی وجہ سے زبان نکالے کنویں کے کنارے پر کھڑا تھا، قریب تھا کہ پیاس سے مرنہ جائے، اس عورت نے اپنا موزہ پیر سے اتارا اور اسے دوپٹہ سے باندھ کر کنویں سے پانی نکالا اور کتے کو پلادیا، اس عمل کی بدولت اس کی مغفرت کردی گئی (ترجمہ ختم)

بلا ضرورت کتے کو پالنا اور رکھنا شریعت میں ناپسندیدہ ہے۔

لیکن جب کتے جیسے جانور پر رحم کرنے اور اس کو بھی بھوک پیاس کی حالت میں کھلانے پلانے پر اتنا اجر وثواب ہے، تو دوسرے جانوروں پر رحم کرنے اور ان کو کھلانے پلانے کے ثواب کا اندازہ لگایا

جا سکتا ہے۔ [1]

اور حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ:

قُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلضَّالَّةُ تَغْشَى حِيَاضِيْ ، وَقَدْ مَلَأْتُهَا مَاءً لِإِبِلِيْ ، هَلْ لِيْ مِنْ أَجْرٍ أَنْ أَسْقِيَهَا ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" نَعَمْ، فِيْ سَقْيِ كُلِّ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ لِلّٰهِ (مسند أحمد، حديث نمبر ١٧٥٨٧)

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کسی کا بھٹکا ہوا جانور میرے پانی کے حوض پر آجاتا ہے، حالانکہ میں نے اس حوض کو اپنے اونٹ کو پانی پلانے کے لئے بھرا ہے، تو کیا اگر میں اس جانور کو پانی پلا دوں، تو میرے لئے اجر وثواب ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہر پیاسے جگر کو اللہ کے لئے پانی پلانے میں اجر وثواب ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عمرو بن شعیب کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :إِنِّيْ أَنْزِعُ فِيْ حَوْضِيْ ، حَتّٰى إِذَا مَلَأْتُهُ لِأَهْلِيْ، وَرَدَ عَلَيَّ الْبَعِيْرُ لِغَيْرِيْ فَسَقَيْتُهُ، فَهَلْ

---

[1] وإن لنا في البهائم أجرا أى في سقيها أو في الإحسان إليها......وأما قوله في كل كبد فمخصوص ببعض البهائم مما لا ضرر فيه لأن المأمور بقتله كالخنزير لا يجوز أن يقوى ليزداد ضرره وكذا قال النووى إن عمومه مخصوص بالحيوان المحترم وهو ما لم يؤمر بقتله فيحصل الثواب بسقيه ويلتحق به إطعامه وغير ذلك من وجوه الإحسان إليه (عمدة القارى، كتاب المساقاة، باب فضل سقى الماء)

البهائم أى في إحسانها أجرا قال في كل ذات كبد رطبة أى حيوان أجر قيل إن الكبد إذا ظمئت ترطبت وكذا إذا ألقيت على النار وقيل هو من باب وصف الشيء بما يؤول إليه أى كبد يرطبها السقى ويصيرها رطبة وقد ورد كبد حرى تأنيث حران قال المظهر في إطعام كل حيوان وسقيه أجر إلا أن يكون مأمورا بقتله كالحية والعقرب(مرقاة، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة)

في هذا الحديث دليل على أن الإساءة إلى البهائم والحيوان لا يجوز ولا يحل وأن فاعلها يأثم فيها لأن النص إذا ورد بأن في الإحسان إليهن أجرا وحسنات قام الدليل بأن في الإساءة إليهن وزرا وذنوبا والله يعصم من يشاء وهذا ما لا شك فيه ولا مدفع له.(التمهيد لمافى المؤطا، باب السين)

لِّيُ فِيُ ذٰلِکَ مِنُ أَجُرٍ ؟ فَقَالَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ "فِيُ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى أَجُرٌ "(مسند أحمد، حديث نمبر ۷۰۷۵)

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکرعرض کیا کہ میں اپنے حوض میں پانی بھرتا ہوں، یہاں تک کہ جب میں اپنے گھر والے (جانوروں وغیرہ) کے لئے حوض بھر لیتا ہوں، تو کسی کا اونٹ حوض پر آجاتا ہے، اور میں اسے پانی پلا دیتا ہوں، تو کیا میرے لئے اس میں اجروثواب ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہر پیاسے جگر کو پانی پلانے میں اجروثواب ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی دوسرے کے پیاسے جانور کو پانی پلا دیا جائے، یا وہ خود سے پانی پی لے، اور اس کو پانی پینے سے منع نہ کیا جائے، تو اس میں بھی اجروثواب ہے۔

درخت یا کھیتی سے جانور کے کھانے کا ثواب

جانور پر رحم کرنے اور بھوکے پیاسے جانور کو کھلانے پلانے کا اجروثواب تو اپنی جگہ ہے، لیکن اگر جانور کو براہِ راست کھلایا پلایا نہ جائے اور نہ ہی اس کو کھلانے پلانے کا ارادہ کیا جائے، بلکہ کوئی شخص کسی ضرورت سے درخت لگائے یا کھیتی کرے، اور پھر اس میں سے کوئی جانور چرند پرند کھالے، اور وہ جانور اپنی تحویل اور ملکیت میں بھی نہ ہو، بلکہ آزاد ہو، تو اس کا بھی درخت لگانے اور کھیتی کرنے والے کو عظیم اجروثواب حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى اُمِّ مَعُبَدٍ حَائِطًا فَقَالَ يَااُمَّ مَعُبَدٍ مَنُ غَرَسَ هٰذَا النَّخُلَ اَمُسُلِمٌ اَمُ كَافِرٌ فَقَالَتُ بَلُ مُسُلِمٌ قَالَ فَلَايَغُرِسُ الْمُسُلِمُ غَرُسًا فَيَأْكُلَ مِنُهُ اِنُسَانٌ وَلَا دَابَّةٌ وَلَاطَيُرٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ صَدَقَةً اِلٰى يَوُمِ الْقِيَامَةِ (صحيح مسلم حديث نمبر ۲۹۰۳، كتاب المساقاة، باب فضل الغرس والزرع واللفظ لهٗ)

ترجمہ: نبی ﷺ ام معبد کے احاطہ (باغ یا کھیت) کے قریب تشریف لے گئے، اور

فرمایا کہ اے امِ معبد یہ کھجور کا درخت کسی مسلمان نے لگایا یا کافر نے؟
توانہوں نے عرض کیا کہ مسلمان نے لگایا ہے۔
اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے پھر اس درخت سے کوئی انسان اور کوئی چوپایہ اور کوئی پرندہ جو بھی (اس درخت کے پھل، پھول، پتے، شاخ وغیرہ سے) کھاتا ہے،تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہوتا ہے قیامت تک (ترجمہ ختم)

یعنی اگر قیامت تک اس سے اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق کسی بھی شکل میں فائدہ اٹھاتی رہے تو اس کا درخت لگانے والے کو صدقۂ جاریہ کے طور پر ثواب ملتا رہتا ہے، جبکہ درخت لگانے والا مسلمان ہو۔

اور مسلم شریف ہی کی ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

لَایَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا وَلَایَزْرَعُ زَرْعًافَیَأْکُلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَلَا دَابَّةٌ وَلَاشَیْئٌ اِلَّا کَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ(صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۹۰۱،کتاب المساقاة ، باب فضل الغرس والزرع واللفظ لهٗ ،مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۹۶۹۰، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۲۰۷۶۹وحدیث نمبر ۲۰۷۷۰،سنن دارمی حدیث نمبر ۲۶۶۲، صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۳۴۳۷)

ترجمہ: جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے یا کوئی کھیتی (یا چارہ وغیرہ) اُگاتا ہے، پھر اس سے کوئی انسان اور چوپایہ اور کوئی بھی چھوٹی موٹی چیز (خواہ وہ کوئی چیونٹی ہی کیوں نہ ہو) اس سے کچھ کھاتی ہے ،تو وہ درخت اور کھیتی لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے پھل دار درخت نہیں لگایا، بلکہ کوئی ایسا درخت لگادیا جس کے پتے اور شاخوں وغیرہ کو چارے کے طور پر بعض جانور کھاتے ہیں، یا کوئی پھول دار درخت یا پودا لگادیا، جس سے کیڑے مکوڑے اور مکھیاں وغیرہ غذا حاصل کرتی ہیں (جیسے شہد کی مکھیاں اسی طرح کے پھل

Contach us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اور پھولوں سے رس حاصل کر کے اپنی غذا حاصل کرتی ہیں، اور شہد بھی تیار کرتی ہیں جو بعد میں غذاؤں اور دواؤں کے کام آتا ہے)

یا اس سے بھی کم درجہ کا کوئی اور گھاس پھونس اُگا دیا، جو بعض جانوروں (مثلاً گدھے، گھوڑوں، تتلی، کیڑے مکوڑوں) کے چارے کے کام آتا ہے، تو یہ بھی انسان کے لئے عظیم صدقہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَامِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ دَابَّةٌ اِلَّا كَانَ لَهُ بِهٖ صَدَقَةٌ (صحيح بخاری حديث نمبر ۵۵۵۳، كتاب الادب باب رحمة الناس والبهائم)

ترجمہ: جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے، پھر اس سے کوئی انسان یا چوپایہ کھاتا ہے، تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (ترجمہ ختم)

اور مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

لَايَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ دَابَّةٌ اَوْطَائِرٌ اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً (مسند احمد حديث نمبر ۱۲۵۲۹، مسند انس بن مالک رضی الله عنه)

ترجمہ: جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے، پھر اس سے کوئی انسان یا چوپایہ یا کوئی پرندہ کھاتا ہے، تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (ترجمہ ختم)

اور مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَيْرٌ اَوْ سَبُعٌ اَوْ دَابَّةٌ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ (مسند احمد حديث نمبر ۱۵۲۰۱، مسند جابر بن عبدالله رضی الله عنه)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی مسلمان نے کوئی درخت لگایا، پھر اس سے کسی انسان یا کسی پرندے یا درندے یا چوپائے نے کھایا، تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے (ترجمہ ختم)

اور مسند احمد ہی میں حضرت اُمِ مبشر رضی اللہ عنہا سے بھی تھوڑے مختلف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث

مروی ہے (ملاحظہ ہو: مسند احمد حدیث نمبر ۲۵۷۹۸، حدیث امِ مبشر امرأۃ زید)

اور مستخرج ابوعوانہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

مَنْ غَرَسَ غَرْسًا، فَمَا أُكِلَ مِنْهُ، فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَاسُرِقَ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَاأَكَلَ الطَّيْرُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَلَا يَرْزَأُ مِنْهُ اَحَدٌ اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً (مستخرج ابوعوانة حديث نمبر ۴۲۳۰، باب ذكر اخبار المبيحة واللفظ لهٗ، وحديث نمبر ۴۲۳۱)

ترجمہ: جس کسی مسلمان نے کوئی درخت لگایا، پھر اس سے کھایا گیا (خواہ کھانے والا کوئی بھی ہو) تو وہ درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہے۔

اور جو اس سے چوری کیا گیا وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہے۔

اور جو اُس سے کسی پرندے نے کھایا تو وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہے۔

اور جس نے اس میں سے کچھ کمی کی (مثلاً کسی غرض سے اس میں سے لے لیا) تو وہ بھی درخت لگانے والے کے لئے صدقہ ہے (ترجمہ ختم)

اللہ تعالیٰ کا کتنا عظیم فضل ہے کہ درخت سے اگر کوئی انسان پرند، چرند کھائے، بلکہ کوئی اگر چوری بھی کرے، وہ سب درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتا ہے۔

حضرت خلاد بن سائب رحمہ اللہ اپنے والد حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ زَرَعَ زَرْعًا فَأَكَلَ مِنْهُ الطَّيْرُ اَوِ الْعَافِيَةُ كَانَ لَهُ بِهٖ صَدَقَةٌ (مسند احمد حديث نمبر ۱۶۵۵۸، حديث السائب بن خلاد، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ۴۰۲۶)

ترجمہ: جس نے کوئی (کھیتی) کاشت کی، پھر اس سے کسی پرندے نے کھایا یا کسی بھی

Contach us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

رزق کے طلبگار (خواہ انسان ہو یا جانور ہو) نے کھایا، تو وہ کھیتی اس لگانے والے کے لئے صدقہ بن جاتی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت خلاد بن سائب انصاری رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَامِنْ شَيْئٍ يُصِيْبُ مِنْ زَرْعِ اَحَدِكُمْ وَلَاثَمَرَةٍ مِنْ طَيْرٍ وَلَاسَبُعٍ اِلَّا وَلَهُ فِيْهِ اَجْرٌ (المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۴۰۲۵)

ترجمہ: جو کوئی چیز بھی تم میں سے کسی کی کھیتی یا پھل میں سے پہنچ جائے، کسی پرندے یا درندے کو، تو اس میں (کھیتی والے کے لئے) اجر ہوتا ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَامِنْ رَجُلٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ قَدْرَ مَايَخْرُجُ مِنْ ثَمَرِ ذَالِكَ الْغَرْسِ (مسند احمد حديث نمبر ۲۳۵۲۰ واللفظ لهٗ، غاية المقصد فى زوائد المسند، باب فى الزرع والغرس) [1]

ترجمہ: جس شخص نے بھی درخت لگایا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس درخت سے نکلنے والے پھل کی مقدار کے برابر اجر وثواب لکھتے ہیں (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جب تک اس درخت سے پھل نکلتے رہیں گے، تو درخت لگانے والے کو اس کا ثواب ملتا رہے گا، اگرچہ وہ فوت ہوگیا ہو یا وہ درخت کسی اور کی ملکیت میں چلا گیا ہو۔ [2]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِهٖ وَهُوَ يَغْرِسُ غَرْسًا بِدَمِشْقَ فَقَالَ اَتَفْعَلُ هٰذَا وَاَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَاتَعْجَلْ عَلَيَّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ

---

[1] وقال الهيثمي:
رواه احمد وفيه عبدالله بن عبدالعزيز وثقه مالك وسعيد بن منصور وضعفه جماعة وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، باب ماجاء فى البنيان)

[2] مقتضاه ان اجر ذالک يستمر مادام الغرس ماكولا منه ولو مات غارسه او انتقل ملكه لغيره (فيض القدير للمناوى تحت رقم حديث ۸۰۳۵)

غَرَسَ غَرْسًا يَأْكُلُ مِنْهُ آدَمِيٌّ وَلَا خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً (مسند احمد حديث نمبر ۲۶۲۳۴، غاية المقصد بزوائد المسند باب فى الزرع والغرس) [1]

ترجمہ: ایک آدمی کا گزر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا، اس وقت حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ دمشق میں ایک درخت لگا رہے تھے۔

تو اس شخص نے کہا کہ آپ یہ درخت لگا رہے ہیں، حالانکہ آپ صحابیٔ رسول ہیں (مطلب یہ تھا کہ آپ صحابیٔ رسول ہو کر یہ کام کر رہے ہیں)

تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ میرے اس معاملہ میں جلد بازی نہ کریں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا:

جس نے درخت لگایا اور اس سے کوئی آدمی یا اللہ عزوجل کی کوئی بھی مخلوق کھائے گی تو وہ اس درخت لگانے والے کے لئے صدقہ بنے گا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ درخت لگانے کا عمل اتنا عظیم الشان ہے کہ اس کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے خود اپنے ہاتھ سے انجام دیا ہے، کیونکہ ان کو اس عمل کی فضیلت اور اہمیت معلوم تھی کہ یہ صدقۂ جاریہ ہے، اور جو مخلوق بھی خواہ انسان یا جانور اس سے کھائے، اس کا ثواب درخت لگانے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

جانوروں کو منحوس سمجھنے اور ان سے شگون لینے کی ممانعت

آج کل بہت سے لوگ جانوروں کو منحوس سمجھتے، اور ان سے بدفالی اور مختلف طرح کے شگون لیتے

---

[1] قال الهيثمي:

رواه احمد والطبراني، رواه الطبراني ورجاله موثقون وفيهم كلام لا يضر (مجمع الزوائد، باب ماجاء فى البنيان)

وقال الالباني:

رواه احمد واسناده حسن (صحيح الترغيب والترهيب تحت رقم حديث نمبر ۲۶۰۰)

ہیں، حالانکہ جانوروں میں نحوست کا عقیدہ رکھنا غلط ہے، اور دراصل اس قسم کا عقیدہ ونظریہ زمانۂ جاہلیت سے تعلق رکھتا ہے۔

کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ بعض چیزوں میں نحوست کا عقیدہ رکھتے تھے، خاص کر عورت، گھوڑے اور مکان میں نحوست کا زیادہ اعتقاد رکھتے تھے، شریعت نے اس کی تردید فرمادی۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ -أَنَّهُ قَالَ إِنۡ يَّكُنۡ مِّنَ الشُّؤۡمِ شَيۡءٌ حَقٌّ فَفِي الۡفَرَسِ وَالۡمَرۡأَةِ وَالدَّارِ (مسلم، كتاب السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه الشؤم)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر واقع میں کسی چیز کے اندر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی، یعنی گھوڑے میں، عورت میں، اور گھر میں (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اگر نحوست کا حقیقت میں کوئی وجود ہوتا تو ان تین چیزوں میں نحوست ہوتی، لیکن نحوست کا واقع میں کوئی وجود نہیں، لہٰذا ان چیزوں میں بھی نحوست نہیں۔

چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

إِنَّمَا قَالَ إِنۡ تَكُنۡ فِيۡ شَيۡءٍ فَفِيۡهِنَّ أَيۡ :لَوۡ كَانَتۡ تَكُوۡنُ فِيۡ شَيۡءٍ ,لَكَانَتۡ فِيۡ هٰؤُلَاءِ ,فَإِذَا لَمۡ تَكُنۡ فِيۡ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ ,فَلَيۡسَتۡ فِيۡ شَيۡءٍ (شرح معاني الآثار، كتاب الكراهة، باب الرجل يكون به الداء هل يجتنب أم لا ؟)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی، تو ان چیزوں میں ہوتی، پس جب ان چیزوں میں بھی نحوست نہیں، تو کسی چیز میں نحوست نہیں (ترجمہ ختم)

پھر شریعت نے زمانۂ جاہلیت کے اس عقیدے کی نہ صرف یہ کہ پرزور تردید کی، بلکہ اسی کے ساتھ جن چیزوں میں وہ نحوست کا زیادہ عقیدہ رکھتے تھے، ان میں نحوست کے بجائے برکت کا حکم لگایا۔

چنانچہ حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

سَمِعۡتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَقُوۡلُ لَا شُؤۡمَ وَقَدۡ يَكُوۡنُ الۡيُمۡنُ فِيۡ

الـدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ (ترمذی، حدیث نمبر ۲۷۵۰،ابواب الادب عن رسول اللہ ﷺ،باب ما جاء فی الشؤم)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشادِ مبارک سنا کہ نحوست کا کوئی وجود نہیں، اوران تین چیزوں میں (نحوست تو کیا ہوتی، اس کے برعکس) بسا اوقات برکت ہوتی ہے، عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں (ترجمہ ختم)

اور ابنِ ماجہ میں حضرت مخمر بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لا شُؤْمَ وَقَدْ يَكُوْنُ الْيُمْنُ فِيْ ثَلَاثَةٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ (ابنِ ماجة، حديث نمبر ۱۹۸۳،كتاب النكاح، باب ما يكون فيه اليمن والشؤم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشادِ مبارک سنا کہ نحوست کا کوئی وجود نہیں، اوران تین چیزوں میں (نحوست تو کیا ہوتی، اس کے برعکس) بسا اوقات برکت ہوتی ہے، عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں میں نحوست کا تو کوئی وجود نہیں، اس لئے نحوست کا عقیدہ رکھنا تو سراسر غلط ہے، البتہ اس کے برعکس بسا اوقات برکت ہوتی ہے۔

پس اگر ان چیزوں میں نحوست ہوتی، تو برکت کیونکر ہوتی۔

پس آج کل بعض لوگ جو مختلف جانوروں سے مختلف طرح کی بدفالیاں اور بدشگونیاں لیتے ہیں، اور ان کو منحوس سمجھتے ہیں، یہ درست نہیں، جس کی چند مثالیں ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱)......بعض لوگ الو (Owl) یا کسی دوسرے جانور کے کسی جگہ رہنے یا بیٹھنے سے سمجھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے اس جگہ میں نحوست آجاتی ہے، یا وہ جگہ ویران ہوجاتی ہے۔

اس قسم کا عقیدہ رکھنا شریعت کے خلاف اور سخت گناہ ہے۔

(۲)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مکان وغیرہ کی دیوار پر کوّا (Crow) بولے یا منہ سے لقمہ

---

[1] وَفِي الزَّوَائِد إِسْنَاده صَحِيح وَرِجَاله ثِقَات (حاشية السندى على ابن ماجة، كتاب النكاح، باب ما يكون فيه اليمن والشؤم)

گر جائے یا آٹا گوندھتے ہوئے پانی زیادہ ڈل جائے یا روٹی پکاتے ہوئے ٹوٹ جائے یا روٹی پکانے والا تو اجھلملانے لگے تو مہمان آتا ہے۔

شرعاً اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔

(۳)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بلی (Cat) اور خاص طور پر کالے رنگ کی بلی (Cat) راستہ کاٹ دے، یا کوئی مخصوص جانور یا پرندہ بائیں طرف گزرے یا اڑے، تو سفر یا کام میں برکت اور خیر نہیں ہوتی۔

یہ بھی توہم پرستی اور زمانۂ جاہلیت کے غلط عقیدوں میں سے ہے۔

(۴)......بعض لوگ کسی جگہ بلی (Cat) کے رونے کو کسی کی موت آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جبکہ یہ عقیدہ بھی اسلام کے مطابق نہیں۔

(۵)......بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں جانور کے بولنے سے موت پھیلتی ہے۔ مگر یہ سوچ زمانۂ جاہلیت کی سوچ پر مبنی ہے اور اسلام نے اس قسم کی بدشگونی سے منع فرمایا ہے۔

(۶)......اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کتے (Dog) کے رونے سے وباء آتی ہے۔ مگر اس طرح کی کوئی بات شریعت سے ثابت نہیں۔

(۷)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر مرغی (Hen) اذان دے تو اسے فوراً ذبح کر دینا چاہئے کیونکہ اس سے وباء پھیلتی ہے۔

حالانکہ شریعت نے ایسی حالت میں مرغی کے ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا، لہٰذا یہ عقیدہ بھی غلط ہے۔

(۸)......بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر شام کے وقت (یا کسی دوسرے بے وقت) مرغا (Cook) اذان دے تو اسے فوراً ذبح کر دینا چاہئے کیونکہ یہ اچھا نہیں۔ جبکہ یہ بھی توہم پرستی میں داخل ہے۔

(۹)......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خنزیر یا سور کا نام لینے سے چالیس دن تک زبان ناپاک رہتی ہے۔ مگر شریعت میں اس کی بھی کوئی اصل نہیں، البتہ بلاضرورت خنزیر کا نام لینا اور خاص طور پر کسی انسان وغیرہ کو گالی کے طور پر خنزیر یا سور کہنا درست نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

(۱۰)......بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جس گھر میں کوئی بھی جانور ہو، اُس گھر میں اگر کوئی مصیبت آئے تو وہ مصیبت اس جانور کے سر پڑ جاتی ہے، اور انسان مصیبت سے محفوظ رہ جاتا ہے، جبکہ اس قسم کا عقیدہ شریعت سے ثابت نہیں اور خود ساختہ ہے۔

(۱۱)......بعض لوگ کسی جانور مثلاً قمری کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر گھر میں موجود ہو تو اس گھر میں نحوست آجاتی ہے اور بعض اوقات اس کی وجہ سے موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ مہمل بات ہے، کسی جانور کی وجہ سے اس طرح ہرگز نحوست نہیں آتی اور نہ ہی کسی کی موت واقع ہوتی ہے بلکہ موت وزندگی کا تعلق تو حکمِ الٰہی سے ہے۔

(۱۲)......بعض لوگ کسی مصیبت، حادثہ، آفت یا بیماری کے وقت بکرے کے ذبح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مصیبت وآفت بکرے کے خون کے بدلے میں ٹل جاتی ہے، اور اس کو خون بہا یا جان کا بدلہ قرار دیتے ہیں۔

مگر ایسی حالت میں شریعت کی طرف سے جانور ذبح کرنے کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا جانور ذبح کرنے کو ضروری یا زیادہ ثواب سمجھنا غلط ہے۔

البتہ صدقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر صدقہ کے لئے جانور کا ذبح کرنا ضروری نہیں، بلکہ کسی بھی ضرورت کی چیز یا روپیہ پیسہ کی شکل میں صدقہ کیا جاسکتا ہے۔

ایک طرف تو شریعت نے جانوروں میں نحوست ہونے اور ان سے بدفالی لینے سے منع فرمادیا، اور دوسری طرف یہ بھی واضح فرمادیا کہ اصل نحوست انسان کی اپنی بداعمالیوں اور فسق وفجور میں ہے۔

اور آج کل مختلف گناہوں کا دور دورہ ہے، مگر لوگ نحوست کو اپنی بداعمالیوں کی طرف منسوب کرنے کے بجائے جانوروں کی طرف منسوب کرتے ہیں، جیسا کہ ایک کالے حبشی شخص کو راستے میں ایک شیشہ پڑا ہوا ملا، اس حبشی نے اس سے پہلے کبھی اپنا چہرہ شیشہ میں نہیں دیکھا تھا، اس حبشی نے پڑا ہوا شیشہ اٹھا کر جب اس میں اپنا منہ دیکھا تو بہت بدنما اور بھدا محسوس ہوا، ناک بڑی، رنگ کالا وغیرہ، تو اس حبشی کو اپنا چہرہ بُرا معلوم ہوا اور فوراً غصہ میں آکر اُس شیشہ کو زمین پر پھینک مارا، اور کہا کہ تو اتنا بدصورت اور بدنما ہے اسی لئے تو تجھے کسی نے یہاں پھینک رکھا ہے۔

تو جس طرح اُس حبشی نے اپنی بدصورتی کو شیشہ کی طرف منسوب کیا، اسی طرح یہ لوگ اپنی بدعملی کی نحوست کو دوسری چیزوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حقیقت میں عبادت واطاعت مبارک چیز ہے اور گناہ منحوس چیز ہے۔

جانوروں کی وجہ سے رزق اور بارش کا حصول

جانوروں میں نحوست کا عقیدہ رکھنے اور ان سے بدفالی اور شگون لینے کی تو تردید پیچھے گزر چکی ہے، اسی کے ساتھ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کی برکت سے انسانوں کو رزق دیا جاتا ہے، اور انسانوں کی مدد کی جاتی ہے۔

لہٰذا جانور منحوس تو کیا ہوتے، انسانوں کے لئے خیر وعافیت کا ذریعہ ہیں۔

چنانچہ حضرت سعید بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

وَهَلْ تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ "(مسند أحمد ،حديث نمبر ۱۴۹۳)

ترجمہ: تم کو جو رزق دیا جاتا ہے، اور تمہاری جو مدد کی جاتی ہے، وہ تمہارے ضعفاء اور کمزوروں ہی کے طفیل ہوتی ہے (ترجمہ ختم)

ضعفاء اور کمزوروں میں بوڑھوں، اور بچوں کے علاوہ جانور بھی داخل ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَهْلًا عَنِ اللّٰهِ مَهْلًا، لَوْلَا شَبَابٌ خُشَّعٌ، وشُيُوْخٌ رُكَّعٌ، وَأَطْفَالٌ رُضَّعٌ، وبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا، ثُمَّ لَرُضَّ رَضًّا "(المعجم الاوسط للطبراني، حديث نمبر ۷۰۸۵،المعجم الكبير للطبراني، قطعة من المفقود، حديث نمبر ۸۹۳، سنن البيهقي، حديث نمبر ۶۲۱۷، مسند ابويعلىٰ الموصلي، حديث نمبر ۶۲۷۱،مسند البزارحديث نمبر ۸۱۴۲) [۱]

---

[۱] قال الطبراني ":لم يرو هذا الحديث عن خثيم ؛ إلا ابنه ، تفرد به :سريج .ولا يروى عن أبي هريرة إلا بهذا الاسناد ."قُلْتُ :رضي الله عنك !فلم يتفرد به سريج ، بل تابعه محمد بن موسى الحريري ، ثنا ابراهيم بن خثيم بسنده سواء .أخرجه البزار ۳۲۱۲) زوائده) قال :حدثنا الجراح بن مخلد ، ثنا محمد ابن موسى به(كتاب تنبيه الهاجد للحويني، ج۲ص ۲۲۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، اگر عبادت گزار نوجوان اور کمر جھکے ہوئے بوڑھے، اور دودھ پینے والے بچے، اور چارہ کھانے والے جانور نہ ہوتے، تو تم پر سخت عذاب نازل کر دیا جاتا، پھر تمہیں پوری طرح کُوٹ دیا جاتا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوعبیدہ دولی رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْلا عُبَّادٌ لِلّٰهِ رُكَّعٌ وَصُبَيَّةٌ رُضَّعٌ وَبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا، ثُمَّ رَضَّ رَضًّا (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۸۲۳۳، المعجم الاوسط للطبراني، حديث نمبر ۶۵۳۹، شعب الايمان للبيهقي، حديث نمبر ۹۳۶۲، سنن البيهقي، حديث نمبر ۶۲۱۸، معرفة الصحابةلابي نعيم حديث نمبر ۶۳۶۱، الآحاد والمثاني لابنِ ابي عاصم ،حديث نمبر ۸۸۱) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے عبادت گزار کمر جھکے ہوئے (بوڑھے) اور دودھ پینے والے بچے، اور چارہ کھانے والے جانور نہ ہوتے، تو تم پر سخت عذاب نازل کر دیا جاتا، پھر تمہیں پوری طرح کُوٹ دیا جاتا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی بداعمالیاں شدید اور سخت عذاب کا باعث ہیں، اور عبادت گزار نوجوان اور کمر جھکے ہوئے بوڑھے، اور دودھ پینے والے بچے، اور جانور سخت عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

---

[1] قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو :
إِسْنَادُهُ حَسَنٌ، وَذَكَرَهُ الْمُتَأَخِّرُ مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيِّ، فَقَالَ :مَالِكُ بْنُ عُبَيْدَةَ بْنِ مُسَافِعٍ (معرفة الصحابة،حواله بالا)
وقال ابن ابي عاصم :
قال القاضي أبو بكر :إسناده حسن (الآحاد والمثاني لابنِ ابي عاصم ،حديث نمبر ۸۸۱)

لَمْ يَمْنَعْ قَوْمٌ زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ ,وَلَوْلا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۳۴۴۴، واللفظ لهٗ، ابن ماجه،حديث نمبر ۴۰۰۹، كتاب الفتن، بَاب الْعُقُوبَاتِ،مسند البزار، حديث نمبر ۶۱۷۵)

ترجمہ: جو لوگ بھی اپنے مالوں کی زکاۃ روک لیتے ہیں،تو ان سے آسمان سے بارش کو روک دیا جاتا ہے،اوراگر جانور نہ ہوں،تو ان کوایک قطرہ بھی بارش کا نہ ملے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی بداعمالیوں اورخاص کرزکاۃ ادانہ کرنے سے بارش کوروک لیا جاتا ہے، اوراس کے باوجود جو کچھ بارش حاصل ہوتی ہے، وہ جانوروں کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

خَرَجَ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ يَسْتَسْقِيْ ، فَإِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٍ بَعْضَ قَوَائِمِهَاإِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ :ارْجِعُوْا فَقَدِ اسْتُجِيْبَ لَكُمْ مِّنْ أَجْلِ شَأْنِ النَّمْلَةِ (مستدرک حاکم ، حدیث نمبر ۱۲۱۱، كتاب الاستسقاء،وقالَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، واللفظ لهٗ، سنن دارقطني، حديث نمبر ۱۸۱۸، باب الاستسقاء)

ترجمہ: اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی بارش طلب کرنے کے لئے نکلے،تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی نے اپنے بعض (یعنی اگلے) پاؤں آسمان کی طرف اٹھار کھے ہیں(اوروہ بارش کی دعا کررہی ہے)تو اللہ کے نبی نے فرمایا کہ تم واپس چلو،اس چیونٹی کی حالت (یعنی دعا) کی وجہ سے تمہارے لئے دعا قبول کرلی گئی ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ چیونٹی جیسے چھوٹے جانور بھی بارش کی دعا کرتے ہیں،اوراللہ تعالیٰ ان کی دعا

---

[1] (لم يمنع قوم زكاة أموالهم إلا منعوا القطر من السماء ولولا البهائم لم يمطروا) أي لم ينزل إليهم المطر عقوبة بشؤم منعهم للزكاة عن مستحقيها فانتفاعهم بالمطر إنما هو واقع تبعا للبهائم فالبهائم حينئذ خير منهم وهذا وعيد شديد على ترك إخراج الزكاة أعظم به من وعيد.(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۷۳۶۹)

کواپنی حکمت سے قبول فرماتے ہیں۔[1]

لہٰذا جانوروں کو منحوس سمجھنے اور ان کے ساتھ زیادتی کرنے کے بجائے، ان کو اپنا محسن سمجھنا چاہیئے، اور شریعت کی بتلائی ہوئی ہدایات کے مطابق ان کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیئے۔

جانور پر سبّ وشتم اور لعن طعن کرنے کا وبال

اسلام کی تعلیمات انتہائی جامع اور پاکیزہ ہیں، جن میں نہ صرف یہ کہ کسی انسان کو بے جا برا بھلا کہنے اور لعن طعن کرنے کی ممانعت ہے، بلکہ جانوروں اور خاص کر غیر موذی اور خدمت گار جانوروں کو بھی برا بھلا کہنے اور لعن طعن کرنے کی ممانعت ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے ایک لمبے واقعہ میں روایت ہے کہ:

قُلْتُ اِعْهَدْ إِلَيَّ .قَالَ لاَ تَسُبَّنَّ أَحَدًا .قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلاَعَبْدًا وَلاَ بَعِيرًا وَلاَ شَاةً(ابوداؤ، حديث نمبر ۴۰۸۶، كتاب اللباس، باب ما جاء في إسبال الإزار، واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۱۶۶۱۶)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز آپ کسی کو بھی گالی نہ دینا، حضرت جابر بن سلیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی آزاد، اور کسی غلام، اور کسی اونٹ، اور بکری کو گالی نہیں دی (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قُلْتُ :أَوْصِنِيَ قَالَ "لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا "أَوْ قَالَ " :شَيْئًا "فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا شَاةً وَلَا بَعِيرًا(شعب الايمان

---

[1] خرج نبي من الأنبياء) في رواية أحمد أنه سليمان (بالناس يستسقون الله تعالى) أي يطلبون منه السقيا (فإذا هو بنملة رافعة بعض قوائمها إلى السماء فقال ارجعوا) أيها الناس (فقد استجيب لكم من أجل هذه النملة) في رواية من أجل شأن النملة وفي رواية ارجعوا فقد كفيتم بعيركم زاد ابن ماجه في روايته ولولا البهائم لم تمطروا واستدل به على ندب إخراج الدواب في الاستسقاء (ك) في الاستسقاء (عن أبي هريرة) ورواه عنه أيضا الديلمي وغيره قال الحاكم :صحيح وأقره الذهبي(فيض القدير للمناوي، تحت حديث رقم ۳۹۰۶)

للبیهقی، حدیث نمبر ۵۷۳۰،فصل فی موضع الإزار)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیجئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کسی بھی چیز کو گالی نہ دیں، حضرت جابر بن سلیم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد میں نے کسی بھی چیز کو نہ بکری کو، اور نہ اونٹ کو گالی دی (ترجمہ ختم)

اور معجم کبیر طبرانی کی ایک روایت میں حضور ﷺ کے یہ الفاظ ہیں:

وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَکَ، أَوْ قَالَ مَا لَيْسَ فِيْکَ ,فَلا تَشْتُمْهُ ,وَلا تَقُلْ لَـهُ مَا لَيْسَ فِيْهِ، فَيَكُوْنَ لَکَ أَجْرُهُ، وَعَلَيْهِ وَبَالُـهُ، لا تَسُبَّنَّ أَحَدًا ."فَمَا سَبَبْتُ شَيْئًا ,بَعِيْرًا وَلا شَاةً وَلَا إِنْسَانًا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ السَّبِّ(المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۶۲۷۲)

ترجمہ: اور اگر کوئی آدمی آپ کو گالی دے، یا ایسی بات کہے، جو آپ کے اندر نہیں ہے، تو آپ اس کو گالی نہ دو، اور اس کو ایسی بات نہ کہو، جو اس کے اندر نہیں ہے، تو آپ کے لئے اس (صبر) کا اجر ہوگا، اور دوسرے پر اس (گالی دینے اور برا بھلا کہنے) کا وبال ہوگا، اور آپ کسی کو بھی گالی نہ دیں، حضرت جابر بن سلیم کہتے ہیں کہ میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ سے گالی سے منع کرنا سنا، اس وقت سے کبھی کسی چیز کو بھی گالی نہیں دی، نہ اونٹ کو، نہ بکری کو، اور نہ انسان کو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی چیز کو خواہ انسان ہو یا جانور، گالی دینا، اور برا بھلا کہنا شریعت کی نظر میں پسندیدہ عمل نہیں۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ وَامْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ عَلٰى نَاقَةٍ فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فَقَالَ خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَإِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ .قَالَ

عِـمْـرَانُ فَـكَـأَنِّـىْ أَرَاهَا الْآنَ تَمْشِيْ فِي النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ .(مسلم، حديث نمبر ٦٧٦٩، كتاب البر والصلة والآداب، باب النهى عن لعن الدواب وغيرها) [۱]

ترجمہ: نبی ﷺ ایک سفر میں تھے اور انصار کی ایک عورت (باندی) ایک اونٹنی پر سوار تھی، کہ وہ عورت اونٹنی سے تنگ دل ہوگئی، اور اس عورت نے اس اونٹنی پر لعنت کی، جس کو رسول اللہ ﷺ نے سن لیا۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹنی پر جو سامان ہے، اس کو لے لو، اور اس اونٹنی کو چھوڑ دو، اس لئے کہ یہ ملعون ہوچکی ہے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گویا کہ میں ابھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں کہ لوگوں کے درمیان چل رہی ہے، جس کو کوئی نہیں چھیڑ رہا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں یہ ہے کہ:

فَـقَـالَتْ حَلْ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهَا .قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ -صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَا تُـصَـاحِبُـنَـا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ .(مسـلـم، حـديـث نـمبر ٦٧٧١، كتاب البر والصلة والآداب، بـاب الـنهـى عـن لـعن الدواب وغيرها،واللفظ لهٗ، مسند احمد، حديث نمبر ١٢٧٨٩،شعب الايمان للبيهقى، حديث نمبر ٤٨٠٢،فصل، ومما يجب حفظ اللسان منه الفخر بالآباء الخ)

ترجمہ: اس عورت نے (اونٹنی کو دھمکاتے ہوئے) کہا کہ دفع ہوجا، اس پر اللہ کی لعنت ہو، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہم ایسی اونٹنی کو اپنے ساتھ نہیں رکھیں گے، جس پر لعنت ہو (ترجمہ ختم)

کیونکہ اونٹنی پر لعنت کرنا سخت گناہ کا عمل تھا، اس لئے آپ ﷺ نے اسی وقت اس عمل سے اس

---

[۱] والـلـفـظ لـهٗ، ابـوداؤد، حديث نمبر ٢٥٦٣، كتاب الجهاد، باب النهى عن لعن البهيمة، سنن دارمـى، حـديـث نـمبـر ٢٧٣٣، الـمـعـجم الكبير للطبرانى، حديث نمبر ١٤٨٦٢، شعب الايمان لـلبيهقى، حديث نمبر ٤٨٠١، المعجم الكبير للطبرانى، حديث نمبر ١٤٨٦١،صحيح ابنِ حبان، حديث نمبر ٥٧٤٠، ج١٣ ص٥٠، باب اللعن .

عورت کو اور دوسرے لوگوں کو نفرت دلانے کے لئے تنبیہ کی غرض سے ایسا کیا۔

جبکہ بعض حضرات نے فرمایا کہ اونٹنی پر لعنت کی وجہ سے اس میں اس وقت لعنت کے اثرات آ گئے تھے (یعنی وہ انسانوں کے حق میں اس وقت ملعون ہو چکی تھی) اس لئے آپ ﷺ نے اس کو اپنے ساتھ سفر میں رکھنا گوارا نہیں فرمایا۔ [1]

بہرحال جو کچھ بھی ہو، اس سے جانور پر اور خاص کر خدمت گزار جانور پر لعنت وملامت کرنے کی برائی معلوم ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ يَسِيْرُ، فَلَعَنَ رَجُلٌ نَاقَةً، فَقَالَ: "أَيْنَ صَاحِبُ النَّاقَةِ ؟ "فَقَالَ الرَّجُلُ :أَنَا، قَالَ "أَخِّرْهَا فَقَدْ أُجِبْتَ

---

[1] قوله ﷺ فى الناقة التى لعنتها المرأة :(خذوا ما عليها ودعوها فإنها ملعونة)وفى رواية :(لا تصاحبنا ناقة عليها لعنة) إنما قال هذا زجرا لها ولغيرها ، وكان قد سبق نهيها ونهى غيرها عن اللعن ، فعوقبت بإرسال الناقة ، والمراد النهى عن مصاحبته لتلك الناقة فى الطريق ، وأما بيعها وذبحها وركوبها فى غير مصاحبته ﷺ، وغير ذلك من التصرفات التى كانت جائزة قبل هذا فهى باقية على الجواز ؛ لأن الشرع إنما ورد بالنهى عن المصاحبة ، فبقى الباقى كما كان .

وقوله :(ناقة ورقاء)بالمد أى يخالط بياضها سواد ، والذكر أورق ، وقيل :هى التى لونها كلون الرماد .

قوله ﷺ :(خذوا ما عليها وأعروها)هو بهمزة قطع وبضم الراء يقال :أعريته وعريته إعراء وتعرية فتعرى ، والمراد هنا خذوا ما عليها من المتاع ورحلها وآلتها (شرح النووى علىٰ مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب النهى عن لعن الدواب وغيرها)

وَالصَّوَاب أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ عُقُوبَة لَهَا ، لِئَلَّا تَعُود مِثْل قَوْلهَا ، وَتَلْعَن مَا لَا يَسْتَحِقّ اللَّعْن ، وَالْعُقُوبَة فِي الْمَال لِمَصْلَحَةٍ مَشْرُوعَة بِالِاتِّفَاقِ .وَلَكِنْ اِخْتَلَفُوا :هَلْ نُسِخَتْ بَعْد مَشْرُوعِيَّتهَا ، أَوْ لَمْ يَأْتِ عَلَى نَسْخهَا حُجَّة ، وَقَدْ حَكَى أَبُو عَبْد اللَّه بْن حَامِد عَنْ بَعْض أَصْحَاب أَحْمَد أَنَّهُ مَنْ لَعَنْ شَيْئًا مِنْ مَتَاعه زَالَ مُلْكه عَنْهُ .وَاَللَّه تَعَالَى أَعْلَم .(تَعْلِيقُ الْحَافِظِ ابْنِ الْقَيِّم ،علىٰ ابى داوٗد، كتاب الجهاد، باب النهى عن لعن البهيمة)

وَزَعَمَ بَعْض أَهْل الْعِلْم أَنَّ النَّبِيّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَمَرَهُمْ بِذَلِكَ فِيهَا لِأَنَّهُ قَدْ اُسْتُجِيبَ لَهَا الدُّعَاء عَلَيْهَا بِاللَّعْنِ ، وَاسْتُدِلَّ عَلَى ذَلِكَ بِقَوْلِهِ "فَإِنَّهَا مَلْعُونَة "وَقَدْ يَحْتَمِل أَنْ يَكُون إِنَّمَا فَعَلَ عُقُوبَة لِصَاحِبَتِهَا لِئَلَّا تَعُود إِلَى مِثْل قَوْلهَا اِنْتَهَى(عون المعبود، كتاب الجهاد، باب النهى عن لعن البهيمة)

فِيُهَا"(مسند احمد، حديث نمبر ۹۵۲۲) [1]

ترجمہ: نبی علیہ سفر میں چل رہے تھے، کہ اس دوران ایک آدمی نے اونٹنی پر لعن طعن کیا، تو رسول اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اونٹنی والا کہاں ہے؟ تو اس آدمی نے کہا کہ میں ہوں، تو رسول اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کو (سب قافلے سے) پیچھے رکھو، کیونکہ آپ کی اس اونٹنی کے بارے میں بددعا قبول کی جاچکی ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ تھا کہ آپ نے اس پر لعن طعن کیا، اور اسے برا بھلا کہا، تو اب یہ تمہارے حق میں ویسی ہی ہوگئی، اور اس لئے باقی قافلے اور ان کی سواریوں کو اس کے اثرات سے بچانے کے لئے تم اپنی اس سواری کے ساتھ پیچھے پیچھے رہو۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَارَ رَجُلٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ فَلَعَنَ بَعِيُرَهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ : يَا عَبُدَ اللّٰهِ ، لَا تَسِرُ مَعَنَا عَلٰى بَعِيُرٍ مَلُعُونٍ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر ۳۵۲۵، شریک عن أنس، واللفظ لهٗ، الدعاء للطبرانی، حدیث نمبر ۱۹۶۹، الصمت لابن ابی الدنیا، حدیث نمبر ۳۸۸) [2]

---

[1] قال الهيثمي:
رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۸ ص۷۷ باب ما نهى عن سبه من الدواب وما يفعل بالدابة إذا أجيب في لعنها)
وقال المنذري:
رواه أحمد بإسناد جيد (الترغيب والترهيب ، تحت حديث رقم ۴۲۲۳، كتاب الادب)

[2] قال الهيثمي:
رواه أبو يعلى والطبراني في الاوسط بنحوه ورجال أبي يعلى رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۷۷ باب ما نهى عن سبه من الدواب وما يفعل بالدابة إذا أجيب في لعنها)
وقال المنذري:
رواه أبو يعلى وابن أبي الدنيا بإسناد جيد (الترغيب والترهيب ، تحت حديث رقم ۴۲۲۲، كتاب الادب)
وقال البوصيري:
رواه ابن أبي الدنيا بإسناد جيد (اتحاف الخيرة المهرة، كتاب الادب ،باب في الإصلاح بين الناس)

ترجمہ: ایک آدمی نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں چل رہا تھا، کہ اس نے اپنے اونٹ پر لعنت کی، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ کے بندے! تو ہمارے ساتھ لعنت کئے ہوئے اونٹ پر سفر نہ کر (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی جانور پر لعن طعن بھی کرنا اوراس سے بھرپور خدمت بھی لینا نازیبا طریقہ ہے، اس لئے جانور پر لعن طعن کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ اپنے کام کاج میں استعمال ہونے والے جانوروں کو بات بات پر لعن طعن کرتے رہتے ہیں، اوراسی کے ساتھ ان سے کام بھی لیتے رہتے ہیں، یہ انتہائی نامناسب طرزِ عمل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيْكَةِ فَاسْأَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا (مسلم، حديث نمبر ۷۰۹۶، كتاب الذكر والدعاء والتوبة، باب استحباب الدعاء عند صياح الديك)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مرغ کی آواز سنو، تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو، کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے، اور جب تم گدھے کی چیخنے کی آواز سنو، تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو، کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لاَ تَسُبُّوْا الدِّيْكَ فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ (سنن أبی داود، حديث نمبر ۵۱۰۳، الأدب، باب ما جاء فی الديك والبهائم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مرغ کو برا نہ کہو، کیونکہ وہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت زید بن خالد جہنی سے مسند احمد میں روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَا تَسُبُّوْا الدِّیْکَ، فَإِنَّہٗ یَدْعُوْ إِلَی الصَّلَاۃِ "(مسند أحمد، حديث نمبر ۲۱۶۷۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مرغ کو برا نہ کہو، کیونکہ وہ نماز کے لئے بلاتا ہے، (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

لَعَنَ رَجُلٌ دِیُکًا صَاحَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْعَنْہُ، فَإِنَّہٗ یَدْعُوْ إِلَی الصَّلَاۃِ "(مسند احمد، حديث نمبر ۱۷۰۳۴)

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں مرغ کے چلّانے (یعنی بانگ دینے) پر لعنت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرغ پر لعنت نہ کرو، کیونکہ وہ نماز کی طرف بلاتا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أَنَّ دِیُکًا صَرَخَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَبَّہٗ رَجُلٌ فَنَھٰی عَنْ سَبِّ الدِّیْکِ(مسند البزار حديث نمبر ۱۷۶۳) [1]

ترجمہ: ایک مرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس کہیں چلّانے لگا، اس کو ایک آدمی نے برا بھلا کہا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا (ترجمہ ختم)

---

[1] قال المنذری:

رواه البزار بإسناد لا بأس به والطبراني إلا أنه قال فيه قال لا تلعنه ولا تسبه فإنه يدعو إلى الصلاة (الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۴۲۲۵، كتاب الادب)

وقال الهيثمي:

رواه البزار والطبراني إلا أنه قال لا تلعنه ولا تسبه فانه يدعو إلى الصلاة، وفي اسناد البزار مسلم بن خالد الزنجي وثقه ابن حبان وغيره وفيه ضعف، وبقية رجاله ثقات. (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۷۷ باب ما نهى عن سبه من الدواب وما يفعل بالدابة إذا أجيب في لعنها)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أَنَّ دِيْكًا صَرَخَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّهُ رَجُلٌ وَلَعَنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَلْعَنْهُ وَلَا تَسُبُّهُ فَإِنَّهُ يَدْعُوْ إِلَى الصَّلَاةِ (العظمة لابى الشيخ الاصبهانى حديث نمبر ۱۲۲۱، باب الأمر بالتفكر فى آيات الله عز وجل وقدرته وملكه وسلطانه وعظمته ووحدانيته) [۱]

ترجمہ: ایک مرغ رسول اللہ ﷺ کے قریب چیخا، تو اس کو ایک آدمی نے برا بھلا کہا اور لعن طعن کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لعن طعن نہ کرو، اور برا بھلا نہ کہو، کیونکہ یہ نماز کی طرف بلاتا ہے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ جانور کو اور بطورِ خاص اس جانور کو جس سے خیر حاصل ہو، برا بھلا کہنا درست نہیں، بلکہ ایسا جانور قابلِ اکرام ہے۔ [۲]

---

[۱] قال الهيثمى:

رواه البزار وفيه عباد بن منصور وثقه يحيى القطان وغيره وضعفه ابن معين وغيره، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۸ ص۷۷ باب ما نهى عن سبه من الدواب وما يفعل بالدابة إذا أجيب فى لعنها)

[۲] الحليمى قال فيه دليل على أن كل من استفيد منه خير لا ينبغى أن يسب ويستهان بل حقه أن يكرم ويشكر ويتلقى بالإحسان رواه فى شرح السنة وكذا أبو داود والنسائى وابن حبان فى صحيحه ذكره السيد جمال الدين.

وعنه أى عن زيد بن خالد رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ لا تسبوا الديک فإنه يوقظ للصلاة رواه أبو داود وكذا رواه أحمد وابن ماجه عن زيد بن خالد الجهنى وإسناده جيد قال الدميرى فى حياة الحيوان قال وأعظم ما فى الديک من العجائب معرفة الأوقات الليلية فيقسط أصواته عليه تقسيطا لا يغادر منه شيئا سواء طال أو قصر ويوالى صياحه قبل الفجر وبعده فسبحان من هداه لذلک وقد أفتى القاضى حسين والمتولى والرافعى بجواز الاعتماد على الديک المجرب فى أوقات الصلاة وروى عبد الحق بن قانع بإسناده أن النبى ﷺ قال الديک الأبيض خليلى وإسناده لا يثبت ورواه غيره بلفظ الديک الأبيض صديقى وعدو للشيطان يحرس صاحبه وسبع دور خلفه وفى الجامع الصغير روايات فى فضله وروى الشيخ محب الدين الطبرى أن النبى كان له ديک أبيض وكان الصحابة يسافرون معه بالديكة لتعرفهم أوقات الصلاة وفى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اورجن جانوروں سے انسان کام کاج لیتا ہے، ان سے خیر کا حاصل ہونا ظاہر ہے، لہٰذا ان کو برا بھلا کہنا درست نہیں ہے، اوربعض جانوروں کوشریعت نے بطورِخاص قابلِ احترام بنایا ہے، جیسا کہ گھوڑا کہ وہ جہاد کا آلہ ہے، اس لئے اس کے احترام کی زیادہ ضرورت ہے۔

اور آج کل ہمارے یہاں گھوڑے سے کام کاج لینے والے لوگ اس قابلِ احترام جانور سے جس قسم کا سلوک اور برتاؤ کرتے ہیں، اورجس طرح سے اس جانور کی بے حرمتی کرتے ہیں، وہ شریعت کی نظر میں بہت ناپسندیدہ حرکت ہے۔

چنانچہ بہت سے لوگ گھوڑے پر سفر کرتے ہیں، اس کو صبح سے شام تک تانگے اور گاڑی میں باندھ کر کام لیتے ہیں، اور بات بات پر اس کو گالیاں دیتے اور طعن وتشنیع کرتے ہیں، جو کہ سخت گناہ اور باعثِ وبال حرکت ہے۔

اپنی تحویل میں موجود جانور کی خوراک کی ذمہ داری

شریعتِ مطہرہ نے اس چیز پر بھی زور دیا ہے کہ جن جانوروں کوکسی جائز غرض سے اپنے پاس رکھا ہو، ان کے حقوق اور آرام وراحت کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُّضَيِّعَ مَنْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

معجم الطبرانی عن النبی ﷺ إن لله سبحانه ديكا أبيض جناحاه موشيان بالزبرجد والياقوت واللؤلؤ جناح بالمشرق وجناح بالمغرب رأسه تحت العرش وقوائمه فی الهواء يؤذن فی كل سحر وفی رواية يقول سبحانک ما أعظم شأنک وفی رواية سبوح قدوس فيسمع تلک الصيحة أهل السماء والأرض إلا الثقلين الجن والإنس فعند ذلک تجيبه ديوک الأرض فإذا دنا يوم القيامة قال الله تعالى ضم جناحک وغض من صوتک فيعلم أهل السموات والأرض إلا الثقلين ان الساعة قد اقتربت وعن أصبغ بن زيد الواسطی أنه كان لسعيد بن جبير ديک يقوم من الليل بصياحه فلم يصح ليلة حتى أصبح فلم يصل سعيد تلک الليلة فشق عليه فقال ما له قطع الله صوته فلم يسمع له صوت بعد ذلک اه ويحل أكله لما تقدم فی الدجاج (مرقاة المفاتيح، كتاب الصيد والذبائح، باب ما يحل أكله وما يحرم أكله، الفصل الثانی)

يَّقُوْتُ (ابوداؤد، حديث نمبر ١٦٩٤، كتاب الزكاة، باب فى صلة الرحم، واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ٦٤٩٥)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے گناہ کے لئے یہ بات کافی ہے، کہ جس کی خوراک اس کے ذمہ ہو، اس کو ضائع کردے (ترجمہ ختم)

اور مسلم شریف کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَّمْلِكُ قُوْتَهٗ (مسلم، حديث نمبر ٢٣٥٩، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة على العيال والمملوك وإثم من ضيعهم أو حبس نفقتهم عنهم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے گناہ کے لئے یہ بات کافی ہے، کہ جس کی خوراک اس کے ذمہ ہو، اس کی خوراک کو روک دے (ترجمہ ختم)

ظاہر ہے کہ جو جانور اپنی تحویل میں ہو، اس کی خوراک کی ذمہ داری انسان پر لازم ہے، اس لئے اس کی خوراک کو روک لینا گناہ گار ہونے کے لئے کافی ہے۔

اور حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهٗ بِبَطْنِهٖ فَقَالَ : اِتَّقُوْا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا وَكُلُوْهَا صَالِحَةً (ابوداؤد، حديث نمبر ٢٥٥٠، كتاب الجهاد، باب ما يؤمر به من القيام على الدواب والبهائم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے قریب سے گزرے، جس کی پیٹھ اس کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی، اس کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان بے زبان چوپاؤں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تو ان پر اچھی حالت میں سواری کرو، اور ان کو اچھی حالت میں کھاؤ (ترجمہ ختم)

یعنی اپنی تحویل میں موجود جانوروں کی راحت وخوراک کا بہرحال اہتمام کرو، جب تک ان پر سواری کرو، اور ان سے کام کاج لو، تو ان کے کھلانے پلانے اور راحت کا اچھی طرح خیال رکھو، اور

اگر ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئے، تب بھی وہ صحت مند ہوں، اور ذبح بھی اچھے طریقے سے کئے جائیں (کہ ان کو بلاوجہ کی ایذاء ذبح کے عمل کے دوران بھی نہ دی جائے) اوراس طرح زندہ حالت میں بھی صحت مند ہوں، اور فوت ہوتے وقت بھی صحت مند ہوں، جن کا فائدہ بہرحال انسان کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ [1]

[1] قال مر رسول الله ﷺ ببعير قد لحق بكسر الحاء أى لصق ظهره ببطنه أى من شدة الجوع والعطش فقال اتقوا الله فى هذه البهائم المعجمة قال القاضى المعجمة التى لا تقدر على النطق فإنها لا تطيق أن تفصح عن حالها وتتضرع إلى صاحبها من جوعها وعطشها وفيه دليل على وجوب علف الدواب وأن الحاكم يجبر المالك عليه ا ه ولا دلالة على الاجبار وتقدم دليل نفيه على مقتضى مذهبنا فاركبوها صالحة أى قويه للركوب واتركوها أى عن الركوب قبل الأعياء صالحة أى لأن تركب بعد ذلك قال الطيبى رحمه الله فيه ترغيب إلى تعهدها بالعلف لتكون مهيأة لائقة لما تريدون منها فان أردتم أن تركبوها فاركبوها وهى صالحة للركوب قوية على المشى وان أردتم أن تتركوها للأكل فتعدوها لتكون سمينة صالحة للأكل(مرقاة، كتاب النكاح، باب النفقات وحق المملوك)

(المعجمة) بضم الميم وفتح الجيم وقيل بكسر م أى التى لا تقدر على النطق فتشكو ما أصابها من جوع وعطش.وأصل الأعجم كما قال الرافعى الذى لا يفصح بالعربية ولا يجيد التكلم بها عجميا كان أو عربيا سمى به لعجمة لسانه والتباس كلامه والقصد التحريض على الرفق بها والتحذير من التقصير فى حقها (فاركبوها) رشادا حال كونها (صالحة) للركوب عليها يعنى تعهدوها بالعلف لتتهيأ لما تريدونه منها فإن أردتم ركوبها وهى صالحة للركوب قوية على المشى بالراكب فاركبوها وإلا فلا تحملوها ما لا تطيقه وكالركوب التحميل عليها (وكلوها صالحة) أى وإن أردتم أن تنحروها وتأكلوها فكلوها حال كونها سمينة صالحة للأكل وخص الركوب والأكل لأنهما من أعظم المقاصد ذكره كله القاضى لكن ليس لمن وجب عليه هدى أو منذور الأكل منه قال القاضى :وفيه وجوب علف الدواب وأن الحاكم يجبر المالك عليه وهو مذهب الشافعى والجمهور انتهى .فيلزم المالك كفاية دابته المحترمة وإن تعطلت لمرض أو زمانة أكلا وشربا فإن امتنع الزم به من ماله أو ببيعها أو إجارتها أو ذبح المأكولة للأكل فإن أبى فعل القاضى من ذلك ما يراه (تنبيه) ذكر بعض أكابر الصوفية أنه ينبغى شفقة الراكب على الدابة فيخفف بدنه عليها بكثرة ذكر الله على ظهرها فإنه مجرب للخفة عليها إذ الروح تشتاق إلى حضرة ربها فى جهة العلو بحسب غلبة الوهم فتريد الصعود بجسمها إلى تلك الحضرة فلا يصير على الدابة من البدن إلا مجرد المماسة كما جربناه وذكر بعضهم أن الشيخ عبد العزيز الديرينى كان إذا ركب دابة لا يحمل صوتا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور مسند احمد کی ایک لمبی روایت میں ہے کہ:

وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ، فَمَرَّ بِبَعِيْرٍ مُنَاخٍ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، ثُمَّ مَرَّ بِهٖ آخِرَ النَّهَارِ وَهُوَ عَلٰى حَالِهٖ، فَقَالَ "أَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيْرِ ؟ "فَابْتُغِيَ فَلَمْ يُوْجَدْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ، ثُمَّ ارْكَبُوْهَا صِحَاحًا، وَكُلُوْهَا سِمَانًا (مسند احمد حديث نمبر ۱۷۶۲۵، واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبراني حديث نمبر ۵۴۹۰، ابنِ حبان حديث نمبر ۳۳۹۴) [1]

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ کسی حاجت کے لئے نکلے، تو آپ ایک اونٹ کے قریب سے گزرے، جو مسجد کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا، یہ دن کے ابتدائی حصے کی بات ہے، پھر دن کے آخری حصے میں گزرے، تو وہ اونٹ اسی حالت پر بیٹھا ہوا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹ کا ذمہ دار کہاں ہے، اس کو تلاش کیا گیا، مگر وہ نہ مل سکا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، پھر تم ان کے صحت مند ہونے کی حالت میں سواری کرو، اور ان کو موٹا کر کے کھاؤ (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ جانور بے زبان ہوتے ہیں، اور وہ اپنی تکلیف اور دکھ درد کا دوسرے کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قط ويردها بكمه ويقول هيهات عبد العزيز أن يقدر على ضربة بكم قميص -(حم د) فى الجهاد (وابن خزيمة) فى صحيحه (حب) كلهم (عن سهل) ضد الصعب (ابن) الربيع ابن عمرو بن عدى المعروف بابن (الحنظلية) صحابى غير صغير أوسي والحنظلية أمه وبها اشتهر شهد أحدا وكان متعبدا متوحدا زاهدا قال :مر النبى ﷺ ببعير قد لحق ظهره ببطنه فذكره وفى رواية عنه مر ببعير مناخ على باب أول النهار ثم مر به آخر النهار وهو على حاله فقال :أين صاحب هذا فابتغى فلم يوجد فقال :اتقوا الله إلى آخره قال الهيثمى :رجال أحمد رجال الصحيح وقال فى الرياض بعد عزوه لأبى داود إسناده صحيح انتهى ومن ثم رمز المصنف لصحته.(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۱۲۰)

[1] قال الهيثمي:

رواه احمد ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد ج۳ص۹۵)

سامنے انسان کی طرح اظہار نہیں کر پاتے، اس لئے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ ضروری ہے، جس میں ان کی راحت اور غذاء کا لحاظ بھی داخل ہے۔

اور جانور کو کھلانے پلانے میں کوتاہی کرنا اور اس کو ایک جگہ اس طرح باندھ جوڑ کر رکھنا، جس سے وہ اپنے اعضاء کو نقل وحرکت نہ دے سکے، اور نہ آگے پیچھے کہیں جا کر گھاس پات، چارہ پانی کی ضرورت پوری کر سکے، یہ سخت گناہ ہے۔

مگر افسوس کہ آج کل بہت سے لوگ جانور کو بھوکا، پیاسا یا معمولی چارے پر ٹرخا کر اس طرح باندھ جوڑ کر چھوڑ دیتے ہیں، جس سے وہ بے چارہ غریب نہ ہل پاتا اور نہ ہی اپنے پاؤں اور دیگر اعضاء کو نقل وحرکت دے کر راحت حاصل کر پاتا، اور نہ اپنی بھوک پیاس کی چارہ جوئی ہی کر پاتا، جو کہ سخت گناہ ہے۔

جانوروں کو تکلیف پہنچانا اور استطاعت سے زیادہ کام لینا

جانوروں سے متعلق شریعت کی ایک اہم ہدایت اور پاکیزہ تعلیم یہ ہے کہ جو جانور اپنے کام میں استعمال ہوتے ہیں، ان کو تکلیف پہنچانا، اور ان کی برداشت سے زیادہ ان سے کام لینا جائز نہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ایک واقعہ کے ضمن میں روایت ہے کہ:

فَـدَخَـلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ -حَنَّ وَذَرَفَـتْ عَيْـنَاهُ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ -صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَـمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ فَقَالَ : مَـنْ رَّبُّ هٰـذَا الْجَمَلِ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ . فَجَاءَ فَتًى مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ :لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ .فَقَالَ : أَفَـلَا تَتَّقِي اللّٰهَ فِيْ هٰـذِهِ الْبَهِيْـمَةِ الَّتِيْ مَـلَّكَكَ اللّٰهُ إِيَّاهَا فَإِنَّـهُ شَكٰى إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۵۵۱، کتاب الجهاد، باب ما يؤمر به من القيام على الدواب والبهائم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک آدمی کے باغ میں داخل ہوئے، وہاں ایک

اونٹ تھا، تو اس اونٹ نے جب نبی ﷺ کو دیکھا، تو گردن کو جھکا لیا، اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، نبی ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، اور اس کے کانوں کے ساتھ ہاتھ پھیرا، جس سے وہ اونٹ خاموش ہو گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟

تو ایک نوجوان انصاری آیا، اور کہا کہ اے اللہ کے رسول میرا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس جانور کے بارے میں جس کا اللہ نے آپ کو مالک بنایا ہے، کیا اللہ سے نہیں ڈرتے؟ اس لئے کہ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے، کہ آپ اس کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اور اس سے مسلسل کام لیتے ہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ جانور کو بے جا تکلیف پہنچانا، خواہ خوراک کے لحاظ سے ہو، یا کام زیادہ لینے اور آرام کم دینے کے لحاظ سے ہو، یہ سخت گناہ ہے۔

مگر افسوس کہ آج شریعت کی ان ہدایات کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

ثَـلاثَةُ أَشْيَـاءَ رَأَيْتُهُـنَّ مِـنْ رَّسُـوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :بَيْـنَا نَحْنُ نَسِيْـرُ مَعَـهُ إِذْ مَـرَرْنَـا بِبَـعِيْرٍ يُسْنٰى عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَآهُ الْبَعِيْرُ جَرْجَرَ وَوَضَعَ جِرَانَهُ ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ "أَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيْرِ ؟ "فَـجَاءَ، فَقَالَ "بِـعْنِيْهِ "فَقَالَ :لَا، بَلْ أَهَبُهُ لَكَ .فَقَالَ "لَا، بِعْنِيْهِ "قَالَ :لَا، بَـلْ نَهَبُـهُ لَكَ، وَإِنَّـهُ لِأَهْلِ بَيْتٍ مَا لَهُمْ مَعِيْشَةٌ غَيْرُهُ . قَالَ "أَمَـا إِذْ ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ أَمْرِهِ، فَإِنَّـهُ شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ، وَقِلَّةَ الْعَلَفِ، فَأَحْسِنُوْا إِلَيْهِ "(مسندأحمد ، حديث نمبر ۱۷۵۶۵)

ترجمہ: میں نے تین عجیب واقعے رسول اللہ ﷺ سے دیکھے (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) ہم آپ ﷺ کے ساتھ چلے جا رہے تھے، کہ ہمارا گزر ایک اونٹ کے قریب سے ہوا، جس سے پانی کھینچا جاتا تھا (یعنی اس کو رہٹ و چرس میں چلایا جاتا تھا) جب

اونٹ نے آپ ﷺ کو دیکھا، تو بلبلانے لگا، اور (آپ کے آگے) اپنی گردن کو ڈال دیا، تو نبی ﷺ اس کے پاس کھڑے ہوگئے، اور فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ اونٹ کا مالک حاضر ہوا، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹ کو مجھے بیچ دو، اس نے عرض کیا کہ نہیں، بلکہ اے اللہ کے رسول میں یہ آپ کو ھبہ کرتا ہوں، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اسے مجھے بیچ دو، اس نے دوبارہ کہا کہ نہیں ہم آپ کے لئے اس کو ہبہ کرتے ہیں، اور یہ اونٹ ایسے گھر والوں کا ہے، کہ جن کے پاس اس کے علاوہ معاش کا کوئی ذریعہ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ قصہ ہے، جو تو نے ذکر کیا، تو (ہم اس کو لیتے نہیں، لیکن) اس اونٹ نے زیادہ کام لینے اور خوراک کم دینے کی شکایت کی ہے، تو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو (ترجمہ ختم)

یہ دراصل حضور ﷺ کا معجزہ تھا کہ اونٹ نے آپ سے شکایت کی، اور آپ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ تم اس معصوم اور مظلوم اور بے زبان جانور سے کام تو زیادہ لیتے ہو، اور خوراک اس اعتبار سے نہیں دیتے، جس کی اس نے مجھ سے شکایت کی ہے۔

معلوم ہوا کہ جانور سے کام اعتدال کے ساتھ لینا چاہئے، اور محنت کے لحاظ سے اس کی خوراک کی کمیت وکیفیت کا لحاظ کرنا چاہئے۔

افسوس ہے کہ آج حضور ﷺ کی ان ہدایات پر عمل تو کیا ہوتا؟ ان کی طرف توجہ ودھیان بھی نہیں۔ جانوروں سے صبح سے شام تک نہ صرف یہ کہ مسلسل کام لیا جاتا ہے، اور انہیں آرام نہیں دیا جاتا، بلکہ جانور کے تھک کر چور ہونے کے باوجود جب کسی جانور سے سستی ظاہر ہوتی ہے، اور اس کو تھکن کا احساس اور کچھ آرام کا تقاضا ہوتا ہے، تو بے دردی وبے رحمی کے ساتھ اس جانور کی پٹائی بھی کی جاتی ہے، نہ جانور کی بھوک کا لحاظ کیا جاتا اور نہ ہی پیاس کا، اور نہ ہی جسم کے اکڑنے اور دکھنے کا۔

گھوڑے تانگے، بیل گاڑی اور کھوتے ریڑھی والے، اکثر اس سلسلہ میں غفلت اختیار کرتے ہیں، بعض اوقات اتنا زیادہ وزن ان کے اوپر لاد دیتے ہیں، کہ غریب جانور کی ہڈی پسلی ایک ہوکر رہ جاتی ہے، اور جب یہ بوجھ جانور سے لے کر چلنا مشکل ہوتا ہے، تو اوپر سے ڈنڈے بھی برسائے

جاتے ہیں۔

حالانکہ جانور کا معاملہ انسان سے زیادہ نازک ہے، اوراس کو بے جا تکلیف پہنچانے اور بے جا مارنے پیٹنے کے بارے میں قیامت کے دن انسان سے مؤاخذہ ہوگا۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : - إِذَا حَمَلْتُمْ فَأَخِّرُوْا فَإِنَّ الْیَدَ مُعَلَّقَةٌ وَالرِّجْلُ مُوْثَقَةٌ (السنن الکبریٰ للبیهقی، حدیث نمبر ۱۱۹۹۸، کتاب الاجارة، باب ما یستحب من تأخیر الأحمال لیکون أسهل علی الجمال وغیرها، واللفظ لهٗ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۸۳۹، المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۴۵۰۸، مسند البزار حدیث نمبر ۷۷۸۱، مسند ابی یعلیٰ الموصلی حدیث نمبر ۵۷۱۹،معجم ابن الاعرابی حدیث نمبر ۱۹۵۹) [2]

---

[1] خصومة الدابة علی الآدمی أشد من خصومة الآدمی علی الآدمی كذا فی الكبری (الفتاویٰ الهندیة ،كتاب الغصب، الباب الرابع عشر)

وجاز ركوب الثور وتحمیله والكراب علی الحمیر بلا جهد وضرب، إذاً ظلم الدابة أشد من الذمی، وظلم الذمی أشد من المسلم(درمختار، كتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع)

قوله (وجاز ركوب الثور وتحمیله إلخ) وقیل لا یفعل لأن كل نوع من الأنعام خلق لعمل فلا یغیر أمر الله تعالی . قوله (بلا جهد وضرب) أی لا یحملها فوق طاقتها ولا یضرب وجهها ولا رأسها إجماعا ولا تضرب أصلا عند أبی حنیفة. وإن كانت ملكه قال رسول الله تضرب الدواب علی النفار ولا تضرب علی العثار لأن العثار من سوء إمساك الركاب اللجام والنفار من سوء خلق الدابة فتؤدی علی ذلك . كذا فی فصول العلامی قوله (أشد من الذمی) لأنه لا ناصر له إلا الله تعالی وورد اشتد غضب الله تعالی علی من ظلم من لا یجد ناصرا إلا الله تعالی ط قوله (أشد من المسلم) لأنه یشدد الطلب علی ظالمه لیكون معه فی عذابه ولا مانع من طرح سیئات غیر الكفر علی ظالمه فیعذب بها بدله ذكره بعضهم ط(ردالمحتار، كتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع)

[2] قال الطبرانی:

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِلا بَكْرُ بن وَائِلٍ(حواله بالا)

وقال الألبانی :

. قلت :و هو ثقة كما علمت لكن قیس و هو ابن الربیع ضعیف من قبل حفظه و به أعله المناوی و خفیت علیه متابعة وائل بن داود إیاه .(السلسلة الصحیحة تحت حدیث رقم ۱۱۳۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جانور پر سوار ہو(یا کوئی بوجھ لادو) تو (وزن) پیچھے رکھو(گردن کے قریب نہ رکھو) کیونکہ جانور کے ہاتھ (یعنی اگلے پاؤں) لٹکے ہوئے ہوتے ہیں،اور پاؤں بندھ جاتے ہیں (ترجمہ ختم)

اورحضرت زہری رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

أَخِّرُوْا الْأَحْمَالَ ؛ فَإِنَّ الْأَيْدِى مُعَلَّقَةٌ وَالْأَرْجُلُ مُوْثَقَةٌ (مراسيل ابى داؤد حديث نمبر ۲۷۳، باب فى الخيل والدواب؛ السنن الكبرىٰ للبيهقى، كتاب الاجارة، باب ما يستحب من تأخير الأحمال ليكون أسهل على الجمال وغيرها)

ترجمہ: تم جانور پر وزن کو پیچھے کرو(گردن کے قریب نہ رکھو) کیونکہ جانور کے ہاتھ (یعنی اگلے پاؤں) لٹکے ہوئے ہوتے ہیں، اور پاؤں بندھ جاتے ہیں (اس طرح وہ پوری طرح جکڑ جاتا ہے،اور چلنے میں تنگی پاتا ہے)(ترجمہ ختم)

اورحضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی موقوفاً اسی طرح روایت ہے۔ [1]

مطلب یہ ہے کہ جانور پر سوار ہوتے وقت جانور کی پیٹھ کے درمیان میں بیٹھو،اوراسی طرح جانور پر وزن بھی اس کی پیٹھ کے درمیان رکھو، نہ زیادہ آگے ہو،اور نہ پیچھے، کیونکہ آگے ہونے کی صورت میں جانور کے اگلے دو پاؤں نیچے کو لٹک جاتے یعنی بوجھل ہوجاتے ہیں،اور پچھلے دو پاؤں بندھ جاتے ہیں،جس کی وجہ سے اس کو بوجھ لے کر چلنا مشکل ہوتا ہے۔

اوراحادیث میں پیچھے ہوکر بیٹھنے اوروزن ڈالنے کا ذکر اس لئے کیا گیا،کہ اس موقع پر آگے کی طرف بیٹھنا اوروزن ڈالنا دیکھا گیا تھا۔ [2]

---

[1] أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدِ بْنُ بِلَالٍ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَسْلَمَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُنَادِى :أَخِّرُوا الْأَحْمَالَ فَإِنَّ الْأَيْدِى مُعَلَّقَةٌ وَالْأَرْجُلُ مُوثَقَةٌ(السنن الكبرىٰ للبيهقى، حديث نمبر ۱۱۹۹۶، كتاب الاجارة، باب ما يستحب من تأخير الأحمال ليكون أسهل على الجمال وغيرها)

[2] (أخروا) بفتح الهمزة وكسر المعجمة (الأحمال) إلى وسط ظهر الدابة ولا تبالغوا فى التأخير بل اجعلوها متوسطة بحيث يسهل حملها على الدابة لئلا تتأذى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَـلَاثَۃً عَلٰی دَابَّۃٍ، فَقَالَ: اَلثَّالِثُ مَلْعُوْنٌ (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۷۱۷۰، واللفظ لہٗ، معجم الصحابۃ لابنِ قانع) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے تین آدمیوں کو ایک جانور پر سوار دیکھا، تو فرمایا کہ ان میں سے تیسرا ملعون ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا یَرْکَبُ الدَّابَّۃَ فَوْقَ اِثْنَیْنِ وَلَا تَضْرِبُوْا وُجُوْہَ الدَّوَابِّ فَاِنَّ کُلَّ شَیْئٍ یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۴۸۵۲) [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالحمل (فإن الأیدی) أی أیدی الدواب المحمول علیها (مغلقة) بضم المیم وسکون المعجمة أی مثقلة بالحمل کأنها ممنوعة من إحسان السیر لما علیها من الثقل کأنه شبه بالباب إذا أغلق فإنه یمنع من الدخول والخروج أو من قولهم استغلق علیه الکلام إذا ارتج علیه (والأرجل موثقة) بضم فسکون أی کأنها مشدودة بوثاق من أوثقه شده بوثاق والوثاق ما یشد به من نحو قید وحبل فینبغی جعل الحمل فی وسط ظهر الدابة فإنه إن قدم علیها أضر بیدیها وإن أخر أضر برجلیها وإنما أمر بالتأخیر فقط لأنه رأی بعیرا قد قدم علیه حمله فأمر بالتأخیر وأشار إلی مقابله بقوله والأرجل موثقة لئلا یبالغ فی التأخیر فیضر ، وفیه الرفق بالدابة وحفظ المال وتعلیم الإخوان ما فیه الخیر لهم ولدوابهم وتدبر العواقب والنظر لخلق الله سبحانه وتعالی بالشفقة ویحرم إدامة تحمیل الدابة ما لا تطیقه دائما وضربها عبثا (فیض القدیر للمناوی، تحت حدیث رقم ۲۹۲)

[۱] قال الهیثمی:
رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله ثقات(مجمع الزوائد ج ۱ ص۱۱۳)

[۲] قال الهیثمی:
رواه الطبرانی فی الاوسط وفیه محمد بن جامع العطار وهو ضعیف(مجمع الزوائد ج۸ص۱۰۵)

قلت: وله شاهد .محمد رضوان.

ترجمہ: اور جانور پر دو سے زیادہ افراد سوار نہ ہوں، اور تم جانوروں کے چہرے پر نہ مارو، کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کی تسبیح بیان کرتی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک گدھے پر تین سواروں کو جاتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا:

إِنَّا قَدْ نُهِينَا عَن هٰذَا :أَنْ يَّرْكَبَ الثَّـلَاثَةُ عَلَى الدَّابَّةِ (مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر۲۶۹۰۷، کتاب الادب، باب من کرہ رکوب ثلاثةٍ علی الدّابّةِ)

ترجمہ: ہمیں اس سے منع کیا گیا ہے کہ تین آدمی ایک جانور پر سوار ہوں (ترجمہ ختم)

اور حضرت زاذان سے مروی ہے کہ:

رَأٰى عَلِيٌّ ثَـلَاثَةً عَلٰى بَغْلٍ فَقَالَ لِيَنْزِلْ أَحَدُكُمْ ,فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الثَّالِثَ (مراسیل ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۷۸، ماجاء فی الدواب، واللفظ لہٗ،مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر۲۶۹۰۸ ،کتاب الادب، باب من کرہ رکوب ثلاثةٍ علی الدّابّةِ) [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین آدمیوں کو ایک گھوڑے پر سوار دیکھا، تو فرمایا کہ تم میں سے ایک نیچے اتر جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تیسرے پر لعنت فرمائی ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ بریدہ سے مروی ہے کہ:

رَآنِيْ أَبِيْ رِدْفَ ثَالِثٍ فَقَالَ :مَلْعُوْنٌ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۶۹۰۵، کتاب الادب، باب من کرہ رکوب ثلاثةٍ علی الدّابّةِ)

ترجمہ: میرے والد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے جانور کے اوپر مجھے تیسرا سوار دیکھا تو فرمایا کہ تیسرا ملعون ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت خالد سے مروی ہے کہ:

---

[1] مرسل جید (احادیث مختارۃ للذھبی، ج ۱ ص ۱۴۷)

عَـن مُـحَـمَّـدِ بْـنِ سِيْـرِيْـنَ ، أَنَّـهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَّرْكَبَ ثَـلَاثَةٌ عَلٰى دَابَّةٍ

(مـصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر۲۶۹۰۳ ،کتاب الادب، باب من کرِہ رکوب ثلاثةٍ علی الدّابّةِ)

ترجمہ: حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ ایک جانور پر تین آدمیوں کے سوار ہونے کو ناپسند فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَيُّـمَـا ثَـلَاثَةٍ رَكِبُوْا عَلٰى دَابَّةٍ فَأَحَدُهُمْ مَلْعُوْنٌ .(مـصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر۲۶۹۰۴، کتاب الادب، باب من کرِہ رکوب ثلاثةٍ علی الدّابّةِ)

ترجمہ: جو تین بندے ایک جانور پر سوار ہوں، تو ان میں سے ایک ملعون ہے (ترجمہ ختم)

تین آدمیوں کا ایک جانور پر سوار ہونا اس وقت گناہ اور باعثِ لعنت عمل ہے، جبکہ جانور میں اس کا تحمل اور طاقت نہ ہو، اور اس کو بے جا ایذاء وتکلیف ہوتی ہو، خواہ گھوڑا ہو، یا خچر، یا گدھا، یا اونٹ، اور اگر کوئی جانور زیادہ طاقتور اور قوی ہے، جس کی وجہ سے اسے تین سواروں کو اپنے اوپر سوار کرنے میں تکلیف وایذاء نہیں ہوتی، تو پھر گناہ نہیں ہے۔

جیسا کہ حضور ﷺ سے بعض موقعوں پر تین افراد کا ایک جانور پر سواری کرنا ثابت ہے۔ [1]

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

---

[1] وأخـرج الطبری عن علی قال إذا رأیتم ثلاثة علی دابة فارجموهم حتی ینزل أحدهم وعـکسـه مـا أخرجه الطبری أیضا بسند جید عن بن مسعود قال کان یوم بدر ثلاثة علی بعیر وأخرج الطبرانی وابن أبی شیبة أیضا من طریق الشعبی عن ابن عمر قال ما أبالی أن أکـون عاشر عشرة علی دابة إذا أطاقت حمل ذلک وبهذا یجمع بین مختلف الحدیث فـی ذلک فیـحـمـل مـا ورد فـی الـزجـر عـن ذلک علی ما إذا کانت الدابة غیر مطیقة کـالـحمار مثلا وعکسه علی عکسه کالناقة والبغلة قال النووی مذهبنا ومذاهب العلماء کـافة جـواز رکـوب ثـلاثة عـلی الدابة إذا کانت مطیقة وحکی القاضی عیاض منعه عن بـعضهم مطلقا وهو فاسد قلت لم یصرح أحد بالجواز مع العجز ولا بالمنع مع الطاقة بل الـمـنـقـول مـن المطلق فی المنع والجواز محمول علی المقید (فتح الباری لابن حجر، باب الثلاثة علی الدابة)

أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا ، فَمَرَّ رَجُلٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَبَيْنَ يَدَيْهِ قَائِدٌ وَخَلْفَهُ سَائِقٌ ، فَقَالَ :لَعَنَ اللّٰهُ الْقَائِدَ ، وَالسَّائِقَ وَالرَّاكِبَ(مسند البزار حديث نمبر ٣٨٣٩) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ تشریف فرما تھے، کہ ایک آدمی اونٹ پر گزرا، جس کے آگے ایک اونٹ کو آگے کی طرف کھینچنے والا تھا، اور ایک پیچھے سے ہنکانے والا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی آگے اور پیچھے والے، اور سوار تینوں پر لعنت ہے (ترجمہ ختم)

اس لعنت کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ جانور کو آگے سے بھی کھینچا جائے، اور پیچھے سے بھی آگے کی طرف زور زبردستی کر کے ہنکایا جائے، اس طرح جانور کو اس کی استطاعت سے زیادہ تیز چلنے پر مجبور کیا جائے، جو ظاہر ہے کہ جانور پر زیادتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ جانور کو بے جا تکلیف پہنچانا، اور اس کی استطاعت وحیثیت سے زیادہ کام لینا، اور اس پر اس کے تحمل سے زیادہ وزن ڈالنا اور بوجھ لادنا، یہاں تک کہ اسے استطاعت سے زیادہ تیز چلنے یا زیادہ دور چلنے پر مجبور کرنا، یہ سب اسلام کی نظر میں سخت گناہ کی باتیں، اور باعثِ لعنت حرکات ہیں۔

جانوروں پر سفر کرتے وقت ان کے حقوق کی رعایت

شریعتِ مطہرہ نے نہ صرف یہ کہ عام حالات میں جانوروں کے حقوق کی رعایت کی ہے، بلکہ جانور کے چلتے اور سفر کرتے وقت بھی ایسے حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دی ہے، کہ جن کی طرف خود سے انسان کی توجہ ہونا مشکل تھا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ

---

[1] قال الهيثمي:
رواه البزار ورجالة ثقات(مجمع الزوائد ج ا ص ١١٣)

فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوا بِهَا نِقْيَهَا وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ

(مسلم، حديث نمبر ٥٠٦٩، كتاب الامارة، باب مراعاة مصلحة الدواب فی السير والنهی عن التعريس فی الطريق، واللفظ لهٔ، ترمذی، حديث نمبر ٢٧٨٥)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سبزہ اور چارہ کے زیادہ ہونے کے زمانہ میں سفر کیا کرو، تو اونٹوں کو زمین سے ان کا حق دیا کرو، اور جب خشک سالی کے زمانے میں سفر کیا کرو، تو چلنے میں تیزی کیا کرو، اور جب تم رات کے وقت کسی جگہ آرام کے لئے ٹھہرا کرو، تو راستے سے بچ کر پڑاؤ کیا کرو، کیونکہ وہ (مسافروں اور غیر مسافروں کے) جانوروں کا راستہ ہے، اور رات میں حشرات الارض کا ٹھکانہ ہے (ترجمہ ختم)

عرب میں اونٹوں پر سفر کرنے کا زیادہ رواج تھا، اس لئے حدیث میں اونٹوں کا ذکر آ گیا، ورنہ گھوڑا، گدھا، خچر اور بیل گاڑی وغیرہ سب کا یہی حکم ہے۔

اس مختصر ارشاد میں آپ ﷺ نے جانوروں کے حقوق کی پوری رعایت کے ساتھ انسانوں کو ایذاء سے بچنے کی بھی تعلیم ارشاد فرمادی ہے۔

چنانچہ پہلی تعلیم تو یہ ارشاد فرمائی کہ جانور پر سفر کرنے کی صورت میں جب سبزہ اور چارہ کی کثرت کا زمانہ ہو، تو زمین سے جانوروں کا حق ادا کیا کرو، جس کا مطلب یہ ہے کہ جب جانور چارے کی کثرت والے مقام سے گزرتا ہے، تو اس کو چارہ دیکھ کر کھانے کا تقاضا پیدا ہوتا ہے، اس لئے ایسی حالت میں اس جانور کو وقتاً فوقتاً راستے سے چارہ کھانے کا موقع فراہم کرنا چاہئے۔

اور جب خشک سالی کا زمانہ ہو تو جلدی سفر طے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جانور کو دیر تک بھوک پیاس کی مشقت نہ اٹھانی پڑے۔

اور دوسری تعلیم یہ ارشاد فرمائی کہ رات کو راستہ سے ہٹ کر پڑاؤ ڈالا کرو، اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ دوسرے گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو، خواہ وہ مسافر ہوں یا جانور، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ راستوں پر گزرنے والے ایسی چیزیں پھینک اور ڈال دیتے ہیں، جو حشرات الارض (کیڑے مکوڑے

وغیرہ) کے کھانے پینے کی ہوتی ہیں، اور وہ رات کی یکسوئی میں ان چیزوں کو کھانے کے لئے راستوں پر آجاتے ہیں۔

راستے سے ہٹ کر پڑاوَڈالنے کی وجہ سے ایک طرف تو حشرات الارض کو کھانے پینے میں تکلیف نہیں ہوگی، اور دوسری طرف ان کی ایذاء سے بھی حفاظت رہے گی۔ [1]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ إِيَّاكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ فَإِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُبَلِّغَكُمْ إِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَالِغِيْهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ وَجَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فَعَلَيْهَا فَاقْضُوْا حَاجَتَكُمْ (سنن أبی داود، حديث نمبر ٢٥٦٩، كتاب الجهاد، باب فِي الْوُقُوفِ عَلَى الدَّابَّةِ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشادفرمایا کہ تم اپنے جانوروں کی پشتوں کو منبر بنانے سے پرہیز کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے لئے اس غرض سے تابع بنادیا ہے، تاکہ وہ تمہیں ایسے شہر تک پہنچاسکیں کہ وہاں تک تم اپنی جانوں پر مشقت ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے، اور تمہارے (فوائدوضروریات کے) لئے زمین بنائی، تو تم زمین پر اپنی ضرورت پوری

---

[1] إذا سافرتم فی الخصب بكسر المعجمة أی زمان كثرة العلف والنبات فأعطوا الإبل حقها أی حظها من الأرض أی من نباتها يعنی دعوها ساعة فساعة ترعى إذ حقها من الأرض رعيها فيه،وإذا سافرتم فی السنة أی القحط أو زمان الجدب فأسرعوا عليها أی راكبين عليها السير مفعول أسرعوا والمعنى لا توقفوها فی الطريق لتبلغكم المنزل قبل أن تضعف وإذا عرستم بتشديدالراء أی نزلتم بالليل فيه تجريد إذ التعريس هو النزول فی آخر الليل على ما فی المصباح وقال صاحب القاموس أعرس القوم نزلوا فی آخر الليل للاستراحة كعرسوا وهذا أكثر والظاهر أن المراد هنا النزول فی الليل مطلقا كما يدل عليه تعليله عليه الصلاة والسلام بقوله فاجتنبوا أی فی نزولكم الطريق فإنها طرق الدواب أی دواب المسافرين أو دواب الأرض من السباع وغيرها ومأوى الهوام بالليل وهی بتشديد الميم جمع هامة كل ذات سم وقال النووی التعريس النزول فی آخر الليل وللراحة فيه وقيل هو النزول فی أی وقت كان من ليل أو نهار والمراد فی الحديث الأول أرشد إليه صلوات الله وسلامه عليه لأن الحشرات ودواب الأرض وذوات السموم والسباع وغيرها تطرق فی الليل على الطرق لتلقط ما سقط من المارة من مأكول ونحوه(مرقاة،كتاب الجهاد، باب آداب السفر)

کیا کرو (ترجمہ ختم)

اس کی تشریح آگے آتی ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى قَوْمٍ وَهُمْ وُقُوْفٌ عَلٰى دَوَابٍّ لَهُمْ وَرَوَاحِلَ ، فَقَالَ لَهُمْ "اِرْكَبُوْهَا سَالِمَةً، وَدَعُوْهَا سَالِمَةً، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا كَرَاسِيَّ لِأَحَادِيْثِكُمْ فِي الطُّرُقِ، وَالْأَسْوَاقِ فَرُبَّ مَرْكُوْبَةٍ خَيْرٌ مِنْ رَّاكِبِهَا، وَأَكْثَرُ ذِكْرًا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْهُ (مسندأحمد حديث نمبر ۱۵۶۲۹ وحديث نمبر ۱۵۶۴۶) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، جو کہ اپنے جانوروں اور سواریوں پر ٹھہرے ہوئے تھے، ان کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں پر تم سلامتی کے ساتھ سفر کیا کرو، اور ان کو سلامتی کے ساتھ چھوڑا کرو، اور ان کو راستوں اور بازاروں میں اپنی گفتگو کرنے کے لئے کرسیاں نہ بنایا کرو، پس بہت سی سواریاں ان پر سواری کرنے والوں سے بہتر ہیں اور سواری کرنے والوں کے مقابلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا زیادہ ذکر کرنے والی ہیں (ترجمہ ختم)

یہ حدیث تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ اور محدثین نے بھی روایت کی ہے۔ [۲]

مطلب یہ ہے کہ جانوروں پر سفر کرتے وقت بھی ان کے حقوق کی رعایت کیا کرو، کہ ان پر ضرورت سے زیادہ مشقت اور بوجھ نہ ڈالا کرو، اور ان کے کھانے پینے اور آرام کا خیال رکھا کرو، اور جب کسی جگہ ٹھہرنے کی نوبت آئے، مثلاً بات چیت وغیرہ کرنی ہو، تو جانوروں کے اوپر سے نیچے اتر

---

[۱] قال الهيثمي:

رواه أحمد واسناده حسن(مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۴۰)

[۲] عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :ارْكَبُوا هَذِهِ الدَّوَابَّ سَالِمَةً وَابْتَدِعُوهَا سَالِمَةً وَلَا تَتَّخِذُوهَا كَرَاسِيَّ " "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ (مستدرک حاكم، حديث نمبر ۲۴۴۱ ،تعليق الذهبى فى التلخيص :صحيح)

جایا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ان ضروریات کے پوری کرنے کے لئے بنایا ہے۔

اور ضرورت پوری ہونے کے وقت بھی ان کے حقوق کی رعایت کیا کرو، مثلاً یہ کہ ان کو بلاضرورت سواری والے آلات اور رسیوں وغیرہ میں باندھ کر نہ رکھا کرو۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا إِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَا نُسَبِّحُ حَتّٰى نَحُلَّ الرِّحَالَ (سنن أبی داود، حديث نمبر ۲۵۵۳، كتاب الجهاد، باب فِي نُزُولِ الْمَنَازِلِ)

ترجمہ: جب ہم کسی منزل پر اترتے تھے، تو اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے تھے، جب تک جانوروں سے کجاووں کو نہیں کھول دیتے تھے (ترجمہ ختم)

اور احادیث میں یہ بھی ارشاد فرمادیا کہ ان جانوروں کو حقیر اور کم تر نہ سمجھا کرو، اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے تابع ضرورت پوری کرنے کے لئے بنایا ہے، کہ تم ان کے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ خود اور اپنے سامان اور وزن کو لے کر بلا سخت مشقت کے نہیں پہنچ سکتے تھے، لہٰذا یہ جانور تمہارے محسن ہیں۔

اس لئے بلاضرورت ان کو مشقت میں ڈالنا جائز نہیں، اور یہ بات ہر وقت ملحوظ رکھا کرو کہ بہت سے جانور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سواری کرنے والوں سے زیادہ بہتر اور اللہ تعالیٰ کا زیادہ ذکر کرنے والے ہیں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جانوروں کو راستے میں ضرورت کے مطابق آرام دینا چاہئے، اور راستے میں اگر چارہ میسر ہو، تو اس کو کھلانا پلانا چاہئے، بلکہ جس طرح انسان اپنے سفر کے لئے کھانے پینے کی اشیاء ساتھ رکھتا ہے۔

اسی طرح جانور کے لئے بھی اس کے چارے اور خوراک کا انتظام رکھنا چاہئے، اور جانور پر ضرورت سے زیادہ بوجھ اور وزن نہیں ڈالنا چاہئے۔

مگر افسوس کہ آج شریعت کی ان مقدس ہدایات پر عام طور سے عمل نہیں، جانوروں پر نہ صرف ضروریات بلکہ فضولیات میں مبتلا ہوا جاتا ہے، جو جانور گاڑی میں چلائے جاتے ہیں، ان کو گاڑی

میں جوڑ کر چھوڑ دیا جاتا ہے، اور پھر بعض اوقات بھاری بھر کم وزن بھی ان کے اوپر لدھا ہوتا ہے۔
بے چارے بے زبان اور معصوم ومظلوم جانوروں کی کھڑے کھڑے ٹانگیں اکڑ جاتی ہیں، سارا جسم تھک کر اور دکھ کر چُور چُور ہو جاتا ہے، گھنٹوں نہیں بلکہ پورا پورا دن بعض ظالم، جانوروں کو جوڑ کر کھڑا رکھتے ہیں، اور معصوم وبے زبان جانور کی تکلیف کا ذرا احساس نہیں کرتے، گویا کہ انہیں اینٹ پتھر سمجھتے ہیں۔
اور یہ خیال بھی نہیں آتا کہ ان میں بھی روح ہے، اور ان کو بھی دکھ ودرد اور تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔
اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے چنگل سے مظلوم جانوروں کو نجات یا پھر ظالموں کی اصلاح فرمائیں۔

جانوروں پر سفر شروع کرتے وقت، ذکرُ اللہ اور اس کی افادیت

جب انسان، جانور پر سفر کرتا ہے، اور اس کو اپنے ماتحت وتابع دیکھتا ہے، تو اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے، اور جانوروں کی ذلت وحقارت کا تصور قائم ہوتا ہے، جس کے نتیجہ میں انسان مختلف فتنوں کی زَد میں آجاتا ہے۔
جانور پر سوار ہوتے وقت انسان میں تکبر اور جانور کی حقارت کا تصور قائم ہونے اور فتنوں سے بچنے کے لئے شریعت کی طرف سے یہ تعلیم دی گئی کہ اس پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔
چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ " عَلٰى ظَهْرِ كُلِّ بَعِيْرٍ شَيْطَانٌ، فَإِذَا رَكِبْتُمُوْهَا فَسَمُّوْا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ لَا تُقَصِّرُوْا عَنْ حَاجَاتِكُمْ (مسند أحمد ، حديث نمبر ١٦٠٣٩)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہر اونٹ کی پیٹھ پر شیطان ہوتا ہے، پس جب تم اس پر سوار ہو، تو اللہ عزوجل کا نام لے لیا کرو، پھر اپنی ضروریات پوری کرنے میں کمی کوتاہی نہ کرو (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اونٹ بلکہ کسی بھی سواری پر سوار ہونے والے کو شیطان تکبر میں مبتلا کر دیتا ہے، اور اس تکبر کا علاج اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہوتا ہے۔ [1]

حضرت ابولاس خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" مَا مِنْ بَعِيرٍ إِلَّا فِيْ ذِرْوَتِهِ شَيْطَانٌ، فَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِذَا رَكِبْتُمُوْهَا كَمَا أَمَرَكُمْ ، ثُمَّ امْتَهِنُوْهَا لِأَنْفُسِكُمْ فَإِنَّمَا يَحْمِلُ اللّٰهُ "

(مسند احمد حديث نمبر ١٧٩٣٨، واللفظ لهٗ، وحديث نمبر ١٧٩٣٩، المعجم الكبير للطبرانى حديث نمبر ١٨٢٨٢، صحيح ابنِ خزيمة حديث نمبر ٢١٨٦) [2]

ترجمہ: کوئی اونٹ بھی ایسا نہیں کہ جس کی کوہان میں شیطان نہ ہوتا ہو، پس جب تم اس پر سوار ہو، تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم فرمایا، پھر تم اس کی اپنے نفس کے لئے اہانت نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں اس پر سوار کیا ہے (ترجمہ ختم)

یعنی اونٹ یا کسی دوسری سواری پر سوار ہونے والے کو سواری کے اپنے تابع وماتحت ہونے کی وجہ سے تکبر پیدا ہوجاتا ہے، جو کہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اس لئے اس پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا اس طرح ذکر کرنا چاہئے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے، اس سے تکبر

---

[1] (على ظهر كل بعير شيطان فإذا ركبتموها فسموا الله ثم لا تقصروا عن حاجاتكم) قال فى البحر :إن معناه أن الإبل خلقت من الجن وإذا كانت من جنس الجن جاز كونها هى من مراكبها والشيطان من الجن قال تعالى *(إلا إبليس كان من الجن) * فهما من جنس واحد ويجوز كون الخبر بمعنى العز والفخر والكبر والعجب لأنها من أجل أموال العرب ومن كثرت عنده لم يؤمن عليه الإعجاب والعجب سبب الكبر وهو صفة الشيطان فالمعنى على ظهر كل بعير سبب يتولد منه الكبر(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ٥٤٥٩)

[2] قال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَلَهُ شَاهِدٌ صَحِيحٌ "(مستدرك حاكم ،حديث نمبر ١٥٧٦)

وقال الهيثمى:

رواه أحمد والطبرانى بأسانيد، ورجال أحدها رجال الصحيح غير محمد بن إسحاق وقد صرح بالسماع فى إحداهما(مجمع الزوائد ج١٠ ص ١٣١)

کا علاج ہو جاتا ہے۔ [1]

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سواری پر سوار ہوتے وقت اس طرح ذکر کرنے کی تعلیم فرمائی ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ. وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے اس سواری کو مسخر کیا، جبکہ ہم میں اس کی طاقت نہ تھی، اور بلاشبہ ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (سورہ زخرف آیت ۱۳، ۱۴)

جانور کو بھوکا پیاسا رکھ کر مار دینے کا وبال

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

دَخَلَتُ اِمْرَأَةٌ اَلنَّارَ فِیْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمُهَا وَلَمْ تَدَعُهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ (بخاری، حدیث نمبر ۳۰۷۱، کتاب بدء الخلق، باب خمس من الدواب فواسق یقتلن فی الحرم، واللفظ لهٗ، بخاری، حدیث نمبر ۲۱۹۲، کتاب المساقاة، باب فضل سقی الماء، مسلم حدیث نمبر ۵۹۸۹، وحدیث نمبر ۵۹۹۲، کتاب السلام، باب تحریم قتل الهرة)

ترجمہ: ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگئی، جس کو اس عورت نے باندھ کر رکھا ہوا تھا، اسے کھانے کو نہیں دیتی تھی، اور نہ اسے چھوڑتی تھی، تاکہ وہ زمین سے حشرات الارض (چوہے اور دوسرے جانور) کھا لیتی (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

---

[1] (ما من بعير إلا وفى ذروته شيطان فإذا ركبتموها) أى الإبل (فاذكروا نعمة الله تعالى عليكم كما أمركم الله) فى القرآن (ثم امتهنوها لأنفسكم فإنما يحمل الله عز وجل) فلا تنظروا إلى ظاهر هزالها وعجزها -.(حم ك عن أبى لاس الخزاعى) كذا فى بعض الأصول وفى بعضها لاحق قال :حملنا رسول الله ﷺ على إبل الصدقة فقلنا : ما نرى أن تحملنا هذه فذكره .قال الهيثمى :رواه أحمد والطبرانى بأسانيد رجال أحدهما صحيح غير محمد بن إسحاق وقد صرح بالسماع فى أحدهما .(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۸۰۱۴)

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتْ اِمْرَأَةٌ فِيْ هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ (بخاری، حدیث نمبر ٣٢٢٣، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، جس کو اس عورت نے قید کر کے رکھ لیا تھا، یہاں تک کہ وہ بلی مرگئی، تو وہ عورت اس بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگئی، اس عورت نے اس بلی کو قید کرنے کے بعد نہ تو کھلایا، اور نہ پلایا، اور نہ اسے چھوڑا، تاہ وہ زمین سے حشرات الارض (چوہے اور دوسرے جانور) کھا لیتی (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ امْرَأَةً عُذِّبَتْ فِيْ هِرَّةٍ، أَمْسَكَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ مِنَ الْجُوعِ، لَمْ تَكُنْ تُطْعِمُهَا، وَلَمْ تُرْسِلُهَا فَتَأْكُلَ مِنْ حَشَرَاتِ الْأَرْضِ، وَغُفِرَ لِرَجُلٍ نَحّٰى غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيْقِ "

(مسند احمد حدیث نمبر ٧٨٤٧)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، جس کو اس نے روک کے رکھا ہوا تھا، یہاں تک وہ بھوک سے مرگئی، وہ عورت اس کو کھانا نہیں کھلاتی تھی، اور نہ چھوڑتی تھی تا کہ وہ حشرات الارض (چوہے اور دوسرے جانور) کھا لیتی۔

اور ایک آدمی کی مغفرت کر دی گئی، جس نے راستے سے ایک کانٹے دار جھاڑی کو ہٹا دیا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلَاةَ الْكُسُوْفِ فَقَالَ دَنَتْ مِنِّيْ

اَلـنَّارُ حَتّٰی قُلْتُ أَیْ رَبِّ وَأَنَا مَعَهُمْ فَإِذَا امْرَأَةٌ حَسِبْتُ أَنَّــهُ قَالَ تَخْدِشُهَا هِـرَّةٌ قَالَ مَا شَأْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوعًا (بخاری،حدیث نمبر ۲۱۹۱، کتاب المساقاة، باب فضل سقی الماء)

ترجمہ: نبی ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا کہ جہنم میرے قریب ہوگئی، یہاں تک کہ میں نے (دل میں) کہا کہ اے میرے رب میں ان (صحابۂ کرام) کے ساتھ ہوں (اور میری موجودگی میں آپ لوگوں کو دنیا کے عذاب میں مبتلا نہیں فرمائیں گے) پس میں نے جہنم میں ایک عورت کو دیکھا، راوی کے بقول آپ نے یہ فرمایا کہ بلی اس عورت کو نوچ رہی ہے، نبی ﷺ نے معلوم کیا کہ اس عورت کا یہ حال کیوں ہے؟ تو فرشتوں نے بتلایا کہ اس عورت نے اس بلی کو قید کر کے رکھا ہوا تھا، یہاں تک کہ وہ بھوکی مرگئی (ترجمہ ختم)

جب بلی جیسے عام جانور کو بھوکا پیاسا رکھ کر مار دینے کا یہ وبال ہے، کہ اس کی وجہ سے جہنم میں داخل کیا جاتا اور اس جانور کے ذریعے سے ہی عذاب دلوایا جاتا ہے، تو جو جانور انسان کی خدمت کرتے ہیں، اور مختلف طریقوں سے کام آتے ہیں، ان کے بھوکا پیاسا رکھنے پر عذاب کیونکر نہ ہوگا۔

جانور کو نشانہ بازی اور قتل کے لئے باندھ کر رکھنے کا گناہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَـمِـعْـتُ الـنَّبِـیَّ صَـلَّـی الـلّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی أَنْ تُصْبَرَ بَهِیْمَةٌ أَوْ غَیْرُهَا لِلْقَتْلِ (بخاری حدیث نمبر ۵۰۹۰، کتاب الذبائح والصید، باب ما یکرہ من المثلة والمصبورة والمجثمة)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ نے چوپائے یا غیر چوپائے (کسی بھی جانور) کو قتل کے لئے باندھ کر کھڑا کرنے سے منع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

خواہ جانور کو باندھ کر اس طرح کھڑا کیا جائے، کہ اس پر نشانہ بازی کر کے اس کو قتل کیا جائے، یا

نشانہ بازی تو نہ کی جائے، لیکن اس کو باندھ کر بھوکا پیاسا چھوڑ دیا جائے، اور اس طرح اس کو قتل کیا جائے، ممانعت ان دونوں صورتوں میں ہے۔ [۱]

اور مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَنْهٰى أَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِقَتْلٍ، وَإِنْ أَرَدْتُمْ ذَبْحَهَا فَاذْبَحُوْهَا "(مسند أحمد حديث نمبر ۵۶۸۲)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ نے چوپائے یا غیر چوپائے (کسی بھی جانور) کو قتل کرنے کے لئے باندھ کر کھڑا کرنے سے منع فرمایا ہے، اور اگر تم جانور کو ذبح کرنا چاہتے ہو، تو اس کو ذبح کردو (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اگر جانور کو کھانے وغیرہ کی ضرورت کے لئے ذبح کرنا ہے، تو ذبح کر لینا چاہئے، اور اس کو قتل کرنے کے لئے باندھ کر کھڑا نہیں کرنا چاہئے۔

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ

---

[۱] وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال سمعت رسول الله ينهى أن تصبر بصيغة المجهول أي تحبس بهيمة أو غيرها أي من ذوات الروح بلا أكل وشرب حتى تموت فقوله للقتل أي لأجل قتله بالحبس الموصوف وفي شرح السنة أراد به أن يحبس الحيوان فيرمي إليه حتى يموت متفق عليه وروى أحمد ومسلم وابن ماجه عن جابر أنه نهى عن أن يقتل شيء من الدواب صبرا أي حبسا وروى أبو داود عن أبي أيوب ولفظه منهى عن قتل الصبر ومن غريب ما ذكر في التواريخ أن الحجاج قتل مائة وعشرين ألفا صبرا أي غير من قتله عسكره في الحرب ما بين صحابي وتابعي وشريف وضعيف وعنه أي عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي لعن من اتخذ شيئا فيه الروح غرضا بمعجمتين بينهما راء أي هدفا زنة ومعنى وهو ما ينصبه الرماة ويقصدون إصابته من قرطاس وغيره متفق عليه وعن جابر مرفوعا لعن الله من مثل الحيوان أي قطع بعض أعضائه كالأذن والذنب وغيرهما رواه أحمد والشيخان والنسائي وعن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي قال لا تتخذوا شيئا فيه الروح غرضا قال النووي هذا النهي للتحريم لقوله لعن الله من فعل هذا ولأنه تعذيب للحيوان وإتلاف لنفسه وتضييع لماليته وتفويت لذكاته إن كان مذكى ولمنفعته إن لم يكن مذكى (مرقاة، كتاب الصيد والذبائح)

غَرَضًا (صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۱۷۴، کتاب الصید والذبائح، باب النھی عن صبر البھائم، واللفظ لہٗ، سنن النسائی حدیث نمبر ۴۴۵۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی، جو کسی بھی جاندار چیز کو نشانہ بازی کا ذریعہ بنائے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھی جاندار چیز کو محض نشانہ بازی کا تختۂ مشق بنانا ملعون عمل ہے، اور اس کو ملعون عمل قرار دینا، اس کے کبیرہ اور سخت گناہ ہونے کی دلیل ہے۔

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ يُّتَّخَذَ الرُّوْحُ غَرَضًا .(مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۰۲۲۱، کتاب الصید، باب مَا قَالُوا :فِي الطَّيْرِ وَالشَّاةِ يُرْمَى حَتَّى يَمُوتَ ؟)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے کسی جاندار چیز کو نشانہ بازی کا ذریعہ بنانے سے منع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ہشام بن زید بن انس کہتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ دَارَ الْإِمَارَةِ وَقَدْ نَصَبُوْا دَجَاجَةً وَهُمْ يَرْمُوْنَهَا ، فَقَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ تُصَبَّرَ الْبَهَائِمُ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۰۲۲۲، کتاب الصید، باب مَا قَالُوا :فِي الطَّيْرِ وَالشَّاةِ يُرْمَى حَتَّى يَمُوتَ ؟)

ترجمہ: میں حضرت انس کے ساتھ دارالامارۃ میں داخل ہوا، جہاں لوگوں نے ایک مرغی کو نشانہ بازی کے لئے باندھ کر رکھا ہوا تھا، تو حضرت انس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو (اس طرح قتل کرنے کے لئے) باندھ کر رکھنے سے منع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

کسی زندہ جانور کو شکار کا آلہ و ذریعہ بنانا بھی اس ممانعت و گناہ میں داخل ہے، جیسا کہ شیر کا شکار کرنے والے زندہ بکرے کو شیر کے کھانے کے لئے باندھ کر رکھتے ہیں، یا مچھلی کا شکار کرنے والے کانٹے میں زندہ کینچوؤں یا زندہ مچھلیوں یا زندہ مینڈکوں یا چوہوں وغیرہ کو لگاتے ہیں، یہ سب

چیزیں گناہ ہیں۔

اگر کسی وقت اس قسم کی واقعی درجہ میں ضرورت ہو، تو جانور کو شرعی طریقہ پر قتل و ذبح کر کے استعمال کرنا چاہئے۔ زندہ جانور کو اس طرح تکلیف پہنچانا سخت گناہ ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل جو بعض لوگ غلیل یا بندوق لئے پھرتے ہیں، اور بلا ضرورت جانوروں پر نشانہ بازی کرتے ہیں، جس سے جانور زخمی یا فوت ہو کر تکلیف اٹھاتے اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، وہ سخت گناہ گار ہیں۔

جانور کے اعضاء تلف کرنے اور جانور کو مثلہ بنانے کا وبال

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ :مَرَّ عَلٰى قَوْمٍ، وَقَدْ نَصَبُوْا دَجَاجَةً حَيَّةً يَرْمُوْنَهَا، فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَعَنَ مَنْ مَثَّلَ بِالْبَهَائِمِ " (مسند أحمد، حديث نمبر ۴۶۲۲، واللفظ لهٗ، مصنف ابن ابی شيبة، حديث نمبر ۲۰۲۱۹، كتاب الصيد، باب مَا قَالُوا :فِي الطَّيْرِ وَالشَّاةِ يُرْمَى حَتَّى يَمُوتَ ؟)[1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا کچھ لوگوں پر گزر ہوا، جنہوں نے ایک زندہ مرغی کو باندھ رکھا تھا، اور اس پر نشانہ بازی کر رہے تھے، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے، جو جانوروں کو مثلہ بنائے (ترجمہ ختم)

اور بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ (سنن نسائی، حديث نمبر ۴۴۵۴، باب النهی عن المجثمة، سنن البيهقی، حديث نمبر ۱۸۶۰۰، صحيح ابنِ حبان، حديث نمبر ۵۶۱۷)

ترجمہ: حیوان کو مُثلہ بنانے والے پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں (ترجمہ ختم)

جانور کو مثلہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کسی عضو یا کسی حصہ کو کاٹ دیا جائے، یا تلف کر دیا

---

[1] إسناده صحيح على شرط البخاری .المنهال -وهو ابن عمرو الأسدی -احتج به البخاری، وباقی رجاله ثقات رجال الشيخين.(.حاشية مسند احمد)

جائے،جس سے اس کی شکل وصورت بگڑ جائے،خواہ نشانہ بازی کر کے ہو،یا کسی اور طرح۔

اوراس عمل پر لعنت فرمانے سے ظاہر ہوا کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أُنَاسٍ وَهُمْ يَرْمُوْنَ كَبْشًا بِالنَّبْلِ فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَقَالَ لَا تَمْثُلُوْا بِالْبَهَائِمِ(سنن النسائی ، حدیث نمبر ۴۴۵۲،باب النَّهْيِ عَنْ الْمُجَثَّمَةِ ،مسند أبي يعلى الموصلي)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کا کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا، جو ایک مینڈھے کو تیر مار رہے تھے،تو رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل ناپسند فرمایا،اور فرمایا کہ تم جانوروں کو مثلہ نہ بناؤ (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَثَّلَ بِالْبَهَائِمِ (ابن ماجة، حديث نمبر ۳۱۷۶،كتاب الذبائح،باب النهي عن صبر البهائم وعن المثلة،مصنف ابن ابی شيبة، كتاب الصيد،باب مَا قَالُوا :فِي الطَّيْرِ وَالشَّاةِ يُرْمَى حَتَّى يَمُوتَ ؟)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو مثلہ بنانے سے منع فرمایا ہے(ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

مَنْ مَثَّلَ بِذِيْ رُوْحٍ، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مَثَّلَ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "(مسند احمد حديث نمبر ۵۶۶۱) [2]

---

[1] (لعن الله من مثل بالحيوان) أي صيره مثلة بضم فسكون بأن قطع أطرافه أو بعضها وهو حي وفي رواية بالبهائم واللعن دليل التحريم.(حم ق عن ابن عمر) بن الخطاب.(فيض القدير للمناوی تحت حديث رقم ۷۲۸۳)

قوله من مثل بالتشديد أي صيره مثلة(عمدة القاری كتاب الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة)

[2] قال الهيثمي:

رواه أحمد ورجاله ثقات(مجمع الزوائد ج۴ص ۳۲)

ترجمہ: جس نے کسی جاندار کو مُثلہ بنایا، پھر اس سے توبہ نہیں کی، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو مثلہ بنائیں گے (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹنا اور اس کی چیر پھاڑ کرنا جائز نہیں۔

البتہ اگر کسی جانور کی بیماری کے علاج معالجہ کے لئے بطورِ آپریشن یہ عمل کیا جائے، تو وہ الگ معاملہ ہے۔

جو لوگ جانوروں کو کسی چوکے یا سخت چابک (Whip) وغیرہ سے مارتے ہیں، وہ بھی اس گناہ میں داخل ہیں۔

پس کسی جانور کے اعضاء کو تلف کرنا اور اس کے کسی عضو کو کاٹ کر اور ناکارہ بنا کر جانور کو ناقص اور عیب دار بنا دینا، شریعت کی نظر میں سخت گناہ اور ملعون عمل ہے۔

زندہ جانور کا الگ کیا ہوا عضو مردار ہے

اس موقع پر کسی کو یہ شبہ پیش آسکتا تھا کہ جو جانور حلال ہے، جس طرح ذبح کرنے کے بعد اس کا گوشت پوست کھانا جائز ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر زندہ جانور کے جسم سے کوئی حصہ کاٹ کر کھایا جائے، تو وہ بھی جائز ہونا چاہئے، تو احادیث میں اس کا جواب بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَمَا قُطِعَ مِنْهَا فَهُوَ مَيْتَةٌ (ابنِ ماجة، حديث نمبر ۳۲۰۷، كتاب الصيد، باب ما قطع من البهيمة وهى حية، واللفظ لهٗ، سنن دارقطنى، حديث نمبر ۴۸۵۴)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ زندہ جانور کا کوئی عضو نہ کاٹا جائے، پس جو عضو اس سے (اس سے زندہ ہونے کی حالت میں) کاٹ لیا جائے گا، وہ (عضو) مردار ہوگا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَجُبُّوْنَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ وَيَقْطَعُوْنَ أَلْيَاتِ الْغَنَمِ فَقَالَ مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ (ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۰۰، ابواب الاطعمة، بَاب مَا قُطِعَ مِنْ الْحَيِّ فَهُوَ مَيِّتٌ، واللفظ لهٗ، مسندأحمد ، حديث نمبر ۲۱۹۰۳)

ترجمہ: نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے، اور مدینہ کے لوگ اونٹ کی کوہان کو کاٹتے تھے، اور بکری (دنبہ) کی چکتی کو کاٹ لیا کرتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زندہ جانور کا جو عضو کاٹ لیا جائے، وہ مردار ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالُوْا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُنَاسًا يَجُبُّوْنَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ ، وَأَذْنَابَ الْغَنَمِ ، وَهِيَ أَحْيَاءُ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيْمَةِ ، وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَ مَيْتَةٌ (المعجم الكبير للطبرانی، حديث نمبر ۱۲۶۲)

ترجمہ: صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول کچھ لوگ زندہ اونٹ کی کوہان کو اور زندہ بکری کی دم کو کاٹ لیتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو زندہ جانور سے عضو کاٹ لیا جائے، تو وہ مردار ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ جِبَابِ أَسْنِمَةِ الْإِبِلِ وأَلْيَاتِ الْغَنَمِ وَقَالَ "مَا قُطِعَ مِنْ حَيٍّ فَهُوَ مَيِّتٌ "(مستدرک حاکم، حديث نمبر ۷۷۰۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کی کوہان اور بکری (دنبے) کی چکتی کے کاٹ لینے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زندہ جانور سے جو عضو

[1] قال الحاكم : " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "
وقال الذهبی فی التلخيص :علی شرط البخاری ومسلم(حواله بالا)

کاٹ لیا جائے، وہ مردار ہے(ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لینا گناہ ہے،جس سے جانور کو تکلیف کا ہونا بھی ظاہر ہے، اوراس کی شریعت اجازت نہیں دیتی، اوروہ کٹا ہوا عضو مردار ہے، جس کا کھانا جائز نہیں۔

البتہ زندہ جانور کے جسم سے ضرورت کے وقت اون اور بال کاٹنا جائز ہے،اوروہ پاک ہیں، کیونکہ بالوں میں روح نہیں ہوتی، اس لئے بذاتِ خود بالوں کے کاٹنے سے جانوروں کو تکلیف نہیں ہوتی۔

لیکن جانوروں کے مخصوص جگہ کے بال جن سے ان کی ضرورت ومصلحت وابستہ ہے،مثلاً پونچھل کے بال،ان کو کاٹنا منع ہے،جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ [۱]

---

[۱] حدثنا سليمان بن شعيب الكيسانى ,قال :حدثنا يحيى بن حسان ,قال :حدثنا سليمان بن بلال ,ومسور بن الصلت ,عن زيد بن أسلم ,عن عطاء بن يسار ,قال: المسور عن أبى سعيد الخدرى ,أن رسول الله ﷺ سئل عن جباب أسنمة الإبل وأليات الغنم فقال " :ما قطع من حى فهو ميت - "فقال قائل :فكيف تقبلون هذا عن رسول الله ﷺ، وفيه ما يوجب أن ما قطع من البهيمة من شعر أو صوف وهى حية أنه ميت وكتاب الله عز وجل يدفع ذلک، قال الله :(والله جعل لكم من بيوتكم سكنا وجعل لكم من جلود الأنعام بيوتا تستخفونها يوم ظعنكم ويوم إقامتكم ومن أصوافها وأوبارها وأشعارها أثاثا ومتاعا إلى حين) (النحل: 80) فأعلمنا الله عز وجل أنه قد جعل لنا الأصواف والأوبار والأشعار متاعا فكيف يجوز أن تكون ميتة وقد جعلها الله لنا متاعا فكان جوابنا له فى ذلک بتوفيق الله عز وجل وعونه أن الذى فى الحديثين اللذين رويناهما فى هذا الباب لا يخالف ما فى الآية التى تلوناها فيه ؛ لأن الذى فى ذينک الحديثين إنما هو على أسنام الإبل وعلى أليات الغنم المقطوعة منها، وهى أحياء مما لو ماتت قبل ذلک ماتت تلک الأشياء بموتها ,والشعر والصوف والأوبار ليست كذلک ؛ لأنها لا تموت بموتها ؛ ولأن الأسنمة والأليات ترى فيها صفات الموت بموت من هى منه من فسادها وتغير روائحها ,والصوف والشعر والأوبار ليست كذلک ؛ لأن ذلک كله معدوم فيها ,فما كان مما يحدث صفات الموت فيه بحدوثه فيما هو منه ومن الأسنمة ومن الأليات فله حكم ما فى هذين الحديثين، وما لا يحدث فيه من صفات الموت بموت ما هو كائن فيه كان خارجا من ذلک وداخلا فى الآية التى تلونا وقد دل على ذلک ما قد روى عن رسول الله ﷺ (شرح مشكل الآثار للطحاوى، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ من قوله "ما قطع من حى فهو ميت ")

Contach us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

مسئلہ:......اگر کسی نے جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کر دیا، لیکن ابھی تک وہ جانور پوری طرح ٹھنڈا نہیں ہوا، اوراس میں زندگی کے کچھ آ ثار مثلاً حرکت باقی ہے، تو ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کے بدن سے کوئی عضو کاٹنا گناہ ہے، لیکن اگراس صورت میں کسی نے کوئی عضو کاٹ لیا، تو اس عضو کا کھانا حلال ہوگا۔ [1]

جانور کی پونچھل وغیرہ کاٹنے کی ممانعت

جانور کے ایسے اعضاء کاٹنے اور جانور کو مثلہ بنانے کی ممانعت تو پہلے گزرچکی ہے کہ جن کی وجہ سے جانور واضح طور پر عیب دار اور اذیت میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ احادیث میں جانوروں کے بعض ایسے اعضاء کاٹنے کی ممانعت اوراس کی وجہ بھی بیان کردی گئی ہے، کہ جن اعضاء کے کاٹنے سے بظاہر جانور کی کوئی تکلیف اوران اعضاء سے جانور کا کوئی فائدہ وابستہ نظر نہیں آتا، مگر فی الحقیقت ان اعضاء سے جانور کی ضرورت وفائدہ وابستہ ہے۔

چنانچہ حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّہُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ -یَقُوْلُ : لَاتَقُصُّوْا نَوَاصِیَ الْخَیْلِ وَلاَ مَعَارِفَھَا وَلاَ أَذْنَابَھَا فَإِنَّ أَذْنَابَھَا مَذَابُّھَا وَمَعَارِفَھَا دِفَاؤُھَا وَنَوَاصِیْھَا مَعْقُوْدٌ فِیْھَا الْخَیْرُ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۵۴۴. کتاب الجهاد، باب في كراهة جز نواصي الخيل وأذنابها)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ گھوڑوں کی پیشانی کے بال، اورگھوڑوں کی گردن کے لمبے لمبے بال اوران کی دُموں کو نہ کاٹا کرو، کہ ان کی دُم توان کی مورچھل (یعنی ان کے مکھی، مچھر اڑانے، اور ہوا کے پنکھے کے قائم

---

[1] رجل ذبح شاة وقطع الحلقوم ، والأوداج إلا أن الحياة فيها باقية فقطع إنسان منها قطعة يحل أكل المقطوع لأن المخصوص بعدم الحل ما أبين من الحي وهذا لا يسمى حيا مطلقا (الجوهرة النيرة، كتاب الصيد والذبائح)

مقام) ہیں، اور ان کے گردن کے لمبے بال ان کی چادر (یعنی گرمی، سردی سے حفاظت) کے قائم مقام ہیں، اوران کی پیشانی کے بالوں میں خیر وابستہ ہے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جانور ہاتھ پاؤں سے تو مکھی مچھر اڑانے اور ہوا خوری اور گرمی وسردی سے بچنے کا انتظام نہیں کرسکتا، اس لئے یہ اعضاء ہی ان کے لئے ان ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ہیں، لہٰذا تم ان اعضاء کو ناکارہ نہ بنایا کرو۔

اور مسند احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَا تَقُصُّوْا نَوَاصِيَ الْخَیْلِ، فَإِنَّ فِیْهَا الْبَرَکَةَ، وَلَا تَجُزُّوْا أَعْرَافَهَافَإِنَّهُ أَدْفَاؤُهَا، وَلَا تَقُصُّوْا أَذْنَابَهَا فَإِنَّهَا مَذَابُّهَا "(مسند احمد حدیث نمبر ۱۷۶۴۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانی کے بالوں کو نہ کاٹا کرو، کیونکہ ان میں برکت ہوتی ہے، اوران کے گردنوں کے بالوں کو بھی نہ کاٹا کرو، کیونکہ وہ ان کی چادر کے قائم مقام ہیں، اوران کی دُموں کو نہ کاٹا کرو، کیونکہ وہ ان کے لئے مورچھل (یعنی ان کے مکھی، مچھر اڑانے، اور ہوا کے پنکھے کے قائم مقام) ہیں (ترجمہ ختم)

غور فرمایئے کہ حضور ﷺ نے کتنے عجیب وغریب انداز اور عنوان سے جانور کی پونچھ اوراس کے پیشانی کے بالوں کی افادیت کو بیان فرمادیا، جانوروں سے متعلق اس قسم کے حقوق وحی کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے معلوم ہونا ممکن نہیں۔ [1]

اورحضرت ابووہب جشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] لا تقصوا من القص وهو القطع أى لا تجزوا نواصى الخيل أى شعر مقدم رأسها ولا معارفها قال القاضى أى شعور عنقها جمع عرف على غير قياس وقيل هى جمع معرفة وهى المحل الذى ينبت عليها العرف فأطلقت على الأعراف مجازا ولا أذنابها فإن أذنابها مذابها أى مراوحها تذب بها الهوام عن أنفسها ومعارفها بالنصب عطف على أذنابها وبالرفع على أنه مبتدأ خبره دفاؤها بكسر الدال أى كساؤها الذى تدفأ به ونواصيها بالوجهين معقود فيها الخير (مرقاة، كتاب الجهاد، باب اعداد آلة الجهاد)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اِرْتَبِطُوْا الْخَيْلَ وَامْسَحُوْا بِنَوَاصِيْهَا وَأَعْجَازِهَا .أَوْ قَالَ أَكْفَالِهَا . وَقَلِّدُوْهَا وَلا تُقَلِّدُوْهَا الْأَوْتَارَ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۵۵۵، كتاب الجهاد، باب إكرام الخيل وارتباطها والمسح على أكفالها، السنن الكبرىٰ للبيهقى، حديث نمبر ۱۳۲۸۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کو اپنے یہاں باندھا کرو، اور ان کی پیشانیوں پر اور ان کی کمر کے پیچھے (شفقت ومحبت سے) ہاتھ پھیرا کرو، اور ان کے گلے میں پٹہ ڈالا کرو، تانت مت باندھا کرو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ جانور کو آرام اور راحت پہنچانی چاہئے، اور اس کی راحت اور آرام کی چیزوں میں کمی نہیں کرنی چاہئے۔

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ وَالنَّيْلُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَهْلُهَا مُعَانُوْنَ عَلَيْهَا، فَامْسَحُوْا بِنَوَاصِيْهَا، وَادْعُوْا لَهَا بِالْبَرَكَةِ، وَقَلِّدُوْهَا، وَلَا تُقَلِّدُوْهَا بِالْأَوْتَارِ "(مسند احمد حديث نمبر ۱۴۷۹۱، واللفظ لهٗ، مسند الشاميين للطبرانى حديث نمبر ۷۳۸) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے کی پیشانی میں خیر اور کامیابی قیامت کے دن تک وابستہ کردی گئی ہے، اور گھوڑے رکھنے والوں کی ان کے ذریعہ سے مدد کی جاتی ہے، تو تم ان کی پیشانیوں پر (محبت وپیار سے) ہاتھ پھیرا کرو، اور ان کے لئے برکت کی دعا کیا کرو، اور ان کے گلے میں پٹہ ڈالا کرو، تانت مت باندھا کرو (ترجمہ ختم)

گلے میں تانت باندھنے سے اس لئے منع کیا گیا تاکہ تانت سے ان کا گلا نہ گھٹے، اور کھال وغیرہ نہ کٹے، جلد متاثر نہ ہو، اور پیشانی اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرنے کا حکم اس لئے دیا گیا تاکہ جانور کے ساتھ

---

[1] قال الهيثمى:
رواه أحمد والطبرانى فى الاوسط باختصار ورجال أحمد ثقات(مجمع الزوائد ج۵ص ۲۶۱)

محبت وشفقت کا اظہار ہو،اور جانور کو مالک کے اس طرزِ عمل سے خوشی حاصل ہو۔
پس جو لوگ جانور کی دُم یا پیشانی کے بال کاٹ دیتے ہیں،اور پیٹھ وپیشانی پر محبت وپیار سے ہاتھ پھیرنے کے بجائے ڈنڈے برساتے ہیں، وہ سخت بے رحم لوگ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے ساتھ رحم کا معاملہ کرنے کی کس منہ سے توقع اور امید رکھیں گے۔

جانور کی بے جا پٹائی کرنے اور ڈرانے کی ممانعت

شریعت کی پاکیزہ تعلیمات میں سے ایک تعلیم جانور کے متعلق یہ ہے کہ جو جانور اپنے استعمال میں ہیں،ان کو معمولی معمولی باتوں پر ڈرانے، دھمکانے،اور مارنے پیٹنے سے بھی پرہیز کیا جائے، کیونکہ یہ چیزیں بھی جانور کی ذہنی وجسمانی اذیت وتکلیف کا باعث ہیں۔
چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

أَنَّـهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَوۡمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيۡـهِ وَسَـلَّـمَ وَرَاءَهُ زَجۡـرًا شَـدِيۡدًا وَضَرۡبًا وَصَوۡتًا لِلۡإِبِلِ فَأَشَارَ بِسَوۡطِهِ إِلَيۡهِـمۡ وَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيۡكُمۡ بِالسَّكِيۡنَةِ فَإِنَّ الۡبِرَّ لَيۡسَ بِالۡإِيۡضَاعِ (بخاری، حديث نمبر ۱۵۵۹ ، كتاب الحج، باب أمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالسكينة عند الإفاضة وإشارته إليهم بالسوط)

ترجمہ: وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ کے دن چل رہے تھے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے اونٹوں کو سخت ڈرانے اور مارنے اور اونٹ کے چیخنے کی آواز سنی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پیچھے مڑکر) لوگوں کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، کہ اے لوگو! اطمینان سے کام لو، کیونکہ (جانوروں کو تیز) دوڑانا نیکی نہیں ہے (ترجمہ ختم)

جانور کی پٹائی کرنے اور اس کو ڈرانے سے،ظاہر ہے کہ جانور کو تکلیف ہوتی ہے،اور جانور کو بے جا تکلیف پہنچانے کی ممانعت بے شمار شرعی دلائل سے ثابت ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں کو بلاضرورت ڈرانا دھمکانا، اور مارنا اور ضرورت کے وقت بھی

شدید مارنا، اور بلاضرورت بلکہ فخر وتفاخر کے طور پر ان کو تیز دوڑا کر ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کر کے جانور کو پریشان کرنا منع ہے۔

پالتو جانور گائے، بیل، گدھا، گھوڑا، اونٹ وغیرہ اپنے کام میں سستی کرے، اس کو تادیب وتربیت کے لئے بقدرِ ضرورت مارنے کی معتدل سزا جائز ہے (معارف القرآن ج۶ص۱۵۷)

مگر افسوس کہ آج شریعت کی اس ہدایت کو بالائے طاق رکھ کر جانوروں کو بلاوجہ ڈرانا، دھمکانا، بلکہ ان کی ظالمانہ وبے دردانہ طریقہ پر مار پٹائی کرنا عام ہے۔

بالخصوص جو لوگ جانوروں کے ذریعہ سے سواری اور بوجھ وغیرہ اٹھانے کا کام لیتے ہیں، یا مختلف کھیتی باڑی کے کاموں میں استعمال کرتے ہیں، وہ اپنی مرضی ومنشاء کے خلاف کام کرنے اور جانور کی طرف سے کچھ سستی محسوس ہونے پر موٹے موٹے ڈنڈوں سے جانوروں کی پٹائی کر کے ان کو شدید تکلیف واذیت میں مبتلا کرتے اور ان کو دکھ پہنچاتے ہیں، خواہ وہ جانور بے چارہ مریض وبیمار ہو یا کمزور اور کسی دکھ ودرد میں مبتلا ہو، مگر مارنے والے ظالموں کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی۔

ان بے رحم اور ظالم لوگوں کو اللہ کا خوف کرنا چاہئے، اور معصوم وبے زبان جانوروں کی خاموش آہ وبکا اور بددعا کے وبال اور آخرت کے مؤاخذہ سے بچنا چاہئے۔ [1]

---

[1] وجاز ركوب الثور وتحميله والكراب على الحمير بلا جهد وضرب، إذا ظلم الدابة أشد من الذمي، وظلم الذمي أشد من المسلم(درمختار، كتاب الحظر والاباحة)

قوله (وجاز ركوب الثور وتحميله إلخ) وقيل لا يفعل لأن كل نوع من الأنعام خلق لعمل فلا يغير أمر الله تعالى .

قوله (بلا جهد وضرب) أي لا يحملها فوق طاقتها ولا يضرب وجهها ولا رأسها إجماعا ولا تضرب أصلا عند أبي حنيفة.

وإن كانت ملكه قال رسول الله تضرب الدواب على النفار ولا تضرب على العثار لأن العثار من سوء إمساك الركاب اللجام والنفار من سوء خلق الدابة فتؤدي على ذلك كذا في فصول العلامي قوله (أشد من الذمي) لأنه لا ناصر له إلا الله تعالى وورد اشتد غضب الله تعالى على من ظلم من لا يجد ناصرا إلا الله تعالى ط قوله (أشد من المسلم) لأنه يشدد الطلب على ظالمه ليكون معه في عذابه ولا مانع من طرح سيئات غير الكفر على ظالمه فيعذب بها بدله ذكره بعضهم ط(ردالمحتار، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع)

جانور کے گلے میں تانت باندھنے کی ممانعت

یہ پہلے بتلایا جاچکا ہے کہ جانور بے چارے بے زبان مخلوق ہیں، وہ انسان کے سامنے اپنے دکھ درد کا اپنی زبان سے اظہار کرنے سے عاجز وقاصر ہیں، اس لئے شریعت نے جانوروں کی ہر ہر ضرورت وراحت کا لحاظ کیا ہے، اور باریک باریک باتوں کی بھی نشاندہی کی ہے۔

حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ ، فَأَرْسَلَ رَسُوْلًا :لَا تَبْقَى فِيْ عُنُقِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ مِّنْ وَتَرٍ إِلَّا قُطِعَتْ. (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۳۴۱۸۲، کتاب السیر، باب فِي النَّهِي عَنْ تَقْلِيدِ الإِبِلِ الْأَوْتَارَ .، واللفظ لهٗ، السنن الکبریٰ للنسائی، حدیث نمبر ۸۸۰۸،، صحیح ابنِ حبان، حدیث نمبر ۴۶۹۸،بخاری، حدیث نمبر ۲۸۴۳،کتاب الجهاد والسیر، باب ما قیل فی الجرس ونحوه فی أعناق الإبل، مسلم حدیث نمبر ۵۶۷۱)

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاصد کو بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا قلادہ بندھا ہوا نہ چھوڑا جائے، اور اس کو کاٹ دیا جائے (ترجمہ ختم)

بعض اہلِ علم نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں بدنظری سے بچنے کے لئے ایسا کیا جاتا تھا، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹوٹکے سے منع فرمایا۔

لیکن ہمارے فقہائے کرام نے فرمایا کہ تانت کی رسی سے جانور کی کھال کو نقصان پہنچتا ہے، اور اس کے گلا گھٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس وجہ سے گلے میں تانت باندھنے سے منع فرمایا۔

البتہ اس کے مقابلہ میں پٹے میں اس طرح کا اندیشہ نہیں، اس لئے پٹہ ڈالنے کی اجازت بیان فرمائی۔ [۱]

---

[۱] قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَتَأَمَّلْنَا حَدِيثَ جَابِرٍ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي أَوَّلِ هَذَا الْبَابِ فَوَجَدْنَا فِيهِ أَمْرَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِتَقْلِيدِ الْخَيْلِ بِقَوْلِهِ وَقَلِّدُوهَا فَكَانَ ذٰلِكَ مَعْقُولًا أَنَّهُ أَرَادَ التَّقْلِيدَ الَّذِي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ظاہر ہے کہ اس قسم کی تعلیمات اسلام کے علاوہ دنیا کے کسی مذہب اور قانون میں نہیں پائی جاتیں، جو کہ اسلام کی حقانیت کی دلیل ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جانور کے گلے میں تنگ رسی باندھتے ہیں، جس سے اس کا گلا گھٹنے لگتا ہے، یا اس طرح کی رسی باندھتے ہیں، جس سے جانور کو بے جا تکلیف ہوتی ہے، یہ سخت گناہ ہے۔

جانور کے چہرے پر مارنے اور داغ دینے کی ممانعت

پہلے گزر چکا ہے کہ بلاضرورت جانور کو مارنا پیٹنا یہاں تک کہ ڈرانا اور دھمکانا منع اور گناہ ہے، البتہ جانور کی تادیب وتربیت اور اس کو سدھارنے کی غرض سے بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت اعتدال کے درجہ میں رہتے ہوئے تنبیہ کرنے اور مارنے کی اجازت ہے، لیکن اس صورت میں بھی جانور کے منہ پر مارنے کی اجازت نہیں، کیونکہ چہرہ تمام اعضاء میں اشرف عضو ہے، اور آنکھ، ناک، زبان، اور کان جیسے اہم اور نازک اعضاء بھی اس عضو کے ساتھ وابستہ ہیں۔

اور اسی وجہ سے جانور کے چہرے پر مارنے کے علاوہ ایسا نشان ڈالنے سے بھی منع کیا گیا، جس سے چہرے کی شرافت اور نزاکت متاثر ہو۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -عَنِ الضَّرْبِ فِى الْوَجْهِ وَعَنِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يَفْعَلُهُ النَّاسُ ، وَهُوَ تَقْلِيدُ الْخَيْلِ فِى أَعْنَاقِهَا ثُمَّ أَتْبَعَ ذَلِكَ بِقَوْلِهِ وَلَا تُقَلِّدُوهَا الْأَوْتَارَ فَانْتَفَى بِذَلِكَ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ التِّرَاتَ وَثَبَتَ بِهِ أَنَّ مَا يُقَلِّدُهُ فِى أَعْنَاقِهَا مِمَّا أُمِرَ بِتَقْلِيدِهَا إِيَّاهُ هُوَ مَا لَا يُخَافُ عَلَيْهَا مِنْهُ كَمَا يُخَافُ عَلَيْهَا مِنْ الْأَوْتَارِ إِذَا قُلِّدَ بِهَا فَبَانَ بِذَلِكَ صِحَّةُ مَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِى تَأْوِيلِهِ هَذَا الْمَعْنَى وَاَللَّهَ نَسْأَلُهُ التَّوْفِيقَ (مشكل الآثار، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من نهيه عن تقليد الخيل الأوتار)

مالك أرى ذلك من العين بضم الهمزة أى أظن أن النهى مختص بمن فعل ذلك بسبب دفع ضرر العين وأما من فعله لغير ذلك من زينة أو غيرها فلا بأس قال أبو عبيدة كانوا يقلدون البعير الأوتار حذرا من العين فأمرهم صلى الله عليه وسلم بإزالتها إعلاما لهم أن الأوتار لا ترد شيئا وقال محمد بن الحسن وغيره معناه لا تقلدوها أوتار القسى لئلا تضيق على أعناقها فتخنقها (الديباج على مسلم ، الجزء الخامس ص ۱۵۴)

الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ (صحيح مسلم حديث نمبر ۵٦۷۲، كتاب اللباس والزينة، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه، واللفظ لهٗ، ترمذی، بَاب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ وَالضَّرْبِ وَالْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ، مسند أحمد، مصنف ابن ابی شيبة)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ دینے سے منع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِىْ وَسَمَهٗ (صحيح مسلم حديث نمبر ۵٦۷۴، كتاب اللباس والزينة، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه)

ترجمہ: نبی ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا، جس کے چہرے پر داغ دیا ہوا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، اس پر جس نے یہ داغ دیا ہے (ترجمہ ختم)

اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مُرَّ عَلَيْهِ بِحِمَارٍ قَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ أَمَا بَلَغَكُمْ أَنِّيْ قَدْ لَعَنْتُ مَنْ وَسَمَ الْبَهِيْمَةَ فِيْ وَجْهِهَا أَوْ ضَرَبَهَا فِيْ وَجْهِهَا . فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ (سنن أبی داود، حديث نمبر ۲۵٦٦، كتاب الجهاد، باب النهي عن الوسم في الوجه والضرب في الوجه)

ترجمہ: نبی ﷺ کے قریب سے ایک گدھے کا گزر ہوا، جس کے چہرے پر داغ دیا ہوا تھا، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ بات نہیں پہنچی، کہ میں نے اس شخص پر لعنت کی ہے، جو جانور کے چہرے پر داغ دے، یا اس کے چہرے پر مارے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا يَرْكَبُ الدَّابَّةُ فَوْقَ اِثْنَيْنِ وَلَا تَضْرِبُوْا وُجُوْهَ الدَّوَابِّ فَاِنَّ كُلَّ شَيْءٍ يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۴۸۵۲) [۱]

ترجمہ: اور جانور پر دو سے زیادہ افراد سوار نہ ہوں، اور تم جانوروں کے چہرے پر نہ مارو، کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کی تسبیح بیان کرتی ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں چہرے پر ممانعت کی ایک وجہ بھی بیان کردی گئی کہ چہرہ وہ عضو ہے، جس سے جانور اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرتا ہے، اس لئے وہ عضو قابلِ شرافت ہے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

لَا يُلْطَمُ الْوَجْهُ ، وَلَا يُوْسَمُ .(مصنف ابنِ ابی شیبۃ ، حدیث نمبر ۲۰۲۹۴، کتاب الصید، باب فِي وَسْمِ الدَّابَّةِ وَمَا ذَكَرُوا فِيهِ.)

ترجمہ: چہرے پر نہ تو طمانچہ مارا جائے، اور نہ ہی داغ دیا جائے (ترجمہ ختم)

اور حضرت سالم فرماتے ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُعْلَمَ الصُّوْرَةُ (بخاری ، حدیث نمبر ۵۱۱۵، کتاب الذبائح والصید، باب الوسم والعلم فی الصورۃ ،مصنف ابنِ ابی شیبۃ ،حدیث نمبر ۲۰۲۹۰)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے چہرے پر نشان کو ناپسند فرمایا (ترجمہ ختم)

اس سے مراد ایسا نشان ہے، جس سے چہرے کی شرافت ونزاکت متأثر ہو، خواہ اس سے جانور کو تکلیف پہنچے یا نہ پہنچے۔

---

[۱] قال الهيثمي:
رواه الطبراني في الاوسط وفيه محمد بن جامع العطار وهو ضعيف(مجمع الزوائد ج۸ص۱۰۵)
قلت: وله شاهد .محمد رضوان.

پس جولوگ جانور کے چہرے کورنگ وغیرہ سے بدنما بنا کراس کا استہزاء کرتے اور تماشا بناتے ہیں، یہ بھی سخت گناہ ہے۔ [1]

اور جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُكْرَهُ أَنْ تُوسَمَ الْعَجْمَاءُ عَلٰى خَدِّهَا ، أَوْ تُلْطَمَ ، أَوْ تُجَرَّ بِرِجْلِهَا إِلٰى مَذْبَحِهَا (مصنف ابنِ ابی شیبةحدیث نمبر ۲۰۲۹۶،کتاب الصید ، باب فِي وَسْمِ الدَّابَّةِ وَمَا ذَكَرُوا فِيهِ.)

ترجمہ: جانور کے رخسار پرداغ دینا یا طمانچہ مارنا، یا جانور کو ذبح کی جگہ اس کے پیر سے کھینچنا مکروہ ہے (ترجمہ ختم)

---

[1] أى هذا باب فى بيان حكم الوسم بفتح الواو وسكون السين المهملة وقيل بالمعجمة ومعناهما واحد وهو أن يعلم الشيء بشيء يؤثر فيه تأثيرا بليغا يقال وسمه إذا أثر فيه بعلامة وكية وأصل ذلك أن يجعل فى البهيمة ليميزها عن غيرها وقيل الوسم بالمهملة فى الوجه وبالمعجمة فى سائر الجسد فعلى هذا الصواب بالمهملة لقوله فى الصورة قوله والعلم بفتحتين بمعنى العلامة وفى بعض النسخ باب العلم والوسم قال ابن الأثير يقال وسمه يسمه وسما وسمة إذا أثر فيه بالكى ومنه الحديث أنه كان يسم إبل الصدقة أى يعلم عليها بالكى انتهى قلت إذا كان الوسم بالكى يكون عطف العلم على الوسم من عطف العام على الخاص لأن العلامة أعم من أن تكون بالكى وغيره وأما على النسخة التى قدم العلم على الوسم فيها يكون عطف الوسم على العلم عطفا تفسيريا قوله فى الصورة صفة للعلم أى العلم الكائن فى الصورة ويروى فى الصور على صيغة جمع الصورة وقال الكرمانى قيل المراد بالصورة الوجه كما يعمل الكى فى صور سودان الحبشة وكما يغرز بالإبرة فى الشفة وغيرها ويحشى بنيلة ونحوها وأبهم الحكم فى الترجمة اكتفاء بما فى الحديث على عادته هكذا فى غالب التراجم(......وبعد اسطر......)وفى (التوضيح) الوسم فى الصورة مكروه عند العلماء كما قاله ابن بطال وعندنا أنه حرام وفى أفراد مسلم من حديث جابر أنه مر على حمار قد وسم فى وجهه فقال لعن الله الذى وسمه وإنما كرهوه لشرف الوجه وحصول الشين فيه وتغيير خلق الله وأما الوسم فى غير الوجه للعلامة والمنفعة بذلك فلا بأس إذا كان يسيرا غير شائن ألا ترى أنه يجوز فى الضحايا وغيرها والدليل على أنه لا يجوز الشائن من ذلك أنه حكم على أن من شان عبده أو مثل به باستئصال أنف أو أذن أو جارحة عتقه عليه وأن يعتق إن جرحه أو يشق أذنه وقد وسم الشارع إبل الأضحية وقد تقدم وسم البهائم فى باب وسم الإمام إبل الصدقة فى كتاب الزكاة(عمدة القارى ، كتاب الذبائح والصيد، باب الوسم والعلم فى الصورة)

بلاضرورت جانور کو مارنا پیٹنا، اور تکلیف وایذاء پہنچانا، اور اس کو مثلہ بنانا، یہ سب چیزیں ویسے بھی منع ہیں، اور داغ دینے میں جانور کو تکلیف ہونا ظاہر ہے، اور چہرہ کیونکہ جسم کے اعضاء میں زیادہ شرافت وعظمت والا عضو ہے، اس لئے اس کا بطورِ خاص ذکر کیا گیا۔

البتہ اگر جانور کو تنبیہ کے لئے مارنے کی ضرورت ہو، تو اس کو چہرے کے علاوہ دوسری جگہ مارنا جائز ہے، جبکہ اعتدال کے ساتھ ہو۔ [1]

اسی طرح اگر کسی بیماری کے علاج کے لئے داغ کی ضرورت ہو، تو اس کی بقدرِ ضرورت اجازت ہے، اسی طرح جانور کی نشانی وعلامت کے لئے بھی بقدرِ ضرورت نشانی وعلامت قائم کرنے کی اجازت ہے، مگر یہ ضرورت چہرے کے علاوہ دوسرے حصہ سے بھی پوری ہوسکتی ہے، اس لئے حتی الامکان چہرے پر داغ ونشانی سے بچنا چاہئے، بالخصوص جبکہ چہرہ پر اس عمل سے جانور کی شکل وصورت بھی بگڑ جاتی ہے۔ [2]

مگر ہم اس موقع پر بھی افسوس کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ بہت سے لوگ جانوروں کے خاص

---

[1] قال أبو بكر : في أخبار جابر في قصة البعير الذي ابتاعه النبي ﷺ قال : أعيا جملي فنخسه النبي ﷺ بقضيب أو ضربه .دلالة على أن ضرب الدواب على غير الوجه مباح ، خرجت تلك الأخبار في كتاب البيوع (صحيح ابن خزيمة، تحت حديث رقم ۲۳۴۹)

[2] وقال بعضهم وفي حديث الباب حجة على من كره الوسم من الحنفية بالميسم لدخوله في عموم النهي عن المثلة وقد ثبت ذلك من فعل النبي فدل على أنه مخصوص من العموم المذكور للحاجة كالختان في الآدمي قلت ذكر أصحابنا في كتبهم لا بأس بكي البهائم للعلامة لأن فيه منفعة وكذا لا بأس بكي الصبيان إذا كان لداء أصابهم لأن ذاك مداواة(عمدة القاري ،كتاب الزكاة، باب وسم الإمام إبل الصدقة بيده)

وقال النووي الضرب في الوجه منهي عنه في كل حيوان محترم لكنه في الآدمي أشد لأنه مجمع المحاسن وربما شانه أو آذى بعض حواسه وأما الوسم ففي الآدمي حرام وفي غيره مكروه والوسم هو أثر الكي قال الكرماني والوسم في نحو نعم الصدقة في غير الوجه مستحب وقال أبو حنيفة مكروه لأنه تعذيب ومثلة وقد نهي عنهما وأجيب عنه بأن ذلك النهي عام وحديث الوسم خاص فوجب تقديمه قلت إذا علم تقارنهما يقضي للخاص على العام وإلا فلا(عمدة القاري، كتاب الذبائح والصيد، باب الوسم والعلم في الصورة ، تحت حديث رقم ۴۲۵۵)

منہ پر مار کر ہی تسکین کر پاتے ہیں، اور ڈنڈے اور لاٹھی وغیرہ سے جانور کے چہرے پر ضرب لگاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائیں۔

جانور کو غیر محل میں استعمال کرنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا فَقَالَتْ إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ فَإِنِّي أُوْمِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ (بخاری، حدیث نمبر ۳۲۱۲، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، واللفظ لهٗ، مسلم، حدیث نمبر ۶۳۳۴، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبی بکر الصدیق رضی الله عنه)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا کہ ایک آدمی بیل کو ہانک کر لے جا رہا تھا، کہ اس پر سوار ہوگیا، اور اس کو (چلنے کے لئے) مارنے لگا، تو اس بیل نے کہا کہ ہم اس (یعنی سوار ہونے) کے لئے پیدا نہیں کئے گئے، ہم تو صرف (زمین کی) کھیتی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، لوگوں نے (تعجب سے) کہا کہ سبحان اللہ! بیل بھی بات کرتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا تو اس پر ایمان ہے، اور ابوبکر وعمر کا بھی (کہ اللہ تعالیٰ جانوروں کو بھی بولنے کی قدرت دے سکتے ہیں) اور اس وقت حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما وہاں موجود نہ تھے (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ ہر جانور کو اسی مصرَف وضرورت میں استعمال کرنا چاہیے، جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا ہے۔

لہٰذا جو جانور کھیتی باڑی کرنے کے لئے پیدا کیا گیا، اس پر سواری کرنا یا بوجھ لادنا، یا سواری والے

جانور سے کوئی دوسرا کام لینا، جانور کے ساتھ ظلم ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

چنانچہ اسی وجہ سے گائے، بھینس پر سواری کرنا اور بکری پر وزن لادنا منع ہے، مگر آج کل اس اصول کی خلاف ورزی بھی عام ہے، جس کی مختلف شکلیں رائج ہیں، اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو اس چیز کا خوف واحساس ہی نہیں کہ ہم سے اس کے بارے میں بھی قیامت کے روز باز پرس ہوگی، اس لئے وہ جانور کو اپنی تحویل وملکیت میں ہونے سے اس میں ہر طرح کے تصرف اور اس کو ہر طرح سے استعمال کرنے کے بارے میں اپنے آپ کو خود مختار سمجھتے ہیں، اور کسی قاعدے وقانون کے پابند نظر نہیں آتے۔

جانور سے بدفعلی کی ممانعت اور اس کا وبال

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

مَلْعُوْنٌ مَنْ وَقَعَ عَلٰی بَهِيْمَةٍ، مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ بِعَمَلِ قَوْمِ لُوْطٍ " (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۸۷۵،وحدیث نمبر ۲۹۱۴)

ترجمہ: جس نے جانور کے ساتھ بدکاری کی، وہ ملعون ہے، اور جس نے قومِ لوط کا عمل کیا، وہ ملعون ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ وَقَعَ عَلٰی بَهِيْمَةٍ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ "ثَلَاثًا (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۹۱۳،و حدیث نمبر ۲۹۱۵)

ترجمہ: جس نے جانور کے ساتھ بدکاری کی، اس پر اللہ کی لعنت ہے، اور جس نے قومِ لوط کا عمل کیا، اس پر اللہ کی لعنت ہے، تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَّجَدْتُمُوْهُ وَقَعَ عَلٰی بَهِيْمَةٍ

فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْا الْبَهِيْمَةَ فَقِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا شَأْنُ الْبَهِيْمَةِ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا وَلٰكِنْ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهَ أَنْ يُّؤْكَلَ مِنْ لَحْمِهَا أَوْ يُنْتَفَعَ بِهَا وَقَدْ عُمِلَ بِهَا ذٰلِكَ الْعَمَلُ

(ترمذی، حدیث نمبر ۱۳۷۴، ابواب الحدود، بَاب مَا جَاءَ فِيمَنْ يَقَعُ عَلَى الْبَهِيمَةِ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو تم جانور کے ساتھ بدفعلی کرتے ہوئے پاؤ، تو اس کو قتل کردو، اور جانور کو بھی قتل کردو۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جانور کو کیوں قتل کیا جائے گا؟ تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کچھ نہیں سنا، لیکن میرا خیال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا گوشت کھانے یا اس سے کوئی فائدہ اٹھانے کو ناپسند فرمایا، جبکہ اس کے ساتھ یہ عمل کیا جاچکا ہو (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ بدکاری کے بعد اس جانور کا گوشت کھانے کو اور اس سے فائدہ اٹھانے کو حضور ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔

اور اس جانور کو قتل کرنے میں یہ حکمت بھی ہے کہ اگر وہ جانور موجود رہے گا، تو اس کے ساتھ بدفعلی کا چرچا ہوتا رہے گا۔

مگر یاد رہے کہ اس جانور کا گوشت حرام نہیں ہوتا، البتہ اس میں کراہتِ تنزیہی آجاتی ہے۔

اور بدکاری کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم تعزیر کے طور پر ہے۔

اگر قاضی وحاکم کسی مصلحت سے کوئی اور سزا دینا چاہے، تو وہ بھی جائز ہے۔ [1]

---

[1] قَالَ فِي اللُّمَعَاتِ :ذَهَبَ الْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعُ إِلَى أَنَّ مَنْ أَتَى بَهِيمَةً يُعَزَّرُ وَلَا يُقْتَلُ وَالْحَدِيثُ مَحْمُولٌ عَلَى الزَّجْرِ وَالتَّشْدِيدِ انْتَهَى............(ذٰلِكَ الْعَمَلُ) :أَيْ الْقَبِيحُ الشَّنِيعُ .وَالْجُمْلَةُ حَالِيَّةٌ .وَقَالَ السِّنْدِيُّ نَقْلًا عَنْ السُّيُوطِيِّ :قِيلَ حِكْمَةُ قَتْلِهَا خَوْفُ أَنْ تَأْتِيَ بِصُورَةٍ قَبِيحَةٍ يُشْبِهُ بَعْضُهَا الْآدَمِيَّ وَبَعْضُهَا الْبَهِيمَةَ .وَأَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ كَمَا حَكَاهُ الْخَطَّابِيُّ عَلَى عَدَمِ الْعَمَلِ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَلَا يُقْتَلُ الْبَهِيمَةُ وَمَنْ وَقَعَ عَلَيْهَا ، وَإِنَّمَا عَلَيْهِ التَّعْزِيرُ تَرْجِيحًا لِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ "مَنْ أَتَى بَهِيمَةً فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ "قَالَ التِّرْمِذِيُّ :هَذَا أَصَحُّ مِنْ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ انْتَهَى .(عون المعبود، كتاب الحدود، باب فيمن أتى بهيمة)

پس آج کل بعض شہوت پرست لوگ اپنی شہوت پوری کرنے کے لئے جانوروں سے جو بدفعلی کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں ملعون ہیں، اور حاکمِ وقت کے سامنے جرم ثابت ہونے پر اس کو حاکمِ وقت کا بطورِ سزا قتل کرنا یا کوئی اور مناسب سزا تجویز کرنا جائز ہے۔

مسئلہ:......اگر کسی کے مملوک جانور کے ساتھ بدفعلی کی گئی، تو اس جانور کو مالک کی رضامندی کے بغیر قتل کرنا جائز نہیں، یا تو بدفعلی کرنے والا مالک کو جانور کی قیمت ادا کرے، اور پھر جانور کو ذبح کیا جائے، اور اگر وہ حلال جانور ہے، تو ذبح کے بعد اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔

اور اگر جانور کا مالک قتل نہ کرے، بلکہ زندہ رکھ کر اس سے جائز فائدہ اٹھائے، مثلاً اس سے دودھ یا اون حاصل کرے، تو یہ بھی گناہ نہیں، اس کا دودھ و گوشت پاک اور حلال ہے، البتہ افضل حکم وہی ہے جو پہلے گزرا۔

اور ایک درمیانی صورت یہ بھی ہے کہ مالک اسے نہ قتل کرے اور نہ اپنے پاس (اس علاقے میں) رکھے، بلکہ دوسرے موضع میں بھیج دے یا فروخت کردے، تاکہ لوگوں کو اُسے دیکھ دیکھ کر اس واقعہ کی طرف بار بار ذہن نہ جائے، اور اس برائی کے چرچے نہ ہوں، نہ اس فعل کی شناعت دل و دماغ سے کم ہو۔ [1]

---

[1] قوله (وببهيمة) أى لا يحد بوطء بهيمة ؛ لأنه ليس فى معنى الزنا فى كونه جناية وفى وجود الداعى ؛ لأن الطبع السليم ينفر عنه ، والحامل عليه نهاية السفه أو فرط الشبق ولهذا لا يجب ستره إلا أنه يعزر لما بينا والذى يروى أنها تذبح البهيمة وتحرق فذلك لقطع التحدث به وليس بواجب قالوا :إن كانت الدابة مما لا يؤكل لحمها تذبح وتحرق لما ذكرنا ، وإن كانت مما تؤكل تذبح وتؤكل عند أبى حنيفة وقالا تحرق هذه أيضا هذا إن كانت البهيمة للفاعل ، فإن كانت لغيره ففى الخانية كان لصاحبها أن يدفعها إليه بالقيمة وفى التبيين يطالب صاحبها أن يدفعها إليه بالقيمة ثم تذبح هكذا ذكروا ولا يعرف ذلك إلا سماعا فيحمل عليه اهـ .والظاهر أنه لا يجبر على دفعها(البحر الرائق،كتاب الحدود، باب الوطء الذى يوجب الحد والذى لا يوجبه)

قال أبو حنيفة رحمه الله تعالى إن كانت البهيمة للواطء يقال له اذبحها واحرقها وإن لم تكن البهيمة للواطء كان لصاحبها أن يدفعها إلى الواطء بالقيمة ثم يذبحها الواطء ويحرق إن لم تكن مأكولة اللحم وإن كانت مأكولة اللحم تذبح ولا تحرق كذا فى فتاوى قاضى خان وفى الأجناس عن أصحابنا رحمهم الله تعالى تذبح وتحرق على وجه الاستحسان أما بهذا الفعل لا يحرم أكل الحيوان المأكول كذا فى خزانة الفتاوى (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية،الباب الحادى والعشرون)

جانور کے بچوں کو والدین سے جدا کرنے کی ممانعت

کیونکہ شریعت کی تعلیمات انتہائی رحم دلی پر مبنی ہیں، اس لئے احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کے بچوں کو اُن کے ماں باپ سے جدا کر کے ان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

چنانچہ حضرت عامر رام رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ قَدِ الْتَفَّ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَمَّا رَأَيْتُكَ أَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَمَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِيْهَا أَصْوَاتَ فِرَاخِ طَائِرٍ فَأَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِيْ كِسَائِيْ فَجَاءَتْ أُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلٰى رَأْسِيْ فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ مَعَهُنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِيْ فَهُنَّ أُوْلَاءِ مَعِيْ .قَالَ ضَعْهُنَّ عَنْكَ .فَوَضَعْتُهُنَّ وَأَبَتْ أُمُّهُنَّ إِلَّا لُزُوْمَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لِأَصْحَابِهِ أَتَعْجَبُوْنَ لِرُحْمِ أُمِّ الْأَفْرَاخِ فِرَاخَهَا .قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- .قَالَ فَوَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ أُمِّ الْأَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا اِرْجِعْ بِهِنَّ حَتّٰى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُنَّ وَأُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ .فَرَجَعَ بِهِنَّ (سنن أبی داود، حدیث نمبر ۳۰۹۱، کتاب الجنائز، باب الْأَمْرَاضِ الْمُكَفِّرَةِ لِلذُّنُوبِ، واللفظ لهٗ، معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۵۱۸۸)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، کہ ایک شخص آیا، جس نے چادر اوڑھ رکھی تھی، اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی، جس کو اس نے لپیٹ رکھا تھا، اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں نے جب آپ کو دیکھا تو میں آپ کی طرف آ گیا، میں درختوں کے ایک جھنڈ سے گزر رہا تھا، میں نے وہاں پرندے کے بچوں کی آواز سنی، تو میں نے ان بچوں کو پکڑ لیا، اور ان کو اپنی چادر میں رکھ لیا، پھر ان کی ماں آئی، اور میرے سر پر چکر کاٹنے لگی، میں نے اس کے سامنے ان بچوں کو کھول دیا، تو وہ ان بچوں پر گر

پڑی، تو میں نے ان سب کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا، اور وہ سب (ماں اور بچے) میرے پاس ہیں۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو رکھ دے، تو اس نے ان کو رکھ دیا، اور ان کی ماں نے بچوں کا ساتھ نہ چھوڑا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ان بچوں کی ماں کی محبت سے جو اس کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے، تعجب کرتے ہو، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، واقعی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحیم ہیں، جس قدر یہ بچوں کی ماں اپنے بچوں پر ہے۔

آپ ان کو لے کر لوٹ جاؤ، اور جہاں سے آپ نے ان کو پکڑا، ان کو وہیں رکھ آؤ، اور ان کی ماں ان کے ساتھ رہے۔ تو وہ شخص ان کو لے کر (رکھنے کے لئے) لوٹ گیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِيْ سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهٖ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرُشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَقَالَ مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا .وَرَأٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ مَنْ حَرَّقَ هٰذِهٖ. قُلْنَا نَحْنُ .قَالَ إِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يُّعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۲۶۷۷، کتاب الجهاد، باب فی کراهية حرق العدو بالنار)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ اپنی ضرورت کے لئے چلے گئے، تو ہم نے ایک سرخ چڑیا دیکھی، جس کے ساتھ دو بچے تھے، ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا، تو وہ لال چڑیا آئی، جو بچھی جاتی تھی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور فرمایا کہ اس چڑیا کو کس نے اپنے بچے کی طرف سے دکھ دیا ہے، اس کے بچے اسی کو واپس کردو۔

اور آپ ﷺ نے ایک چیونٹیوں کا بھٹ (گھر) دیکھا، جس کو ہم نے جلا دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے جلایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگ سے سزا دینا آگ کے رب کے سوا اور کسی کو جائز نہیں (ترجمہ ختم)

اور امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَمَرَرْنَا بِشَجَرَةٍ فِيْهَا فَرْخَا حُمَّرَةٍ فَأَخَذْنَاهُمَا قَالَ :فَجَاءَ تِ الْحُمَّرَةُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَصِيْحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى ا للّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِفَرْخَيْهَا ؟ "قَالَ :فَقُلْنَا :نَحْنُ .قَالَ " :فَرُدُّوْهُمَا " "(مستدرک حاکم، حديث نمبر ۷۴۰۷، وقال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "، وقال الذهبي في التلخيص:صحيح)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، اور ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے، جس میں ایک سرخ چڑیا کے دو بچے تھے، ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا، تو وہ لال چڑیا رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر چیخنے لگی، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس چڑیا کو اس کے بچوں کی طرف سے کس نے تکلیف پہنچائی ہے، تو ہم نے کہا کہ ہم نے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان بچوں کو وہیں واپس پہنچا دو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی جانور کے چھوٹے بچوں کو پکڑ کر والدین سے جدا کرنا اور ان کے والدین کو جدائی کا صدمہ و تکلیف پہنچانا جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

البتہ کسی معتبر ضرورت کی وجہ سے کسی جانور کے بچہ کو پکڑنا پڑے، تو بھی اس کی رعایت ضروری ہے، کہ وہ بہت چھوٹے بچے نہ ہوں کہ ان کے والدین کو جدائی سے غیر معمولی اذیت ہوتی ہو، بلکہ جب کچھ بڑے ہو جائیں اور والدین کو ان کی جدائی سے غیر معمولی کوفت نہ ہو۔

مذکورہ حکم میں طوطے کے بچے، کبوتر اور بلی کے بچے سب داخل ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

جانور کے انڈے کو والدین سے جدا کرنے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں اس طرح روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَدَخَلَ رَجُلٌ غِيْضَةً فَأَخْرَجَ مِنْهَا بَيْضَةَ حُمَّرَةٍ فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ تَرُفُّ عَلٰى رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ فَقَالَ : أَيُّكُمْ فَجَعَ هٰذِهٖ ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ :أَنَا أَخَذْتُ بَيْضَتَهَا فَقَالَ : رُدَّهُ رُدَّهُ رَحْمَةً لَّهَا (مسند الطيالسى حديث نمبر ۳۳۰ ، واللفظ لهٔ، الادب المفرد للبخارى، حديث نمبر ۳۹۴، مسند احمد حديث نمبر ۳۸۳۵، مسند البزار حديث نمبر ۲۰۱۰ ،دلائل النبوة لابى نعيم اصبهانى حديث نمبر ۵۲۳)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ایک شخص جھاڑی میں داخل ہوا، اور اس میں سے ایک لال چڑیا کا انڈہ نکال لیا، تو وہ لال چڑیا رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام کے سر پر پھڑپھڑانے لگی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے اس چڑیا کو کس نے تکلیف پہنچائی، لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اس کے انڈوں کو لے لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس چڑیا کی حالت پر رحم کھاؤ، اور اس انڈے کو لوٹا دو، اس انڈے کو لوٹا دو (ترجمہ ختم)

عام طور پر جانور انڈہ دینے کے بعد اپنے انڈہ سے اسی طرح کی محبت اور ہمدردی رکھتے ہیں، جس طرح اپنے بچوں سے رکھتے ہیں، اور بچہ نکلنے تک انڈے کو ہمہ وقت سینتے رہتے ہیں۔

ایسی حالت میں اگر ان سے انڈے کو جدا کر دیا جائے، تو وہ سخت تکلیف محسوس کرتے ہیں، اس لئے حضور ﷺ نے چڑیا کے انڈے کو اس کی جگہ واپس لوٹانے کا حکم فرمایا۔

یہ حکم عام جانوروں کے انڈوں سے متعلق ہے، اور جو جانور موذی ہوں، جیسے سانپ ان کے انڈوں کو تلف کر دینا جائز ہے، جس طریقے سے ان موذی زندہ جانوروں کو مار دینا جائز ہے۔

اور مرغی وبطخ وغیرہ کے انڈے کو اٹھانے کی ممانعت نہیں، کیونکہ مرغی اور بطخ وغیرہ کے انڈے عام طور پر استعمال کئے جاتے ہیں، اور مرغی خود بھی انڈہ دینے کے بعد اپنے مالک کو مخصوص آواز کے ساتھ انڈہ دے کر متوجہ کر دیتی ہے، اور انڈے کو اپنے پاس باقی رکھنے کی طلب محسوس نہیں کرتی۔

پرندوں اور جانوروں کو اپنی جگہ سے بھگانے کی ممانعت

حضرت اِمِ کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ أَقِرُّوا الطَّیْرَ عَلٰی مَکِنَاتِهَا (ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۸۳۷، کتاب الضحایا، باب فی العقیقة، واللفظ لهٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۱۳۹)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ پرندے کو اپنے گھونسلوں (آشیانوں) میں ٹھہرا رہنے دو (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ پرندوں کو اپنے رہنے کی جگہ سے نہ ہٹاؤ، اور وہ جس جگہ رہ رہے ہوں، اور بیٹھے ہوں، ان کو وہاں سے نہ بھگاؤ، خواہ بلاوجہ یا کسی بدفالی اور شگون کی وجہ سے۔

کیونکہ بدفالی اور بدشگونی تو ویسے ہی اسلام میں جائز نہیں، اور جانوروں کو ان کے گھروں اور ٹھکانوں سے ہٹانے اور ان کی راحت وآرام میں خلل ڈالنے میں ان کو تکلیف دینا بھی پایا جاتا ہے، اس لئے یہ فعل منع ہے۔ [1]

مسئلہ:...... جس طرح پرندوں کو ان کی جگہ (گھونسلے اور گھر، یا آرام کرنے والی جگہ) سے بلاضرورت بھگانا منع ہے، اسی طرح دوسرے غیر مُضِر جانوروں کو بھی ان کے ٹھکانوں سے بھگانا منع

[1] (أقروا الطير على مكناتها) بفتح الميم وكسر الكاف وشد النون أو تخفف جمع مكنة :أي أقروها في أوكارها فلا تنفروها عن بيضها ولا تزعجوها عنه ولا تتعرضوا لها ، فالمراد :أماكنها ، من قولهم :الناس على مكناتهم أي منازلهم ومقاماتهم ، أو جمع مكنة بضم الميم والكاف بمعنى التمكن :أي أقروها على كل مكنة ترونها عليها ودعوا التطير بها ، كان أحدهم إذا سافر نفر طيرا ، فإن طار يمينا تفاء ل وإن طار شمالا تشاء م ورجع (د) في العقيقة (ك) في الذبائح من حديث سباع بن ثابت (عن أم كرز) بضم فسكون الكعبية الخزاعية المكية الصحابية ، قال الحاكم صحيح وأقره الذهبي في التلخيص لكنه في الميزان قال سباع لا يكاد يعرف وأورد له هذا الخبر .(فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۱۳۵۰)

ہے، کیونکہ اس سے ان کو بے گھر کرنا اور ان کی راحت وآرام میں خلل ڈالنا لازم آتا ہے۔

مسئلہ:......بعض لوگ الو یا کسی دوسرے پرندے کے کسی جگہ بیٹھنے سے اس جگہ نحوست آجانے یا اس جگہ کے ویران ہوجانے کا شگون لیتے ہیں، اور اس وجہ سے جانور کو وہاں سے بھگاتے ہیں، یہ طرزِ عمل اسلام کی رُو سے غلط ہے۔

مسئلہ:...... اگر پرندے وغیرہ کسی ایسی جگہ بیٹھتے یا رہتے ہوں، کہ ان کی وجہ سے واقعی درجہ میں تکلیف ہوتی ہے، مثلاً وہاں غلاظت وگندگی ہوتی ہے، یا کھانے پینے کی چیزوں میں اجابت کردیتے ہیں، جیسا کہ بعض مساجد یا گھروں میں بعض پرندے گھونسلے بنالیتے ہیں، اور وہاں بیٹ وغیرہ کرتے ہیں، یا کسی جگہ بلی کے آنے سے مرغیوں یا دوسرے جانوروں کی جان کو خطرہ ہے، یا مثلاً کوئی کتا گھر میں آجاتا ہے، تو ایسی صورت میں ان کو وہاں سے ہٹادینا جائز ہے، مگر اس وقت بھی ان کو غیر ضروری ایذاء وتکلیف پہنچانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اور اگر ان کے بچے، انڈے وغیرہ بھی ہوں، تو ان کو کسی قریبی مناسب جگہ اس طرح تبدیل کردینا چاہئے، جس سے والدین کو ان سے جدائیگی کا صدمہ وتکلیف نہ ہو۔

غرضیکہ اپنی طرف سے بے جا تکلیف نہ پہنچانے کا پورا اہتمام ضروری ہے۔

پرندوں کو پالنے اور پنجرے میں رکھنے کا حکم

جس جانور سے کوئی ضرورت وابستہ نہ ہو، اس کو قید کرنا اچھی بات نہیں، البتہ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے پالے (جیسے دودھ یا اون حاصل کرنے کے لئے یا سواری کرنے کے لئے، یا ذبح وقربانی کرنے کے لئے یا مثلاً نسل بڑھانے کے لئے یا مثلاً مرغی سے انڈہ حاصل کرنے کے لئے) تو جانور کے حقوق کی پوری رعایت ضروری ہے، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

اور اگر پرندے کو دل بہلانے اور اس کی آواز سننے کے لئے پالے، اور اس کے حقوق (کھانے پینے، گرمی سردی اور راحت وآرام) کا پورا خیال رکھے، اور کسی گناہ کا ارتکاب بھی نہ کرے، مثلاً اس میں منہمک ہوکر اللہ تعالیٰ کے استحضار اور شرعی احکام سے غافل نہ ہو، اور جوا وغیرہ نہ کھیلے (جیسا

کہ آگے ''کبوتر بازی کرنے'' کے ذیل میں آتا ہے) تو اس کی اجازت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِأَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ (بخاری حدیث نمبر ۶۱۲۹، کتاب الادب، باب الانبساط إلى الناس، واللفظ لهٗ، ابن ماجة، حديث نمبر ۳۷۲۰ كتاب الادب، باب المزاح)

ترجمہ: نبی ﷺ ہمارے ساتھ مل جل کر رہتے تھے، یہاں تک کہ میرے ایک چھوٹے بھائی کو کہتے تھے کہ اے ابوعمیر، نغیر (یعنی چڑیا) کا کیا ہوا (ترجمہ ختم)

اور مسند احمد کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَيْنَا، وَكَانَ لِيْ أَخٌ صَغِيْرٌ، وَكَانَ لَهٗ نُغَرٌ يَلْعَبُ بِهٖ، فَمَاتَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَآهُ حَزِيْنًا، فَقَالَ "مَا شَأْنُ أَبِيْ عُمَيْرٍ حَزِيْنًا ؟ "، فَقَالُوْا :مَاتَ نُغَرُهٗ الَّذِيْ كَانَ يَلْعَبُ بِهٖ يَا رَسُوْلَ اللهِ، فَقَالَ "يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ ؟ أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ ؟ " (مسند احمد، حديث نمبر ۱۴۰۷۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے تھے، اور میرا ایک چھوٹا بھائی تھا، اور اس کے پاس ایک نغیر (مخصوص چڑیا) تھی، جس سے وہ کھیلتا تھا، ایک دن وہ نغیر (چڑیا) مرگئی، پس نبی ﷺ ایک دن تشریف لائے، تو میرے اس چھوٹے بھائی کو غمگین دیکھ کر فرمایا ابوعمیر غمگین کیوں ہے؟ تو گھر والوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اس کی وہ نغیر (چڑیا) مرگئی، جس سے یہ کھیلا کرتا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوعمیر نغیر (چڑیا) کا کیا ہوا، اے ابوعمیر نغیر (چڑیا) کا کیا ہوا (ترجمہ ختم)

اس چڑیا سے کھیلنے کا مطلب جانور کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا، بلکہ اس سے بچے کا لطف اندوز ہونا اور دل بہلانا تھا۔

نغیر چڑیا کی طرح کا ایک پرندہ ہے، بعض حضرات نے فرمایا کہ اس پرندہ کی چونچ سرخ ہوتی ہے،

جبکہ بعض نے اس کے سر کو سرخ بتلایا ہے، اور بعض حضرات نے اس کو بلبل قرار دیا ہے۔

بہرحال نغیر چڑیا کی طرح کے ایک پرندہ کا نام ہے۔ [1]

اس حدیث کے ضمن میں بہت سے اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ اس حدیث سے پرندے کو پنجرے میں رکھنے یا اس کے پر قینچ کرکے (تاکہ وہ اڑ نہ سکے) رکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیونکہ ان دونوں میں سے کسی ایک طریقہ کو اختیار کئے بغیر اس نغیر چڑیا کو اڑنے سے بچا کر رکھنا ممکن نہ تھا۔

اور جب حضور ﷺ نے اس کو اس طرح رکھنے سے منع نہیں فرمایا، تو اس سے پرندہ کو پنجرے میں اور پر قینچ کرکے رکھنے کا جائز ہونا ثابت ہوا۔

اور ان حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ پرندے کو پنجرے میں بند رکھنا یا اس کے پر قینچ کرکے رکھنا ایسا ہی

---

[1] ما فَعَل النُّغَيْر ؟ هو تصغير النُّغَر وهو طائر يُشْبِه العُصْفور أحمر المِنْقار ويُجمع على نِغْرَان (النهاية فى غريب الاثر، باب النون مع الغين)

النُّغَرَة بوزن الهُمَزة واحِدَةُ النُّغَر وهى طَيْر كالعَصَافِير حُمْر المنَاقِير وبِتَصْغِيره جاء الحديثُ (يا أَبَا عُمَير ما فَعَلَ النُّغَيْرُ (مختار الصحاح ماده ن غ ر)

يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ) يُرْوَى أَنَّهُ كَانَ يُمَازِحُهُ بِهَذَا وَذَلِكَ أَنَّهُ رَآهُ يَوْمًا حَزِينًا فَقَالَ مَا لَهُ فَقِيلَ مَاتَ نُغَيْرُهُ وَهُوَ تَصْغِير نُغَرٍ وَهُوَ فَرْخُ الْعُصْفُورِ وَقِيلَ طَائِرٌ شَبَهُ الْعُصْفُور وَجَمْعُهُ نِغْرَان كَصُرَدٍ وَصِرْدَانٍ (المغرب ، باب العين مع الميم)

قال الأَزهرى النُّغَر طائر يُشبه العُصْفُورَ وتصغيره نُغَيْرٌ ويجمع نِغْراناً مثل صُرَدٍ وصِرْدانٍ شمر النُّغَرُ فرخ العصفور وقيل هو من صغار العصافير تراه أَبداً صغيراً ضاوِيّاً (لسان العرب، مادة نغر)

ما صنع النغير بضم ففتح تصغير نفر بضم النون وفتح الغين المعجمة طائر يشبه العصفور أحمر المنقار وقيل هو العصفور وقيل هو الصعو صغير المنقار أحمر الرأس وقيل أهل المدينة يسمونه البلبل (مرقاة، كتاب الآداب، باب المزاح)

قوله :(النغير) ترجمته :لال(فيض البارى شرح البخارى، باب الانبساط إلى الناس)

قوله نغر يعنى النغير مصغر نغر بضم النون وفتح الغين المعجمة وهو طير صغير كالعصافير حمر المناقير(عمدة القارى، كتاب البر و الصلة باب الوصاء ة بالجار ،باب الكنية للصبى وقبل أن يولد للرجل)

قال عياض النغير طائر معروف يشبه العصفور وقيل هى فراخ العصافير وقيل هى نوع من الحمر بضم المهملة وتشديد الميم ثم راء قال والراجح أن النغير طائر أحمر المنقار قلت هذا الذى جزم به الجوهرى وقال صاحب العين والمحكم الصعو صغير المنقار أحمر الرأس (فتح البارى لابنِ حجر، كتاب البر والصلة باب الوصاء ة بالجار، باب الكنية للصبى وقبل أن يولد للرجل)

ہے، جیسا کہ چوپائے اور مویشی کو کھونٹے وغیرہ سے باندھ کر رکھنا۔

لہٰذا پرندے کے پر قینچ کر کے یا پنجرے میں بند کر کے رکھنے کو جائز قرار دینا، ایسا ہی ہوا جس طرح سے کہ مویشی (بکری، بھینس وغیرہ) کو باندھ کر رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کے دوسرے تمام حقوق پورے کئے جائیں۔ [1]

---

[1] وفيه جواز تكنية من لم يولد له وجواز لعب الصغير بالطير وجواز ترك الأبوين ولدهما الصغير يلعب بما أبيح اللعب به وجواز إنفاق المال فيما يتلهى به الصغير من المباحات وجواز إمساك الطير فى القفص ونحوه وقص جناح الطير إذ لا يخلو حال طير أبى عمير من واحد منهما وأيهما كان الواقع التحق به الآخر فى الحكم (فتح البارى لابن حجر، كتاب البر والصلة باب الوصاء ة بالجار، باب الكنية للصبى وقبل أن يولد للرجل)

وفى قوله :مات نغيره الذى كان يلعب به ، تركه النكير بعد ما سمع ذلک ﷺ دليل على الرخصة فى اللعب للصبيان ، وفيه دليل على الرخصة للوالدين فى تخلية الصبى وما يروم من اللعب إذا لم يكن من دواعى الفجور ، وقد كان بعض الصالحين يكره لوالديه أن يخلياه ، وفيه دليل على أن إنفاق المال فى ملاعب الصبيان ليس من أكل المال بالباطل إذا لم يكن من الملاهى المنهية ، وفيه دليل على إمساک الطير فى القفص ، وقص جناح الطير ؛ لمنعه من الطيران وذلک أنه لا يخلو من أن يكون النغيرة التى كان يلعب بها فى قفص أو نحوه من شد رجل أو غيره ، أو أن تكون مقصوصة الجناح ، فأيهما كان المنصوص فالباقى قياس عليه ؛ لأنه فى معناه (فوائد حديث ابى عمير لابن القاص ،تحت حديث رقم ۵، ج ا ص ۲)

وسئل القفال عن حبس الطيور فى أقفاص لسماع أصواتها وغير ذلک فأجاب بالجواز إذا تعهدها مالكها بما تحتاج إليه لانها كالبهيمة تربط اه مغنى وكذا فى الروض مع شرحه إلا قوله وسئل القفال الخ(حواشى الشروانى ج۹ص۲۱۰)

أقول :إن صنع الزينة واستعمالها والاتجار فيها لا بأس به فى حد ذاته ، ومن الزينة بعض الطيور والأسماک ، فيجوز اقتناؤها وبيعها ما دام ذلک فى حدود الشرع وبشروط ، ومن هذه الشروط :

- 1ألا يقصد بها التفاخر والخيلاء ، كما هو دأب المترفين ، والأعمال بالنيات .
- 2ألا يلهى التمتع بها أو الانشغال برعايتها واستثمارها عن واجب من الواجبات .
- 3ألا يهمل فى رعايتها بالتقصير فى تغذيتها مثلا ، فالحديث معروف فى تعذيب الله للمرأة التى حبست القطة دون أن تطعمها أو تسقيها .هذا ، وقد ورد فى الصحيحين عن أنس رضى الله عنه قال :كان رسول الله ﷺ أحسن الناس خُلُقًا ، وكان لى أخ لأمى فطيم يقال له عمير ، فكان رسول الله ﷺ إذا جاء نا قال:يا أبا عمير ما فعل النُّغَير؟

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی پرندوں کے پنجرے میں رکھنے کے جائز ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے کہ:

كَانَ اِبْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُوْنَ الطَّيْرَ فِي الْأَقْفَاصِ (الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۳۹۵، باب الطیر فی القفص)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ (یعنی حدودِ حرم) میں اور نبی ﷺ کے

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وعمير تصغير عمر أو عمرو .والفطيم بمعنى المفطوم ، والنغير تصغير نُغَر وهو طير كالعصافير حمر المناقير ، وأهل المدينة يسمونه البلبل .

قال الدميرى فى كتابه "حياة الحيوان الكبرى : "فى الحديث دليل على جواز لعب الصغير بالطير الصغير .وقال العلامة أبو العباس القرطبى :لكن الذى أجازه العلماء هو أن يمسک له وأن يلهو بحبسه ، وأما تعذيبه والعبث به فلا يجوز ، لأن النبى ﷺ نهى عن تعذيب الحيوان إلا لمأكله .

وقال غيره :معنى قوله .يلعب به ، يتلهى بحبسه وإمساكه ، وفيه دليل على جواز حبس الطير فى القفص والتلهى به لهذا الغرض وغيره .ومنع ابن عقيل الحنبلى من ذلک ، وجعله سفها وتعذيبا ، لقول أبى الدرداء رضى الله عنه :تجء العصافير -يوم القيامة تتعلق بالعبد الذىَ كان يحبسها فى القفص عن طلب أرزاقها وتقول :يا رب هذا عذبنى فى الدنيا .

والجواب أن هذا فيمن منعها المأكول والمشروب ، وقد سئل القفال عن ذلک فقال - :إذا كفاها المؤونة جاز ، بل فى الحديث دليل على جواز قنصها -صيدها -للعب الصبيان بها ، وكان بعض الصحابة يكره ذلک ، ورأيت لأبى العباس أحمد بن القاص مصنفا حسنا على هذا ويؤخذ مما ذكره الدميرى أن حبس الطيور للزينة وغيرها جائز ما دام يكفيها مؤونتها ، وما دام لا يعذبها ، ومن كره ذلک من بعض العلماء محله عند التقصير والإيذاء ، و الكراهة على كل حال لا تعنى الحرمة ، فالحرام معصية يعاقب عليها ، والمكروه ليس معصية ولا يعاقب عليه .

وحكم الطير يسرى على الأسماک المتخذة للزينة فى أحواض ضيقة ليست فى سعة الأنهار ، والبحار ، وكذلک على الحيوانات فى الحدائق المعدة لها ، وقد حبست فى أقفاص أو أبنية ليست فى سعة الصحراء والغابات التى كانت تعيش فيها من قبل(فتاوىٰ الازهر،حبس الطيور والأسماک للزينة)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پرندے کو پنجروں میں رکھتے تھے (ترجمہ ختم)

حرم کی حدود اور احرام کی حالت میں جانوروں اور پرندوں کی رعایت کے احکام زیادہ سخت ہیں، مثلاً حرم کی حدود اور احرام کی حالت کے علاوہ خشکی کے جانوروں کا شکار جائز ہے، مگر حرم کی حدود اور احرام کی حالت میں خشکی کے جانوروں کا شکار جائز نہیں، اور پرندے خشکی کے جانوروں میں داخل ہیں، اور ان کو حرم اور احرام کی حالت میں شکار کرنا منع ہے۔ [1]

اور جب حرم کی حدود میں بھی پرندوں کو پنجروں میں رکھنے کا ثبوت مل گیا، تو اس سے حرم کے علاوہ دیگر مقامات پر پرندوں کو پنجروں میں رکھنے کا جواز بدرجۂ اولیٰ ثابت ہوا۔

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ہشام سے اس طرح روایت کیا ہے:

كَانَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَعْنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ تِسْعَ سِنِيْنَ وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يَقْدَمُوْنَ فَيَرَوْنَهَا فِي الْأَقْفَاصِ الْقُبَارٰى وَالْيَعَاقِيْبَ (السنن الكبرىٰ للبيهقي، حديث نمبر ١٠٢٨٨، كتاب الحج، باب الحلال يصيد صيدا في الحل ثم يدخل به الحرم، معرفة السنن والآثار للبيهقي، السنن الصغرىٰ للبيهقي)

ترجمہ: امیر المومنین یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں نو سال قیام پذیر

---

[1] قال الله تعالىٰ:

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا (سورة المائدة آيت ٩٦)

لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ (سورة المائدة آيت ٩٥)

(ولا يقتل صيد البر ، ولا يشير إليه ، ولا يدل عليه)لقوله تعالى :(لا تقتلوا الصيد وأنتم حرم) (المائدة 95 :) ولقوله تعالى :(وحرم عليكم صيد البر ما دمتم حرما) (المائدة 96 :) ولما روى أن أبا قتادة صاد حمار وحش وهو حلال وأصحابه محرمون ، فسألوا رسول الله (ﷺ) عن أكله فقال ' :هل أشرتم ، هل دللتم '؟قالوا :لا ، قال ' :إذا فكلوا . 'ولأن الإشارة والدلالة في معنى القتل لما فيه من إزالة الأمن عن الصيد فيتناوله النص كالردء والمعين في قتل بني آدم .قال : ولا القمل لأنه إزالةالشعث (الاختيار، كتاب الحج)

أنه لا يحل قتل صيد الحرم للمحرم والحلال جميعا (بدائع الصنائع ،كتاب الحج، فصل محظورات الحرام)

تھے، اور رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام مکہ میں تشریف لاتے تھے، اور وہ مکہ میں پنجروں کے اندر چنڈول (چڑیا سے بڑے، لمبی چونچ اور سر پر تاج والے خوش آواز پرندے) اور چکور (کبوتر کی طرح سرخ چونچ والے خوبصورت پرندے) دیکھتے تھے (ترجمہ ختم)

اوراخبارِ مکہ للفاکہی میں ان الفاظ میں روایت ہے:

هٰذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِمَكَّةَ يَرَى الْقُمَارِىَ وَالدُّبَّاسِىُّ فِى الْأَقْفَاصِ يَعْنِى اِبْنَ الزُّبَيْرِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (اخبارِ مكة للفاكهى، حديث نمبر ۲۱۷۴)

ترجمہ: یہ امیرالمومنین یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ میں قمری (یعنی فاختہ کی طرح کے گردن میں جھالے اور سریلی آواز والے) پرندے اور خوبصورت جنگلی کبوتروں کو پنجروں میں دیکھتے تھے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ امیرالمؤمنین کا اس سے منع نہ کرنا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔

اور تاریخِ دمشق میں یہ الفاظ ہیں:

وَكَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِمَكَّةَ تِسْعَ حِجَجٍ يَعْنِى أَنَّ الزُّبَيْرَ يَرَاهَا فِى الْأَقْفَاصِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُوْنَ بِهَا الْقُمَارِىَ وَالْيَعَاقِيْبَ لَا يَنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ (تاريخِ دمشق ج۴۰،ص ۴۰۴، باب ذكر من اسمه عطاء)

ترجمہ: اور امیرالمؤمنین یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں نوسال حج کے دوران پنجروں میں پرندوں کو دیکھا ہے (اور منع نہیں کیا) اور رسول اللہ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ساتھ (پنجروں میں) قمری (یعنی فاختہ کی طرح کے گردن میں جھالے اور سریلی آواز والے) اور چکور (یعنی کبوتر کی طرح سرخ چونچ والے خوبصورت پرندے) لاتے تھے، اوراس سے منع نہیں فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

بہرحال صحابۂ کرام کے دور میں پرندوں کا حرم کی حدود تک میں پنجروں میں رکھنا اوراحرام وغیر

احرام کی حالت میں حرم کی حدود میں پرندوں کو پنجروں میں لے کر داخل ہونا، اور اس پر انکار نہ ہونا، اس بات کی دلیل ہے، کہ پرندے کو پنجرے میں رکھنا جائز ہے۔ [1]

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر پرندوں کا گوشت کھانے کے لئے پنجروں میں نہ رکھا جائے، بلکہ خوبصورت اور سُریلی آواز والے پرندوں کو دل خوش کرنے کے لئے پنجروں میں رکھا جائے، تو یہ بھی جائز ہے۔

کیونکہ صحابۂ کرام کا خوبصورت اور عمدہ ھیئت وصورت اور آواز والے پرندوں کا پنجروں میں رکھنا، اسی غرض سے تھا، کما ہوظاہر۔ [2]

اور بعض اہلِ علم حضرات نے یہ فرمایا کہ پرندوں کو گھر میں اس طرح پالنا تو جائز ہے کہ ان کو پنجرے

---

[1] (قوله وبذلک جرت العادة الفاشية) من لدن الصحابة إلى الآن ، وهم والتابعون ومن بعدهم يحرمون وفي بيوتهم حمام في أبراج وعندهم دواجن والطيور لا يطلقونها (فتح القدير، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل صيد البر محرم على المحرم)

[2] اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی حِل سے شکار و پرندے کو لے کر حرم میں داخل ہو تو اس شکار و پرندے کو چھوڑنا واجب ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ اس صورت میں ہے جبکہ ہاتھ میں پکڑا ہوا ہو، اور پنجرے میں لے کر داخل ہونے والے پر اس کا چھوڑنا واجب نہیں، یہی صحیح ہے۔

(لا) يجب (إن كان) الصيد (في بيته) لجريان العادة الفاشية بذلک ، وهي من إحدى الحجج (أو قفصه) ولو القفص في يده بدليل أخذ المحدث المصحف بغلافه .(درمختار، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج)

فشمل ما إذا كان القفص في يده ؛ لأنه في القفص لا في يده بدليل جواز أخذ المصحف بغلافه للمحدث ، وقيل يلزمه إرساله على وجه لا يضيع بأن يرسله في بيت أو يودعه عند إنسان بناء على كونه في يده بدليل أنه يصير غاصبا له بغصب القفص (البحرالرائق، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج)

(قوله :وقيل يلزمه إرساله إلخ) أشار إلى ضعفه قال في النهر ، وعبارة فخر الإسلام تؤذن بترجيح الأول حيث قال :ويستوي إن كان القفص في يده أو في رحله ، وقال بعض مشايخنا :إن في يده يلزمه إرساله .ا هـ .(منحة الخالق على هامش البحرالرائق ، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج)

ومن دخل الحرم بصيد أرسله أراد به ما إذا دخل به وهو ممسک له بيده الجارحة ؛ لأنه سيصرح بأنه إذا أحرم وفي بيته أو قفصه صيد لا يرسله فكذلک إذا دخل الحرم ومعه صيد في قفصه لا في يده لا يرسله ؛ لأنه لا فرق(دررالحكام شرح غرر الاحكام ، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج)

میں بند نہ رکھا جائے، جیسا کہ کبوتر کہ وہ گھر سے مانوس ہوجاتے ہیں، اس لئے ان کو پنجرے میں بند رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

لہٰذا کبوتر وغیرہ اگر اس طریقہ سے پالے جائیں، کہ ان کو ہمہ وقت پنجرے اور ڈربے میں بند کر کے نہ رکھا جائے، تو جائز ہے، بشرطیکہ ان کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے، اور ان کو پالنے کے نتیجے میں کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

لیکن ایسے پرندوں کو جو مانوس نہیں ہوتے، اور ان کو پنجرے میں ہی بند رکھا جاتا ہے، یہ جائز نہیں، خواہ ان کے دیگر حقوق کا لحاظ کیوں نہ کیا جائے، کیونکہ پنجرے میں قید کرنے سے ان کو تکلیف وتعذیب ہوتی ہے۔ [۱]

مگر دلائل کی رُو سے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی ضرورت ومصلحت (مثلاً وحشت دور کرنے، اور

---

[۱] (قوله وأما للاستئناس فمباح) قال في المجتبى رامزا :لا بأس بحبس الطيور والدجاج في بيته ، ولكن يعلفها وهو خير من إرسالها في السكك اهـ وفي القنية رامزا :حبس بلبلا في القفص وعلفها لا يجوز اهـ .أقول :لكن في فتاوى العلامة قارء الهداية :سئل هل يجوز حبس الطيور المفردة وهل يجوز عتقها ، وهل في ذلك ثواب، وهل يجوز قتل الوطاويط لتلويثها حصر المسجد بخرئها الفاحش ؟ فأجاب :يجوز حبسها للاستئناس بها ، وأما إعتاقها فليس فيه ثواب ، وقتل المؤذي منها ومن الدواب جائز اهـ .قلت :ولعل الكراهة في الحبس في القفص ، لأنه سجن وتعذيب دون غيره كما يؤخذ من مجموع ما ذكرنا وبه يحصل التوفيق فتأمل .(ردالمحتار، كتاب الحظر والاباحة)

حبس فی القفص کے جواز کی حجت تو پہلے ذکر کی جاچکی، اس لئے حبس فی القفص کو کراہت کی دلیل بنانے سے تو اتفاق مشکل ہے البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ حبس فی القفص میں کراہت اس صورت میں ہے، جبکہ اس کے حقوق میں کوتاہی کی جائے، یا ایسے طریقہ پر محبوس کیا جائے، جس سے وہ واقعتاً تعذیب میں مبتلا ہو۔

رہا نفسِ حبس فی القفص تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بہیمہ کا ربط۔ کمامر۔

البتہ حبس فی القفص میں پرندے کی آزادی میں خلل ضرور ہے، مگر وہ قابلِ تحمل ہے، جیسا کہ بہیمہ کے ربط میں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ بہیمہ کا ربط تو ضرورت پر مبنی ہے، اور پرندے کا حبس ضرورت پر مبنی نہیں، تو اس کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے، کہ دونوں کی ضرورتوں میں تفاوت ضرور ہوسکتا ہے، لیکن جب خیر القرون سے خوبصورت اور سریلی آواز کے پرندوں کا حبس ثابت ہوگیا، تو یہ بھی ایک درجہ کی ضرورت ہوگئی، خواہ وہ مصلحت ومنفعت کے درجے میں ہو، یعنی وحشت کو دور کرنا، اور تفریح کا سامان کرنا۔

اور بعض دفع بلی، کتے وغیرہ درندے سے ان کی حفاظت کے لئے بھی پنجرے میں رکھا جاتا ہے، جو ایک درجہ میں ضرورت بھی ہے۔

پرندے اور اس کی حرکات وآواز سے لطف اندوز ہونے) کے لئے پرندے کو پنجرے میں رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ فخر وتفاخر پیشِ نظر نہ ہو، اور کسی جوے وغیرہ میں بھی اس کو استعمال نہ کیا جائے، اور اس پرندے کے تمام حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے، اور اس کی راحت وآرام کا ہر طرح خیال رکھا جائے، جس میں یہ بھی داخل ہے کہ پرندے کے اعتبار سے پنجرہ اتنا کشادہ ہو کہ اس میں اسے تعذیب وتکلیف نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور اس موقع پر یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ پرندے اپنے دکھ درد اور تکلیف وضرورت کا انسان کے سامنے پوری طرح اظہار نہیں کر سکتے، اس لئے خود سے ان کے حقوق اور راحت کا پورا پورا اہتمام ضروری ہے۔

جس میں یہ بھی داخل ہے کہ پرندے کے مزاج کے مطابق اس کی بود وباش اور خوراک وآسائش کا لحاظ کیا جائے، اور پرندہ کی شان کے مطابق اس کی مرغوب غذا کے کھانے پینے کا بھی اہتمام کیا جائے، مثلاً جو پرندے پھل رغبت سے کھاتے ہیں، ان کے لئے حسبِ حیثیت پھل مہیا کئے جائیں، اور جو پرندے دانہ تنکا یا گھاس پھوس رغبت سے کھاتے ہیں، ان کے لئے اس کا انتظام کیا جائے۔ وغیرہ غیرہ۔

مسئلہ:......جن پرندوں کو شرعی حدود میں رہ کر پالنا جائز ہے، ان کو پالنے کے لئے فروخت کرنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ:......تفریحِ طبع کے طور پر آج کل مختلف الوان وانواع کی خوبصورت مچھلیوں کو مخصوص ڈبے میں پانی بھر کر گھروں میں رکھا جاتا ہے، شرعی اعتبار سے ان کو تفریحِ طبع کے طور پر رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ فخر وتفاخر پیشِ نظر نہ ہو، اور مچھلیوں کی خوراک وآسائش کا لحاظ رکھا جائے۔

کبوتر بازی کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً

(ابو داؤد، حدیث نمبر ۴۹۴۲، کتاب الادب، باب فی اللعب بالحمام) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، جو کبوتر کے پیچھے دوڑ رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو شیطان کے پیچھے دوڑ رہا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى رَجُلًا وَرَاءَ حَمَامَةٍ فَقَالَ شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً (ابنِ ماجة، حديث نمبر ۳۷۵۶، كتاب الادب، باب اللعب بالحمام)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتر کے پیچھے (دوڑتے ہوئے) دیکھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو شیطان کے پیچھے دوڑ رہا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامًا فَقَالَ شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانًا (ابنِ ماجة، حديث نمبر ۳۷۵۷، كتاب الادب، باب اللعب بالحمام)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، جو کبوتر کے پیچھے دوڑ رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو شیطان کے پیچھے دوڑ رہا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ إِلٰى إِنْسَانٍ يَتْبَعُ طَائِرًا فَقَالَ شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانًا (ابنِ ماجة، حديث نمبر ۳۷۵۴، كتاب الادب، باب اللعب بالحمام)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ایک انسان کو دیکھا، جو پرندے کے پیچھے دوڑ رہا تھا، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے جو شیطان کے پیچھے دوڑ رہا ہے (ترجمہ ختم)

ان متعدد صحابۂ کرام کی نقل کردہ احادیث سے معلوم ہوکہ کبوتر بازی شریعت کی نظر میں اتنا ناپسندیدہ عمل ہے کہ ایسا کرنے والے اور کبوتر دونوں کو شیطان قرار دیا گیا ہے۔

---

[1] ورواه مسند احمد، حديث نمبر ۸۵۴۳، ابنِ ماجة، حديث نمبر ۳۷۵۵، كتاب الادب، باب اللعب بالحمام، شعب الايمان حديث نمبر ۲۱۱۳)

اگرچہ اس میں جانور کا کوئی قصور نہیں، لیکن کیونکہ اس کے ذریعہ سے شیطان اللہ تعالیٰ سے غافل اور کئی گناہوں میں مبتلا کرتا ہے، اس لئے اس کو شیطان قرار دیا گیا ہے۔

مسئلہ:...... کبوتر بازی میں کئی گناہ جمع ہیں، ایک تو یہ کہ اس میں مبتلا ہو کر انسان اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق سے غافل ہو جاتا ہے، اور ہر وقت کبوتروں کے دھندے اور مشغلے میں الجھا رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ چھتوں پر چڑھ کر پڑوسیوں اور محلے داروں کی تکلیف وایذاء اور بے پردگی کا باعث بنتا ہے، تیسرے یہ کہ دوسروں کے کبوتر ناحق پکڑ کر غصب کر لیتا ہے، چوتھے یہ کہ ان کی کثرت کی وجہ سے دوسروں پر فخر کا اظہار کرتا ہے، پانچویں یہ کہ کبوتروں کو تکلیف وایذاء پہنچاتا ہے، مثلاً مقابلہ بازی میں زبردستی دیر تک اڑتے رہنے پر مجبور کرتا ہے، چھٹے یہ کہ ان کے ذریعے سے جوا کھیلتا ہے۔ یہ تمام یا اس جیسا کوئی گناہ اگر کبوتر بازی یا اس کے علاوہ کسی اور پرندے اور جانور میں لازم آئے، تو وہ بھی گناہ ہوگا۔ [1]

---

[1] وعن أبي هريرة أن رسول الله رأى رجلا يتبع حمامة أي يقفو أثرها لأعبابها فقال شيطان يتبع شيطانه قال التوربشتي وإنما سماه شيطانا لمباعدته عن الحق واشتغاله بما لا يعنيه وسماها شيطانة لأنها أورثته الغفلة عن ذكر الله والشغل عن الأمر الذى كان بصدده فى دينه ودنياه قال النووى اتخاذ الحمام للفرخ والبيض أو الأنس أو حمل الكتب جائز بلا كراهة وأما اللعب بها للتطير فالصحيح أنه مكروه فإن انضم إليه قمار ونحوه ردت الشهادة(مرقاة ،كتاب اللباس، باب التصاوير)

وَحَمَلَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى إِدْمَانِ صَاحِبِ الْحَمَامِ عَلَى إِطَارَتِهِ، وَالِاشْتِغَالِ بِهِ وَارْتِقَائِهِ السُّطُوحَ الَّتِي يُشْرِفُ بِهَا عَلَى بُيُوتِ الْجِيرَانِ وَحَرَّمَهُمْ لِأَجْلِهِ(شعب الايمان ، تحت حديث رقم ۶۱۱۳)

قال أبو حاتم :اللاعب بالحمام لا يتعدى لعبه من أن يتعقبه بما يكره الله جل وعلا والمرتكب لما يكره الله عاص والعاصي يجوز أن يقال له :شيطان وإن كان من أولاد آدم قال الله تعالى :(شياطين الإنس والجن) فسمى العصاة منهما شياطين وإطلاقه ﷺ اسم الشيطان على الحمامة للمجاورة ولأن الفعل من العاصي بلعبها تعداه إليها(صحيح ابن حبان، تحت حديث رقم ۵۸۷۴، ج۱۳ص ۱۸۳)

قال محمد بن الحسين :جميع ما قد ذكرنا للنهي عنه أنه باطل ولا يحل اللعب به . يعمل به كثير من الناس فى بلدان شتى ثم لا يجدون من ينكر عليهم وذلك أن منهم من يشار إليهم من أهل الشرف ومنهم من يشار إليهم أنهم من أولياء السلطان ، ومنهم له

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ:...... بہت سے کبوتر باز کبوتروں کا اس طرح مقابلہ کراتے ہیں کہ انہیں دیر تک اڑنے پر مجبور کرتے ہیں، اور اپنے گھر میں بیٹھنے اور اترنے نہیں دیتے، پھر بعض اوقات صبح سے شام تک کبوتر کو بھوکا پیاسا اڑنے پر مجبور کیا جاتا ہے، اور اس کے تھکنے بلکہ تھک کر چور ہونے کا بھی احساس نہیں کیا جاتا، جس سے بعض اوقات کبوتر بے ہوش ہوکر اور چکر کھا کر کسی بھی جگہ گر پڑتا ہے، یا گھر سے بے گھر ہوکر کسی بھی جگہ بے بسی کے عالَم میں اترنے پر مجبور ہوتا ہے، اور اس طرح کسی بلی، کتے وغیرہ کا شکار ہوکر جان تک سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، یہ سخت گناہ ہے، اور جانور کو شدید ذہنی وجسمانی اذیت وتکلیف میں مبتلا کرنا ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر کسی انسان کو صبح سے شام تک دوڑنے اور بھاگنے پر مجبور کیا جاتا رہے، اور اس دوران اس کو کھانے پینے کی بھی اجازت نہ دی جائے، تو کس قدر تکلیف وایذاء پہنچے گی، اسی طرح بے زبان جانور کا بھی خیال کرنا چاہئے۔

افسوس ہے کہ صرف نام آوری یا چند ٹکوں کی خاطر بے زبان اور معصوم ایک چھوٹے سے جانور پر اس قدر ظلم کیوں کیا جاتا ہے، اور بے زبان جانور کی بددعا اور قیامت کے دن اس کے بدلہ سے کیوں نہیں ڈرا جاتا۔ [۱]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

علة وعقار يكريها لمن يقامر فيها ومن يلهو بالباطل فلا يمكن أحد ينكر عليهم ، ومنهم من يعير لمن لا طاقة للمستورين به فقد صار المنكر شائعا ذائعا فبعضهم يلعب بالنرد والشطرنج ، وبعضهم يلعب بالحمام والصوارة ويقامر بها وبعضهم له دار قمار يقامر فيها بالدراهم والثياب حتى يبقى الرجل منهم قد قومر على ماله وثيابه .وبعضهم يلعب بالتحريش بين الكباش والتحريش بين الديكة وغير ذلک من الطير وكل هذه معاصي من أمر الجاهلية ، نهى الله عز وجل عنها ونهى عنها الرسول ﷺ ونهى عنها العلماء .ونهى العلماء عن صحبة هؤلاء ، وعن السلام عليهم بل ننكر عليهم والله المستعان ما أعظم ما الناس فيه من البلاء من جهات كثيرة قبيحة ظاهرة وباطنة في الخاصة والعامة مما يطول ذكرها .وما أكثر من يعين الباطل وقد جعله مكسبا لا يبالي كثير من الناس ما ذهب من دينهم إذا سلمت لهم دنياهم ما هذه علامة من أريد بخير (تحريم النرد والشطرنج للآجري، تحت حديث رقم ۵۸، باب النهي عن اللعب بالحمام)

[۱] واضح رہے کہ کبوتر بازی میں شامل مذکورہ کئی مفاسد مع کچھ اضافی مفاسد کے پتنگ بازی میں بھی پائے جاتے ہیں، اس لئے مذکورہ حدیث ''شیطان یتبع شیطانۃ'' کا مذمت کے ساتھ اطلاق اہلِ علم نے پتنگ بازی پر بھی کیا ہے۔

جانوروں کولڑانے یاان کے ساتھ لڑنے کی ممانعت

آج کل معاشرہ میں مختلف جانوروں کو آپس میں لڑانے یاان کے ساتھ خودلڑائی کرنے کا رواج ہورہا ہے، جس میں ذوق وشوق سے حصہ لیاجاتا ہے، اوراس کی خاطر مالی، جانی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیاجاتا، شریعتِ مطہرہ نے اس مسئلہ پربھی سینکڑوں سال پہلے روشنی ڈالی تھی۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ (سنن أبی داود، حدیث نمبر ۲۵۶۴، کتاب الجهاد، باب فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کے درمیان لڑائی کرانے سے منع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

اورحضرت مجاہد سے مرسلاً روایت ہے کہ:

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ (سنن البيهقی ، حدیث نمبر ۲۰۲۷۷، کتاب السبق والرمی، باب النهی عن التحريش بين البهائم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کے درمیان لڑائی کرانے سے منع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَمِنْ وُجُوْهِ اللَّعِبِ اَلتَّحْرِيْشُ بَيْنَ الْكِلَابِ وَالدُّيُوْكِ، وَقَدْ جَاءَ عَنِ

---

[1] ورواه ترمذی، حدیث نمبر ۱۶۳۰، باب ما جاء في كراهية التحريش بين البهائم والضرب والوسم فی الوجه،شعب الايمان للبيهقی حديث نمبر ۹ ۱ ۱ ۶، المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۰۹۶۰، مسند ابويعلىٰ الموصلی ، حديث نمبر ۲۲۵۵)

رواه أبو داود فی كتاب السنن عن محمد بن العلاء .(ت) وكذلك روى عن شريك عن الأعمش ورواه زياد بن عبد الله البكائی عن الأعمش عن المنهال بن عمرو عن مجاهد عن ابن عباس ورواه منصور بن أبی الأسود عن الأعمش عن سعيد بن جبير عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی -ﷺ- ورواه ليث بن أبی سليم عن مجاهد عن ابن عمر عن النبی -ﷺ.-(سنن البيهقی، كتاب السبق والرمی، باب النهی عن التحريش بين البهائم)

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنْهُ التَّحْرِيْشَ بَيْنَ الْبَهَائِمِ هُوَ حَرَامٌ مَمْنُوْعٌ لَا يُؤْذَنُ لِأَحَدٍ فِيْهِ ؛ لِأَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُتَحَارِشَيْنِ يُؤْلِمُ الْآخَرَ، وَيَجْرَحُهُ وَلَوْ أَرَادَ الْمُحَرِّشُ أَنْ يَّفْعَلَ ذٰلِكَ بِيَدِهٖ مَا حَلَّ لَهٗ (شعب الايمان ،باب في تحريم الملاعب والملاهي)

ترجمہ: لعب اور کھیل کی صورتوں میں سے کتوں اور مرغوں کے درمیان لڑائی کرانا بھی ہے، اور نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ آپ نے جانور لڑانے سے منع فرمایا ہے، اور ایسا کرنا حرام اور ممنوع ہے، جس کی کسی کو اجازت نہیں، اس لئے کہ دونوں جانور ایک دوسرے کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اور زخمی کرتے ہیں، اور اگر لڑانے والا خود اپنے ہاتھ سے اس کے ساتھ لڑائی کرے، تو اس کے لئے بھی حلال نہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو مختلف جانوروں میں لڑائی کرائی جاتی ہے، یا لوگ جانور کے ساتھ خود لڑائی کرتے ہیں، یہ جائز نہیں، کیونکہ اس سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے، اور بعض اوقات کوئی ایک زخمی بلکہ فوت بھی ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:...... جانور کی آپس میں لڑائی کرانا خواہ اس طریقہ سے ہو کہ دونوں طرف ایک ہی طرح کے جانور ہوں، مثلاً دونوں طرف ریچھ ہوں، یا ہاتھی ہوں، یا کتے ہوں، یا بندر ہوں، یا مرغ ہوں، یا بٹیر ہوں وغیرہ۔

یا دونوں طرف مختلف جانور ہوں مثلاً ایک طرف کتا ہو، اور دوسری طرف بندر، بلی یا مرغ ہو، یا ایک طرف سانپ اور دوسری طرف نیولا ہو وغیرہ۔

یہ دونوں صورتیں ناجائز اور گناہ ہیں، اور ان کی ہار جیت پر اگر جوا بھی کھیلا جائے، تو یہ دوسرا کبیرہ گناہ ہے، اور اس قسم کا مقابلہ کرانے، دیکھنے اور اس پر پیسہ خرچ کرنے والے سب گناہ گار ہیں۔

مسئلہ:...... آج کل ''بل فائٹنگ'' کے نام سے ایک کھیل کھیلا جاتا ہے، جس میں مخصوص جانور سے انسان مقابلہ کرتا ہے، اور اس کو بھڑکاتا اور غصہ دلاتا ہے، اور دوڑاتا ہے، جس سے جانور کو بے جا تکلیف ہوتی ہے، اور اس سے خود اپنے آپ کو بھی نقصان پہنچتا ہے، بعض اوقات کوئی ایک زخمی،

چوٹل یا فوت ہوجاتا ہے، یہ بھی سخت گناہ ہے۔

اوراس پر جوا کھیلنا، اس پر پیسہ خرچ کرنا، اوراس کوتماشے کے طور پر دیکھنا، سب گناہ ہے۔ [۱]

مسئلہ:......بعض شعبدے باز اور مداری اپنے پاس موجود مختلف جانوروں کی لڑائی کرا کر لوگوں کو تماشا دکھاتے ہیں، اور پھر لوگوں سے پیسے مانگتے ہیں، یہ بھی جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

مسئلہ:...... جانوروں کا باہم مقابلہ کرانا اور انہیں لڑانا جس سے کہ انہیں تکلیف پہنچے، ویسے بھی گناہ ہے، اوراس مقابلہ ولڑائی میں اگر جوا کھیلا جائے، مثلاً دونوں طرف سے کچھ پیسوں کی یا کسی دوسری چیز، خواہ کھانا کھلانے کی شرط لگائی جائے، یا شرط میں ہارنے والا جانور جیتنے والے کے مالک کو دینا طے ہو، تو یہ مستقل کبیرہ گناہ ہے۔

مسئلہ:......جوے میں جیتا ہوا جانور اور کسی بھی چیز کا جیتنے والا شخص شرعاً مالک نہیں بنتا، اور یہ جانور یا چیز بدستور اصل مالک کی ملکیت رہتی ہے (اس لئے اسے واپس کیا جائے) لہٰذا جوے کے طور پر حاصل کیا ہوا جانور حرام ہے، نہ اس کا ذبح کرنا جائز ہے، اور نہ اس کا گوشت بیچنا جائز ہے، اور نہ کسی دوسرے کو (جوے میں جیتنے والے سے) خریدنا جائز ہے، اور نہ اس کا کھانا جائز ہے، اور نہ کسی دوسری طرح سے فائدہ اٹھانا جائز ہے، بلکہ جیتنے والے کا اپنی تحویل میں رکھنا بھی ناجائز ہے، یہ

---

[۱] وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال نهی رسول الله عن التحريش بين البهائم أی عن الإغراء بينها بأن ينطح بعضها بعضا أو يعض أو يدوس أو يقتل فی النهاية هو الإغراء وتهييج بعضها على بعض كما يفعل بين الجمال والكباش والديوک وغيرها يعنی كالفيل والبقر وكما بين البقر والأسد وإذا كان الإغراء بين البهائم منهيا فبالأولى أن يكون بين الإنسان منهيا وهو كثير فی بعض البلدان رواه الترمذی وأبو داود(مرقاة المفاتيح ،كتاب الصيد والذبائح، باب ذكر الكلب)

(نهی عن التحريش بين البهائم) أی الإغراء بينها وتهييج بعضها على بعض وهل النهی للتحريم أو الكراهة قولان قال جدنا للأم الزين العراقی :ودخل فی ذلک مناطحة الثيران والكبوش ومناقرة الديوک ونحو ذلک (د ت) فی الجهاد (عن ابن عباس) رمز لحسنه وأصله قول الترمذی :حسن صحيح.(فيض القدير تحت حديث رقم ۹۳۳۷)

السادس عشر بعد المائة :التحريش بين البهائم، عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما، قال" :نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم، عن التحريش بين البهائم "أی الإغراء بينها، وتسليط بعضِها على بعض، بقصد التلهی، ورؤية الغالب منها على الآخر، لما فی ذلک من الإيذاء للضعيفة منها، بلا ضرورة، ولا فائدة(الدرر المباحة للنحلاوی، الباب الخامس فی الأخلاق، والصفات الذميمة، وغوائلها،مطلب فی النهی عن قَتْل المُحْرم الصيد)

ساری چیزیں گناہ ہیں (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۶۲)

مسئلہ:......جس طرح جانوروں کے درمیان لڑائی کرانا، یا انسان کا جانور کے ساتھ لڑائی کرنا گناہ ہے، اور اس میں جوا کھیلنا الگ گناہ ہے، اسی طرح لڑائی کے مقابلے منعقد کرانا، اور ان کو دیکھنا، اور دیکھنے پر پیسہ خرچ کرنا، یہ بھی گناہ ہے۔

نیز مقابلے کے دوران کسی فریق کو شاباش دینا، اور دوسرے فریق کے خلاف اُکسانا اور بھڑکانا بھی گناہ ہے۔

گھوڑوں اور اونٹوں کے درمیان دوڑ کا حکم

اسلام میں مفید مقصد اور بالخصوص جہاد کی تیاری کے لئے گھوڑوں اور اونٹوں وغیرہ کے درمیان دوڑ کی اجازت دی گئی ہے، لیکن اسی کے ساتھ ایسی قیود لگادی گئی ہیں کہ جن کی وجہ سے انسان کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو، اور نہ ہی جانور کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی اور اس کی حق تلفی لازم آئے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لَقَدْ رَاهَنَ عَلٰى فَرَسٍ لَهُ، يُقَالُ لَهُ سُبْحَةُ فَسَبَقَ النَّاسَ " فَبُهِشَ لِذٰلِكَ، وَأَعْجَبَهُ (مسند احمد، حديث نمبر ۱۲۶۲۷، واللفظ لهٗ) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے گھوڑ دوڑ میں اپنے ''سبحہ'' نام کے گھوڑے پر مقابلہ کیا، اور تمام لوگوں پر سبقت لے گئے، اور اس کی وجہ سے آپ بہت خوش ہوئے، اور اس عمل نے آپ کو خوش کیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْرَى الْمُضَمَّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَبَيْنَهُمَا سِتَّةُ أَمْيَالٍ وَمَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الْخَيْلِ مِنْ

[1] ورواه مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۳۴۲۴۴، باب السباق والرهان، دارقطنی، باب السبق بين الخيل، سنن دارمی، باب فی رهان الخيل، المعجم الاوسط للطبرانی، حديث نمبر ۸۸۵۰، سنن البيهقی، باب ماجاء فی الرهان)

ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِى زُرَيْقٍ وَبَيْنَهُمَا مِيلٌ وَكُنْتُ فِيمَنْ أَجْرٰى فَوَثَبَ بِى فَرَسِى جِدَارًا (ترمذی،حدیث نمبر ۱۶۲۱، ابواب الجهاد، بَاب مَا جَاءَ فِى الرِّهَانِ وَالسَّبَقِ، واللفظ لهٗ،بخاری،حدیث نمبر ۲۶۵۸،بَاب غَايَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ الْمُضَمَّرَةِ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مضمر گھوڑوں کی ''حفیاء'' سے ''ثنیۃ الوداع'' تک دوڑ لگوائی،اوران دونوں کے درمیان چھ میل کا فاصلہ تھا،اور جو گھوڑے مضمر نہیں تھے،ان کی ''ثنیۃ الوداع'' سے ''مسجد بنی زریق'' تک دوڑ لگوائی،اوران دونوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا،حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی دوڑ میں شریک تھا،اور میرا گھوڑا مجھے لے کر ایک دیوار پھلانگ گیا تھا(ترجمہ ختم)

مضمر سے دُبلے (چست وچھریرے بدن کے سدھائے ہوئے) گھوڑے مراد ہیں، جو زیادہ تیز دوڑتے ہیں،اس لئے ایسے گھوڑوں کی دوڑ زیادہ فاصلہ تک کرائی گئی،جو کہ چھ میل کا فاصلہ تھا،اور جو گھوڑے غیر مضمر تھے،یعنی موٹے تھے،انہیں بھاگنے میں دشواری ہوتی ہے،اور تیز نہیں دوڑ پاتے، اس لئے ان کی دوڑ کم فاصلے تک کرائی گئی،جو کہ ایک میل کا فاصلہ تھا۔

معلوم ہوا کہ ایک تو جانوروں کی دوڑ میں اس کا لحاظ ضروری ہے کہ دوڑ کا یہ مقابلہ ایک جنس کے جانوروں اوران میں بھی ایک نوعیت کے جانوروں کے درمیان ہونا چاہئے ،اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ دوڑ کا فاصلہ جانوروں کے تحمل کے مطابق ہونا چاہئے۔

اس میں جانوروں کے حقوق کی رعایت اس طرح کی گئی کہ ان کے تحمل سے زیادہ مشقت نہ ڈالی جائے ،اوراس محدود دوڑ کا مقابلہ بھی مفید غرض پر مبنی ہو،خالی کھیل وتماشا مقصود نہ ہو۔[1]

---

[1] وفيه مشروعية المسابقة وأنه ليس من العبث بل من الرياضة المحمودة الموصلة إلى تحصيل المقاصد فى الغزو والانتفاع بها عند الحاجة وهى دائرة بين الاستحباب والإباحة بحسب الباعث على ذلك وجعلها بعضهم سنة وبعضهم إباحة وقال القرطبى لا خلاف فى جواز المسابقة على الخيل وغيرها من الدواب وعلى الأقدام وكذا الترامى بالسهام واستعمال الأسلحة لما فى ذلك من التدريب على الحرب انتهى وقد خرج هذا من باب القمار بالسنة وكذلك هو خارج من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جانوروں کی دوڑ کا یہ مقابلہ جانور پر زیادتی کے علاوہ کئی گناہوں کا بھی سبب بن سکتا تھا، اس لئے شریعت نے ہر قسم کے مفاسد کا سدِ باب کر دیا۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ عَبْدًا عَلٰى

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

تعذيب البهائم لأن الحاجة إليها تدعو إلى تأديبها وتدريبها وفيه تجويع البهائم على وجه الصلاح عند الحاجة إلى ذلك وفيه رياضة الخيل المعدة للجهاد .وفيه أن المسابقة بين الخيل يجب أن يكون أمدها معلوما وأن تكون الخيل متساوية الأحوال أو متقاربة وأن لا يسابق المضمر مع غيره وهذا إجماع من العلماء لأن صبر الفرس المضمر المجوع في الجرى أكثر من صبر المعلوف فلذلك جعلت غاية المضمرة ستة أميال أو سبعة وجعلت غاية المعلوفة ميلا واحدا (عمدة القارى، كتاب الجهاد والسير، باب غاية السبق للخيل المضمرة)

وشرطه أن تكون الغاية مما تتحملها الفرس ، وكذا شرطه أن يكون في كل واحد من الفرسين احتمال السبق .أما إذا علم أن أحدهما يسبق لا محالة فلا يجوز ؛ لأنه إنما جاز لحاجة الرياضة على خلاف القياس وليس في هذا إيجاب المال للغير على نفسه بشرط لا منفعة فيه فلا يجوز (البحر الرائق، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

ولا يصح إلا بشروط خمسة:

(أحدها) :تعيين المركوب والرماة، لأن المقصد معرفة جوهر الدابتين ومعرفة حذق الرماة .ولا يشترط تعيين القوس ولا السهام في المناضلة، ولا تعيين الراكب، لأن المقصود عَدْو الفرس. ويجوز عقد النضال على اثنين وعلى جماعة، لقوله" :ارموا، وأنا معكم كلكم "، وكذلك في الخيل، وقد ثبت" :أنه ﷺ سابق بين الخيل المضمرة وبين التى لم تضمر.

(الثانى) أن يكون القوسان والمركوبان من نوع واحد، فلا تجوز بين عربى وهجين، ولا بين قوس عربية وفارسية .ويحتمل الجواز .فإن كانا من جنسين كالفرس والبعير لم يجز، فإن كانا من نوعين كالعربى والهجين والبختى والعرابى فوجهان .ولا بأس بالرمى بالقوس الفارسية، ونص على جواز المسابقة بها، وقال أبو بكر :يكره .ولنا :انعقاد الإجماع على الرمى بها .وحكى أحمد أن قوماً استدلوا على القسى الفارسية بقوله :(وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ) 3 لدخوله في عموم الآية.

(الثالث)تحديد المسافة والغاية ومدى الرمى بما جرت به العادة، وقد قيل" :ما رمى في أربعمائة ذراع إلا عقبة بن عامر الجهنى."

(الرابع) :كون العوض معلوماً، ويجوز حالاً ومؤجلاً.

(الخامس) الخروج عن شبه القمار، بأن لا يخرج جميعهم، فإن أخرج كل منهما لم يجز، وهو قمار .فإن كان الجعل من الإمام أو أحد غيرهما أو أحدهما، على أن من سبق أخذه جاز، وبهذا قال أبو حنيفة والشافعي .وقال مالك :لا يجوز من غير الإمام (مختصر الانصاف والشرح الكبير، كتاب الشركة، باب السبق)

سَیِّدِہٖ ، وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ أَفْسَدَ اِمْرَأَۃً عَلٰی زَوْجِھَا ، وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ أَجْلَبَ عَلَی الْخَیْلِ یَوْمَ الرِّھَانِ (مسند ابویعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر ۲۳۵۹) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں، جو غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکائے ، اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو عورت اور اس کے شوہر کے تعلقات کے درمیان فساد و بدمزگی پیدا کرے، اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو مقابلہ کے دن گھوڑے پر جلب کرے (ترجمہ ختم)

گھوڑ دوڑ کے مقابلہ میں جلب کے معنیٰ یہ ہیں کہ گھوڑے کے پیچھے انسان یا کسی اور چیز کو رکھا جائے، تاکہ وہ گھوڑے کو آواز سے یا کسی اور طرح ڈرا کر تیز دوڑنے پر ابھارے۔

اس سے اس لئے منع کیا گیا کہ اس میں ایک تو دوسرے مقابل کے ساتھ زیادتی ہے، اور اسی کے ساتھ جانور کے ساتھ بھی زیادتی ہے کہ اس کو تحمل سے زیادہ مشقت میں ڈالنا لازم آتا ہے۔ [۲]

---

[۱] قال الهيثمي:
رواه أبو يعلى والطبراني باختصار ورجال أبي يعلى ثقات .(مجمع الزوائد، ج۵ص۲۶۵،باب النهي عن الجلب والخبب)

[۲] الجلب في السباق أن يتبع الرجل فرسه إنسانا فيزجره ويصيح حثا على السبق ، والمراد ليس على طريقتنا(فيض القدير للمناوي، تحت حديث رقم ۷۶۱۸)

جلب بفتحتين أي لا صياح على الخيل والمعنى لا يصوت على الفرس ليكون أشد عدوا ولا جنب بفتحتين وهو أن يجنب إلى جنب مركوبه فرسا آخر ليركبه إذا خاف أن يسبق ذكره ابن الملك وفي النهاية الجلب في الزكاة مر معناه وفي السباق أن يتبع الرجل فرسه رجلا فيزجره ويصيح حثا له على الجري (مرقاة، كتاب الجهاد، باب إعداد آلة الجهاد)

قال أبو عبيد في حديث النبي -ﷺ- لا جلب ولا جنب .قال الجلب في شيئين يكون في سباق الخيل وهو أن يتبع الرجل فرسه فيركب خلفه ويزجره ويجلب عليه ففي ذلك معونة للفرس على الجري فنهي عن ذلك .والوجه الآخر في الصدقة أن يقدم المصدق فينزل موضعا ثم يرسل إلى المياه فيجلب أغنام تلك المياه عليه فيصدقها هناك فنهي عن ذلك .ولكن يقدم عليهم على مياههم وبأفنيتهم فيصدقهم.(سنن دارقطني، حديث نمبر ۴۸۹۵،باب السبق بين الخيل)

قال أبو جعفر :ولا اختلاف بين أهل العلم أن المراد بذلك هو النهي عن هذين المعنيين المذكورين في هذه الآثار في السبق بما يجوز السبق بمثله .وقد روى في ذلك عن مالك وعن الليث بن سعد ما قد حدثنا يونس بن عبد الأعلى قال :أخبرنا عبد الله بن وهب قال :سئل مالك بن أنس :هل سمعت أن رسول الله ﷺ قال " :لاجلب ولا جنب "؟ وما تفسير ذلك ؟ قال :لم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

گھوڑوں وغیرہ کی دوڑ چونکہ جہاد کے لئے معین ومددگار ہے، اس لئے یہ مقابلہ ایک تو انہی جانوروں کے درمیان ہونا چاہئے، جو جہاد میں استعمال اور جہاد کے لئے معین ہوتے ہیں، اور دوسرے کھیل، تماشے یا روپیہ پیسہ کے لالچ اور اپنی شہرت کی غرض پر مبنی نہیں ہونا چاہیئے۔

البتہ فتح حاصل کرنے والے کے لئے شریعت نے خود ایسے طریقہ پر حوصلہ افزائی اور تشجیع کا انتظام کردیا ہے کہ حرام خوری کا بھی سدِ باب ہوگیا، جس کی وجہ سے یہ عمل صرف کھیل تفریح اور گناہ کے بجائے عبادت میں داخل ہوگیا۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا سَبَقَ إِلَّا فِيْ نَصْلٍ أَوْ خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ (ترمذی،وقال هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ،حديث نمبر ۱۷۰۰، ابواب الجهاد، ،بَاب مَا جَاءَ فِي الرِّهَانِ وَالسَّبَقِ، واللفظ لهٗ،سنن أبي داود، حديث نمبر ۲۵۷۴،كتاب الجهاد،باب فِي السَّبَقِ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ مقابلہ تین چیزوں میں ہے، یا تو تیر اندازی میں، یا اونٹ دوڑانے میں، یا گھوڑا دوڑانے میں (ترجمہ ختم)

اور ہمارے فقہائے کرام نے بعض دوسری روایات کے پیشِ نظر پیدل دوڑنے کے مقابلہ کو بھی اس میں شامل کیا ہے، کیونکہ وہ بھی جہاد کے لئے معین ہے، اور اس طرح مقابلہ کی کل چار قسمیں بن جاتی ہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يبلغنى ذلك عن النبى ﷺ ,وتفسير ذلك أن يجلب وراء الفرس حين يدبر ويحرك وراءه الشىء يستحث به فيسبق ,فذلك الجلب .والجنب أن يجنب مع الفرس الذى يسابق به فرس آخر ,حتى إذا دنا من الغاية تحول صاحبه على الفرس المجنوب .وما ذكره يونس ,عن ابن وهب قال :قال الليث فى تفسير " :لا جلب "قال :أن يجلب وراء الفرس فى السباق ,والجنب :أن يكون إلى جنبه يهتف به للسباق ,ولا نعلم فى ذلك قولا غير هذين القولين اللذين ذكرناهما فى هاتين الروايتين ,فأما الجلب فقد اتفق مالك ,والليث على المراد به ما هو .فقال فيه كل واحد منهما فى هاتين الروايتين ما ذكرناه عنه فيهما ,والواجب فى ذلك استعمال التأويلين جميعا , ليحيط مستعملهما علما أنه لم يدخل فيما قد نهاه عنه رسول الله ﷺ ,والله تعالى نسأله التوفيق(مشكل الآثار للطحاوى، ج۵ص ۱۵۳،۱۵۴، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ من قوله " :لا جلب ولا جنب")

ایک گھوڑ دوڑ، دوسرے اونٹوں کی دوڑ، تیسرے تیراندازی (بندوق وغیرہ کی نشانہ بازی بھی اس میں شامل ہے) چوتھے پیدل دوڑ (تیراکی بھی اس میں شامل ہے)

اور عرب میں چونکہ اونٹوں اور گھوڑوں کا عام رواج تھا، اس لئے مذکورہ احادیث میں ان دونوں کا ذکر کیا گیا، ورنہ گھوڑے کے حکم میں خچر اور گدھا شامل ہیں، اور اونٹ کے حکم میں ہاتھی شامل ہے، کیونکہ یہ جانور بھی جہاد کے لئے معین ہوتے ہیں، بعض اوقات ان پر سوار ہو کر جہاد کی ضرورت بھی پیش آتی ہے۔ [1]

---

[1] (وجازت المسابقة بالفرس والابل والارجل والرمى) ليرتاض للجهاد (وحرم شرط الجعل من الجانبين) إلا إذا أدخل محللا بشروطه كما مر فى الحظر (لا) يحرم (من أحد الجانبين) استحسانا، ولا يجوز الاستباق فى غير هذه الاربعة كالبغل بالجعل، وأما بلا جعل فيجوز فى كل شىء(درمختار، كتاب الخنثى)

والمعنى لا يحل أخذ المال بالمسابقة إلا فى نصل أى للسهم أو خف أى للبعير أو حافر أى للخيل قال الطيبى ولا بد فيه من تقدير أى ذى نصل وذى خف وذى حافر وقال ابن الملك المراد ذو نصل كالسهم وذو خف كالإبل والفيل وذو حافر كالخيل والحمير أى لا يحل أخذ المال بالمسابقة إلا فى أحدها والحق بعض بها المسابقة بالإقدام وبعض المسابقة بالأحجار وفى شرح السنة ويدخل فى معنى الخيل البغال والحمير وفى معنى الإبل الفيل قيل لأنه أغنى من الابل فى القتال والحق بعضهم الشد على الأقدام والمسابقة عليها وفيه إباحة أخذ المال على المناضلة لمن نضل وعلى المسابقة على الخيل والإبل لمن سبق وإليه ذهب جماعة من أهل العلم لأنها عدة لقتال العدو أو فى بذل الجعل عليها ترغيب فى الجهاد قال سعيد بن المسيب ليس برهان الخيل بأس إذا أدخل فيها محلل(مرقاة المفاتيح،كتاب الجهاد، باب إعداد آلة الجهاد)

(منها) أن يكون فى الأنواع الأربعة الحافر والخف والنصل والقدم لا فى غيرها لما روى عليه الصلاة والسلام أنه قال (لا سبق إلا فى خف أو حافر أو نصال) إلا أنه زيد عليه السبق فى القدم بحديث سيدتنا عائشة رضى الله عنها ففيما وراء ه بقى على أصل النفى ؛ ولأنه لعب واللعب حرام فى الأصل إلا أن اللعب بهذه الأشياء صار مستثنى من التحريم شرعا لقوله عليه الصلاة والسلام (كل لعب حرام إلا ملاعبة الرجل امرأته وقوسه وفرسه) حرم عليه الصلاة والسلام كل لعب واستثنى الملاعبة بهذه الأشياء المخصوصة فبقيت الملاعبة بما وراء ها على أصل التحريم إذ الاستثناء تكلم بالباقى بعد الثنيا ، وكذا المسابقة بالخف صارت مستثناة من الحديث وبما روى عن سعيد بن المسيب أنه قال :(إن العضباء ناقة رسول الله ﷺ كانت تسبق كلما دفعت فى سباق فدفعت يوما فى إبل فسبقت فكانت على المسلمين كآبة إذ سبقت فقال رسول الله ﷺ إن الناس إذا رفعوا شيئا أو أرادوا رفع شىء وضعه الله) وكذا السبق بالقدم لما روت سيدتنا عائشة رضى الله عنها أنها قالت (سابقت النبى عليه الصلاة والسلام فسبقته فلما حملت اللحم سابقته فسبقنى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور جانوروں کی اس دوڑ میں اگر ہارنے اور جیتنے والے دونوں کی طرف سے یہ طے ہو کہ ہارنے والا جیتنے والے کو اتنی رقم دے گا، تو یہ شریعت کی رُو سے جوئے اور قمار میں داخل ہے، اس لئے حرام ہے۔

البتہ اگر دونوں طرف سے شرط نہ ہو، بلکہ کسی ایک کی طرف سے ہو، مثلاً ایک فرد دوسرے کو کہے کہ اگر آپ آگے بڑھ گئے، تو میں اتنا انعام دوں گا، مگر دوسرے فرد کی طرف سے اس کے خلاف ہونے پر کچھ مشروط نہ ہو، تو پھر یہ جوئے میں داخل نہیں، بلکہ انعام میں داخل ہے، اور حلال ہے۔

اور اسی طرح اگر دوڑ لگانے والے فریقین کے بجائے کسی تیسرے شخص کی طرف سے (خواہ وہ حکومت ہو یا کوئی اور) فتح یاب ہونے والے کے لئے انعام مقرر کیا جائے، تو بھی جائز ہے، کیونکہ یہ صورت بھی جوئے میں داخل نہیں، بلکہ انعام میں داخل ہے، اور حلال ہے۔ [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فقلت :هذا بتلك) فصارت هذه الأنواع مستثناة من التحريم فبقى ما وراء ها على أصل الحرمة ؛ ولأن الاستثناء يحتمل أن يكون لمعنى لا يوجد فى غيرها -وهو الرياضة والاستعداد لأسباب الجهاد فى الجملة -فكانت لعبا صورة ورياضة وتعلم أسباب الجهاد فيكون جائزا إذا استجمع شرائط الجواز ، ولئن كان لعبا لكن اللعب إذا تعلقت به عاقبة حميدة لا يكون حراما ، ولهذا استثنى ملاعبة الأهل لتعلق عاقبة حميدة بها وهو انبعاث الشهوة الداعية إلى الوطء الذى هو سبب التوالد والتناسل والسكنى وغير ذلك من العواقب الحميدة ، وهذا المعنى لا يوجد فى غير هذه الأشياء فلم يكن فى معنى المستثنى فبقى تحت المستثنى (بدائع الصنائع، كتاب السباق ، فصل :وأما شرائط جوازه فأنواع)

[۱] قال رحمه الله (وحرم شرط الجعل من الجانبين لا من أحد الجانبين) لما روى ابن عمر رضى الله عنهما (أن النبى ﷺ سبق بالخيل وراهن) ، ومعنى شرط الجعل من الجانبين أن يقول إن سبق فرسك فلك على كذا ، وإن سبق فرسى ، فلى عليك كذا وهو قمار فلا يجوز لأن القمار من القمر الذى يزاد تارة ، وينقص أخرى ، وسمى القمار قمارا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه فيجوز الازدياد والانتقاص فى كل واحد منهما فصار قمارا .وهو حرام بالنص ، ولا كذلك إذا شرط من جانب واحد بأن يقول إن سبقتنى فلك على كذا ، وإن سبقتك فلا شىء لى عليك لأن النقصان والزيادة لا يمكن فيهما ، وإنما فى أحدهما يمكن الزيادة ، وفى الآخر النقصان فقط فلا يكون مقامرة لأن المقامرة مفاعلة منه فتقتضى أن تكون من الجانبين ، وإذا لم يكن فى معناه جاز استحسانا لما روينا ، والقياس أن لا يجوز لما فيه من تعليق التمليك على الخطر . ولهذا لا يجوز فيما عدا الأربعة المذكورة فى الكتاب كالبغل وإن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ اگر دو کے بجائے تین افراد مقابلہ میں شریک ہوں، تو پھر تیسرے فرد کے شریک ہونے کی وجہ سے دو افراد کے درمیان طرفین سے شرط لگانے کے جائز ہونے کا احادیث وروایات سے ثبوت ملتا ہے۔ [1]

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

مَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ .يَعْنِي وَهُوَ لَا يُؤْمَنُ أَنْ يُسْبَقَ فَلَيْسَ بِقِمَارٍ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

كان الجعل ، مشروطا من أحد الجانبين ، وفي الحديث إشارة إليه لأنه خصص هؤلاء به ، والمراد به الاستباق بالجعل لأن الاستباق بلا جعل يجوز في كل شيء ، ولا يمكن إلحاق ما شرط فيه الجعل به لأنه ليس في معناه لأن المانع فيه من وجهين :القمار ، والتعليق بالخطر ، وفي الآخر من وجه واحد ، وهو التعليق بالخطر لا غير فليس بمثل له حتى يقاس عليه . وشرطه أن تكون الغاية مما يحتملها الفرس ، وكذا شرطه أن يكون في كل واحد من الفرسين احتمال السبق أما إذا علم أن أحدهما يسبق لا محالة فلا يجوز لأنه إنما جاز للحاجة إلى الرياضة على خلاف القياس ، وليس في هذا إلا إيجاب المال للغير على نفسه بشرط لا منفعة فيه فلا يجوز (تبيين الحقائق، كتاب الخنثىٰ)

[1] (ومنها) أن يكون الخطر فيه من أحد الجانبين إلا إذا وجد فيه محللا حتى لو كان الخطر من الجانبين جميعا ولم يدخلا فيه محللا لا يجوز لأنه في معنى القمار نحو أن يقول أحدهما لصاحبه : إن سبقتني فلك علي كذا ، وإن سبقتك فلي عليك كذا فقبل الآخر ولو قال أحدهما لصاحبه إن سبقتني فلك علي كذا وإن سبقتك فلا شيء عليك فهو جائز ؛ لأن الخطر إذا كان من أحد الجانبين لا يحتمل القمار فيحمل على التحريض على استعداد أسباب الجهاد في الجملة بمال نفسه ، وذلك مشروع كالتنفيل من الإمام وبل أولى ؛ لأن هذا يتصرف في مال نفسه بالبدل ، والإمام بالتنفيل يتصرف فيما لغيره فيه حق في الجملة وهو الغنيمة فلما جاز ذلك فهذا بالجواز أولى ، وكذلك إذا كان الخطر من الجانبين ولكن أدخلا فيه محللا بأن كانوا ثلاثة لكن الخطر من الاثنين منهم ولا خطر من الثالث ، بل إن سبق أخذ الخطر وإن لم يسبق لا يغرم شيئا ، فهذا مما لا بأس به أيضا .

وكذلك ما يفعله السلاطين وهو أن يقول السلطان لرجلين :من سبق منكما فله كذا فهو جائز لما بينا أن ذلك من باب التحريض على استعداد أسباب الجهاد خصوصا من السلطان فكانت ملحقة بأسباب الجهاد ، ثم الإمام إذا حرض واحدا من الغزاة على الجهاد بأن قال :من دخل هذا الحصن أولا فله من النفل كذا ونحوه جاز كذا هذا ، وبل أولى لما بينا .

(ومنها) أن تكون المسابقة فيما يحتمل أن يسبق ويسبق من الأشياء الأربعة حتى لو كانت فيما يعلم أنه يسبق غالبا لا يجوز ؛ لأن معنى التحريض في هذه الصورة لا يتحقق فبقي الرهان التزام المال بشرط لا منفعة فيه فيكون عبثا ولعبا -والله تعالى أعلم (بدائع الصنائع، كتاب السباق ، فصل :وأما شرائط جوازه فأنواع)

وَمَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَقَدْ أَمِنَ أَنْ يُّسْبَقَ فَهُوَ قِمَارٌ (ابوداؤد، حديث نمبر ۲۵۸۱، كتاب الجهاد، باب في الجلب على الخيل في السباق،واللفظ لهٗ، ابنِ ماجة،حديث نمبر۲۸۶۷،مسند احمد حديث نمبر ۱۰۵۵۷ عن ابی هريرة)

ترجمہ: جس آدمی نے اپنے گھوڑے کو دو گھوڑوں کے درمیان داخل کیا، اور اس تیسرے شخص کو پیچھے رہنے کا خطرہ نہیں (یعنی اس تیسرے کا گھوڑا بھی ان دونوں گھوڑوں کے برابر اور مساوی ہے،جس کی وجہ سے اس کے آگے بڑھنے اوراس پیچھے رہنے کے دونوں احتمال برابر ہیں) تو یہ جوئے میں داخل نہیں، اوراگر دوگھوڑوں کے درمیان ایسا گھوڑا داخل کیا، کہ اس کا آگے یا پیچھے رہنا متعین ہے،تو پھر جوا ہے (ترجمہ ختم)

اورایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

مَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَهُوَ لَا يُؤْمَنُ أَنْ يَّسْبِقَ فَلَا بَأْسَ وَمَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَهُوَ يُؤْمَنُ أَنْ يَّسْبِقَ فَذٰلِكُمُ الْقِمَارُ (مشكل الآثار، باب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ نهيه عن إدخال فرس بين فرسين فى السبق إذ كان لم يؤمن أن يسبق)

ترجمہ: جس آدمی نے اپنے گھوڑے کو دو بازی والے گھوڑوں کے درمیان داخل کیا، اوراس تیسرے شخص کو پیچھے رہنے کا خطرہ نہیں (یعنی اس تیسرے کا گھوڑا بھی ان دونوں گھوڑوں کے برابر اور مساوی ہے،جس کی وجہ سے اس کے آگے بڑھنے اوراس پیچھے رہنے کے دونوں احتمال برابر ہیں) تو اس میں کوئی حرج نہیں، اوراگر تیسرے نے دو گھوڑں کے درمیان ایسا گھوڑا داخل کیا، کہ اس کا آگے یا پیچھے رہنا متعین ہے،تو پھر جوا ہے (ترجمہ ختم)

یعنی تیسرے کا گھوڑا برابر ہونے کی صورت میں تیسرا فرد بھی برابر کا شریک ہے، ورنہ مقابلہ پھر بھی دو کے مابین ہی رہے گا، اور تیسرے کی شرکت صرف رسمی کہلائے گی، اس لئے دونوں طرف سے شرط لگانا جائز نہ ہوگا۔

اورحضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

لاَ بَأْسَ بِرِهَانِ الْخَيْلِ إِذَا كَانَ فِيهَا فَرَسٌ مُحَلِّلٌ ، إِنْ سَبَقَ كَانَ لَهُ السَّبْقُ ، وَإِنْ لَّمْ يَسْبِقْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ شَيْءٌ (مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۳۴۲۳۷، كتاب السير، باب السباق والرهان)

ترجمہ: گھوڑوں کے بالعوض مقابلہ میں کوئی حرج نہیں، جبکہ تیسرا محلِّل (یعنی حلال کرنے والا) گھوڑا ہو، اگر وہ تیسرا آگے نکل گیا، تو وہ انعام اسی کو ملے گا، اور اگر آگے نہیں نکلا، تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر دو کے بجائے تین افراد (مثلاً زید، عمر اور خالد) اپنے اپنے جانوروں کے ساتھ مقابلہ کریں، اور تینوں کے جانور دوڑ اور مقابلہ کے اعتبار سے بظاہر برابر ہوں، تو دو افراد کے درمیان طرفین سے شرط جائز ہو جاتی ہے۔

اور اسی وجہ سے اس تیسرے شخص کو ''محلل'' کہا جاتا ہے، کہ اس کی وجہ سے دو کے درمیان طرفین سے شرط حلال ہو جاتی ہے۔

اور اس کی صورت یہ ہے کہ دو افراد باہم یہ طے کریں کہ ہم میں سے جو بھی فتح یاب ہوا، اس کو دوسرا مثلاً ایک ہزار روپے دے گا، اور اگر تیسرا فتح یاب ہوا، تو ان دونوں کے ایک ایک ہزار روپے کا وہ تیسرا شخص مستحق ہوگا، لیکن اس کے پیچھے رہ جانے کی صورت میں اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔

یہ صورت اس لئے جوئے میں داخل نہیں کہ تیسرے شخص پر کسی صورت میں بھی کچھ لازم نہیں ہو رہا، اگرچہ فتح یاب ہونے کی صورت میں اس کو دوسروں سے حاصل ہو رہا ہے، تو یہ صورت ایسی ہوگئی، جیسا کہ صرف ایک طرف سے شرط طے ہو۔ [1]

[1] تجوز المسابقة على الأقدام والخيل والبغال والحمير والإبل وبالرمى، فإن شرط فيه جعل من أحد الجانبين أو من ثالث لأسبقهما فهو جائز، وإن شرط من الجانبين فهو قمار إلا أن يكون بينهما محلل بفرس كفء لفرسيهما يتوهم سبقه لهما إن سبقهما أخذ منهما، وإن سبقاه لم يعطهما، وفيما بينهما أيهما سبق أخذ من صاحبه(المختار للفتوىٰ ، كتاب الكراهية)

ولو شرطا الجعل ، من الجانبين .وأدخلا ثالثا محللا جاز إذا كان فرس المحلل كفئا لفرسيهما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پھر شریعت نے جوئے اور حرام خوری کے حیلے سے بچنے کے لئے یہ بھی قید لگادی کہ تیسرے شخص کا گھوڑا دوڑ میں پہلے دونوں کے مقابلے اور ٹکر کا ہونا چاہئے۔ [1]

اور آج کل جو گھوڑ دوڑ رائج ہے، اس میں شریعت کے ان اصولوں کا لحاظ نہیں ہوتا، اور اس میں کھلے عام جوا کھیلا جاتا ہے، جو کہ حرام ہے۔

مسئلہ:...... بیلوں، کتوں اور کبوتروں وغیرہ کے درمیان دوڑنے اور اڑنے کا مقابلہ شریعت کی رُو سے درست نہیں، کیونکہ یہ ایک کھیل تماشہ ہے، اور جہاد وغیرہ کی تیاری سے اس کا تعلق نہیں، اور اگر اس کے ساتھ جانوروں کو بے جا ایذاء وتکلیف پہنچانا اور اس میں جوئے بازی اور فخر وتفاخر جیسی چیزیں بھی شامل ہوجائیں، تو پھر یہ گناہ در گناہ ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

يجوز أن يسبق أو يسبق ، وإن كان يسبق أو يسبق لا محالة فلا يجوز لقوله عليه الصلاة والسلام (من أدخل فرسا بين فرسين ، وهو لا يأمن أن يسبق فلا بأس به ، ومن أدخل فرسا بين فرسين ، وهو آمن أن يسبق فهو قمار) رواه أحمد ، وأبو داود ، وغيرهما ، وصورة إدخال المحلل أن يقولا للثالث إن سبقتنا فالمالان لك ، وإن سبقناك فلا شيء لنا عليك ولكن الشرط الذى شرطاه بينهما ، وهو أيهما سبق كان له الجعل على صاحبه باق على حاله فإن غلبهما أخذ المالين ، وإن غلباه فلا شيء لهما عليه . ويأخذ أيهما غلب المال المشروط له من صاحبه ، وإنما جاز هذا لأن الثالث لا يغرم على التقادير كلها قطعا ويقينا ، وإنما يحتمل أن يأخذ أو لا يأخذ فخرج بذلك من أن يكون قمارا فصار كما إذا شرط من جانب واحد لأن القمار هو الذى يستوى فيه الجانبان فى احتمال الغرامة على ما بيناه(تبيين الحقائق، كتاب الخنثى)

وصورة إدخال المحلل أن يقول للثالث إن سبقتنا فالمالان لك ، وإن سبقناك فلا شيء لنا عليك ولكن الشرط الذى شرطناه بينهما وهو أن أيهما سبق كان له الجعل على صاحبه باق على حاله ويأخذ أيهما غلب المال المشروط له من صاحبه وإنما جاز هذا ؛ لأن الثالث لا يغرم على التقادير كلها قطعا ويقينا ، وإنما يحتمل أن يأخذ أولا يأخذ فخرج بذلك من أن يكون قمارا فصار كما إذا شرط من جانب واحد ؛ لأن القمار هو الذى يستوفى فيه من الجانبين فى احتمال الغرامة على ما بيناه(البحرالرائق، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

[1] ولو لم يكن فرس المحلل مثلهما لا يجوز لأنه لا فائدة فى إدخاله بينهما فلا يخرج من أن يكون قمارا (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الكراهية)

[2] والسباق بالطير والرجل والحمام وما يدخل فى معناها مما ليس من عدة الحرب ولا من باب القوة على الجهاد فأخذ المال عليه قمار محظور وسئل ابن المسيب عن الدحو بالحجارة فقال لا بأس به يقال فلان يدحو بالحجارة أى يرمى بها رواه الترمذى وأبو داود والنسائى ولفظ الجامع

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ:...... آج کل جانوروں کی دوڑ میں اولاً تو جہاد کا مقصد پیشِ نظر نہیں ہوتا، بلکہ کھیل وتفریح، فخر وتفاخر یامال کا ناجائز طریقہ پر حصول پیشِ نظر ہوتا ہے، دوسرے ان میں کھلے عام جوا کھیلا جاتا ہے، تیسرے جانوروں کے تحمل سے زیادہ فاصلہ مقرر کیا جاتا ہے، چوتھے جانوروں کو دوڑانے کے لئے ان پر زور وزبردستی کی جاتی ہے، اوران کو ایذاء پہنچائی جاتی ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات جانوروں پر بچوں کو بٹھا دیا جاتا ہے، جن کی چیخ وپکار سے جانور تیز دوڑتے ہیں، اس قسم کی سب صورتیں شریعت کی رُو سے ناجائز وحرام ہیں۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آج کل مختلف ریس کورس میدانوں میں جو گھوڑ دوڑیں ہوتی ہیں، ان میں شرعی حدود کا لحاظ نہیں ہوتا، لہٰذا ان میں حصہ لینا اور دیکھنا سب گناہ ہے۔

جانور کو ناپاک اور حرام چیز کھلانے پلانے کی ممانعت

جانور اگرچہ شرعی احکام کے پابند نہیں، اور حلال وحرام اور پاک وناپاک چیزوں کے احکام بنیادی طور پر انسانوں اور جنوں کے لئے ہیں۔

لیکن شریعت کے تمام احکام انتہائی اعتدال اور حکمت پر مبنی ہیں، جن میں انسانوں اور جانوروں کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصغير لا سبق إلا فى خف أو حافر أو نصل رواه أحمد والأربعة عن أبى هريرة(مرقاة المفاتيح، كتاب الجهاد، باب إعداد آلة الجهاد)

(وَتَصِحُّ الْمُسَابَقَةُ) بِعِوَضٍ وَغَيْرِهِ (عَلَى الدَّوَابِّ) الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ وَالْفِيلَةِ فَقَطْ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :(لَا سَبْقَ إلَّا فِي خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ) فَلَا تَجُوزُ عَلَى الْكِلَابِ وَمُهَارَشَةِ الدِّيَكَةِ وَمُنَاطَحَةِ الْكِبَاشِ ، لِأَنَّهُمَا لَيْسَا مِنْ بِغَيْرِهِ لِأَنَّ فِعْلَ ذَلِكَ سَفَهٌ وَمِنْ فِعْلِ قَوْمِ لُوطٍ الَّذِينَ أَهْلَكَهُمْ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَلَا عَلَى طَيْرٍ وَصِرَاعٍ بِعُوضٍ ؛ لِأَنَّهُمَا لَيْسَا مِنْ آلَاتِ الْقِتَالِ (حاشية البجيرمى على الخطيب، كتاب السبق و الرمى)

(فرع) تجوز المسابقة على الحمير على المذهب ولا تجوز المسابقة على البقر على المذهب ولا على ما لا يصلح للحرب وإن كان من الخيل كالجذع ولا تجوز على الكلب وتجوز على الحمام وغيره من الطيور بلا عوض والأصح المنع بالعوض ولا تجوز المسابقة بإشالة الحجر باليد على المذهب الذى قطع به الأكثرون (كفاية الأخيارفى حل غاية الإختصار، كتاب السبق و الرمى، لتقى الدين أبى بكر بن محمد الحسينى الحصينى الدمشقى الشافعى)

البتہ اگر کسی وقت دوسرے جانور کے دوڑنے ، بھاگنے کی جہاد کے لئے ضرورت ورواج ہو، تو اس صورت میں اس کی شرعی حدود میں رہتے ہوئے دوڑ کی اجازت ہوسکتی ہے۔

لئے ان کی شان اور درجے کا پورا پورا لحاظ کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - لَعَنَ اللّٰہُ الْخَمْرَ وَشَارِبَھَا وَسَاقِیَھَا وَبَائِعَھَا وَمُبْتَاعَھَا وَعَاصِرَھَا وَمُعْتَصِرَھَا وَحَامِلَھَا وَالْمَحْمُولَةَ إِلَیْہِ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۳۶۷۶، کتاب الاشربة، باب فی تحریم الخمر)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، شراب پر، اور اس کے پینے والے پر، اور اس کے پلانے والے پر، اور اس کے بیچنے والے پر، اور اس کے خریدنے والے پر، اور اس کے تیار کرنے والے پر، اور اس کے بنوانے والے پر، اور اس کے اٹھا کر لے جانے والے پر، اور جس کے پاس لے جائی جائے اس پر (ترجمہ ختم)

شراب پلانے کی ممانعت عام ہے، جس میں جانور بھی داخل ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن نافع فرماتے ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؛ أَنَّہُ کَانَ یَکْرَہُ أَنْ تُسْقَی الْبَھَائِمُ الْخَمْرَ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۳۹۶۱، کتاب الطب، باب فی الخمر یتداوی بھا ، والسکر)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے جانوروں کو شراب پلانے کو ناپسند فرمایا ہے (ترجمہ ختم) [1]

---

[1] یہ اثر مرفوعاً بھی مروی ہے، مگر اس کے موقوف ہونے کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔

حدثنا أبو القاسم بن أبی حصین ، ثنا محمد بن عبد اللہ الحضرمی ، ثنا عبد الوھاب بن زکریاء بن أبی زکریاء ، وأبو سعید الأصبھانی ، ثنا الحسین بن حفص ، ثنا أبو مسلم ، قائد الأعمش ، عن عبید اللہ ، عن نافع ، عن ابن عمر ، قال : نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن تسقی البھائم الخمر (اخبارِ اصبھان، حدیث نمبر ۴۰۵۶۴)

حدثنا محمد بن جعفر ، ثنا محمد بن یعقوب بن إسحاق أبو صالح الوراق ، ثنا عبد اللہ بن داود ، ثنا الحسین بن حفص ، ثنا أبو مسلم قائد الأعمش ، عن عبید اللہ ، عن نافع ، عن ابن عمر قال : نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن تسقی البھائم الخمر (اخبارِ اصبھان، حدیث نمبر ۱۴۱۶)

الصحیح فی ھذا موقوف علی ابن عمر .وھذا أیضا کذلک ، إنما سئل عنہ فأجاب بأن أبا مسلم قائد الأعمش رواہ عن عبید اللہ بن عمر ، عن نافع ، عن ابن عمر مرفوعا(بیان الوھم والإیھام فی کتاب الأحکام لابن القطان ج۲ ص۵۳۴)

جانور کو اگر انسان شراب وناپاک چیز کھلائے پلائے، تو اگرچہ جانور گناہ گار نہیں، کیونکہ وہ احکام کے پابند نہیں، مگر انسان احکام کا پابند ہے، اس لئے جانور کو اپنے اختیار سے کھلانے پلانے کی صورت میں انسان گناہ گار رہے۔

لہٰذا جانور کو کوئی حرام وناپاک چیز اپنے اختیار سے کھلانا پلانا جائز نہیں، البتہ اگر ناپاک چیز کہیں پڑی ہو، یا کسی جگہ ڈال دی جائے، اور جانور اسے خود کھانے لگے، تو جانور کو اس کے کھانے سے روکنا ضروری نہیں، کیونکہ یہ جانور کا اپنا فعل ہے، اور جانور اس کا مکلّف نہیں۔ [۱]

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جو لوگ مرغیوں کو ناپاک وحرام (مثلاً خون وغیرہ) غذاء (فیڈ) کھلاتے ہیں، وہ گناہ گار ہیں، البتہ اگر ان کی فیڈ اس طرح کے عمل سے تیار کی جائے، کہ اس عمل کے ذریعہ سے ناپاک وحرام چیزوں کی حقیقت وماہیت تبدیل ہوجائے، تو پھر گناہ نہیں۔

اسی طرح اگر خود سے جانوروں کو وہ فیڈ پیش نہ کی جائے، بلکہ کسی جگہ رکھی دی جائے، اور وہاں سے وہ جانور خود کھالے، تو بھی گناہ نہیں۔

جہاں تک ناپاک وحرام غذاء کھانے والے جانور کے گوشت کا تعلق ہے، تو اس کی تفصیل ہم نے اپنی دوسری تالیف بنام ''جانوروں کے احکام'' میں ذکر کردی ہے۔

---

[۱] (وحرم الانتفاع بها) ولو لسقي دواب(درِ مختار، كتاب الاشربة)

(قوله ولو لسقي دواب) قال بعض المشايخ لو قاد الدابة إلى الخمر لا بأس به ، ولو نقل إلى الدابة يكره وكذا قالوا فيمن أراد تخليل الخمر ينبغي أن يحمل الخل إلى الخمر ولو عكس يكره وهو الصحيح تتارخانية (ردالمحتار، كتاب الاشربة)

ويكره أن يبل الطين بالخمر وأن يسقي الدواب به قال بعض المشايخ لو نقل الدابة إلى الخمر لا بأس به ولو نقل الخمر إلى الدابة يكره(الفتاویٰ الهندية، كتاب الاشربة، الباب الاول)

(ولا تسقى الدواب) مطلقا (وقيل) إن أريد سقي الدواب (لا يحمل الخمر إليها) أي إلى الدابة (فإن قيدت) أي الدابة (إلى الخمر فلا بأس به) أي بالقود لأنه لا يكون حاملها (كما في الكلب مع الميتة) فإنه إن دعاه إليها فلا بأس به وإن حملها إليه لا يجوز (مجمع الانهر، كتاب الاشربة)

وهذا كما لا يحل للمسلم حمل الخمر إلى الخل للتخليل ولكن يحمل الخل إلى الخمر ولا يحمل الجيفة إلى الهرة وله أن يحمل الهرة إلى الجيفة(فتاویٰ قاضی خان ، كتاب الشفعة)

جانور کو بلاضرورت ومصلحت قتل کرنے کا گناہ اور وبال

کسی جانور کو بلاضرورت قتل کرنا جائز نہیں، اور اسے مار دینا شریعت کی نظر میں سخت گناہ ہے۔

البتہ جو جانور حلال ہو، اس کو شرعی طریقہ پر ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔

اسی طرح جو جانور موذی ہو، اس کو بھی قتل کرنے کی اجازت بلکہ بعض کے نزدیک ضروری ہے، کیونکہ ایذاء سے بچنے کے لئے جانور کو قتل کرنا ضرورت ومصلحت میں داخل ہے۔

لیکن ضرورت کی وجہ سے ذبح کا معاملہ ہو یا قتل کا، بہرصورت جانور کو غیر ضروری تکلیف پہنچانے سے بچنا ضروری ہے۔ [۱]

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ إِنْسَانٍ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا إِلَّا سَأَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ يَذْبَحُهَا فَيَأْكُلُهَا وَلَا يَقْطَعُ رَأْسَهَا يَرْمِيْ بِهَا (سنن النسائی، حدیث نمبر ۴۳۶۰، باب إِبَاحَةُ أَكْلِ الْعَصَافِيرِ، واللفظ لهٗ، و باب مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا بِغَيْرِ حَقِّهَا، السنن الكبرىٰ للنسائی، باب إباحة أكل العصافير)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو انسان کسی چڑیا یا اس سے بھی چھوٹے جانور کو بغیر اس کے حق کے قتل کرے گا، تو اللہ عزوجل اس سے اس کے بارے میں باز پرس

---

[۱] وفي جواهر الفتاوى من آخر الباب السادس من الجنايات قال :ملك الملوك لما سئل عن قتل الزنبور ، والحشرات المؤذية كالكلب وغيره هل يجوز قال :يجب قتل الآدمي المؤذي فضلا عن غيره إذا كان مؤذيا .ا هـ .قال العلامة الخير الرملي في حاشية المنح من باب التعزير :قوله "والحشرات المؤذية قيد بها لأن ما لا يؤذي من الحيوانات لا يجوز قتله ، قال في التتارخانية نقلا عن المحيط يكره أن يقتل ما لا يؤذيه ا هـ .والمراد بالكراهة كراهة التحريم لأنها إذا أطلقت في بابها يراد بها ذلك .ا هـ . كلام الخير الرملي وقال العلائي في شرح التنوير من باب التعزير :وأفتى الناصحي بوجوب قتل كل مؤذ .ا هـ .(العقود الدرية في تنقيح الفتاوىٰ الحامدية، مسائل وفوائد شتى من الحظر والإباحة وغير ذلك، فائدة في البزازية يخاصم ضارب الحيوان الخ)

فرمائیں گے، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول اس کا حق کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ذبح کرلے، اور کھالے (جبکہ وہ حلال ہو) اور اس کے سر کو نہ کاٹے، تا کہ اس پرنشانہ بازی کرے (ترجمہ ختم)

اورحضرت شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثًا عَجَّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ إِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِيْ عَبَثًا وَلَمْ يَقْتُلْنِيْ لِمَنْفَعَةٍ (سنن النسائی، حدیث نمبر ۴۴۵۸، باب مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا بِغَيْرِ حَقِّهَا، واللفظ لہٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۴۷۰، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۷۰۹۵، شعب الایمان للبیهقی حدیث نمبر ۱۰۵۶۵)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ جس نے کسی چڑیا کو فضول قتل کیا، تو وہ قیامت کے دن اللہ عزوجل کے سامنے پکار کر کہے گی کہ اے میرے رب فلاں شخص نے مجھے فضول میں قتل کردیا تھا، اور مجھے کسی فائدہ کے لئے قتل نہیں کیا تھا (ترجمہ ختم)

اورحضرت عمر بن یزید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَقْتُلُ عُصْفُوْرًا إِلَّا عَجَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُوْلُ: يَا رَبِّ، هٰذَا قَتَلَنِيْ عَبَثًا فَلَا هُوَ انْتَفَعَ بِقَتْلِيْ وَلَا هُوَ تَرَكَنِيْ فَأَعِيْشُ فِيْ أَرْضِكَ (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۰۹۵، معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۲۶۳۲)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو کوئی بھی چڑیا کو (بلاوجہ) قتل کرے گا، تو وہ چڑیا قیامت کے دن پکار کر کہے گی کہ اے میرے رب اس نے مجھے فضول قتل کردیا تھا، نہ تو اس نے میرے قتل سے کوئی فائدہ اٹھایا، اور نہ ہی اس نے مجھے چھوڑا، تا کہ میں آپ کی زمین میں زندہ رہتی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ چڑیا بلکہ اس سے چھوٹے جانور کو بھی بلاضرورت قتل کرنا جائز نہیں، اور سخت گناہ ہے، اور جب چڑیا اور اس سے چھوٹے جانور کو بھی بلاضرورت قتل کرنا جائز نہیں، تو اس سے بڑے جانور کا بلاضرورت قتل کرنا بدرجۂ اولیٰ گناہ ہے۔

جس کا وبال احادیث میں یہ بتلایا گیا کہ قیامت کے دن وہ جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندے سے مؤاخذے کا مطالبہ کرے گا۔

البتہ یہ پہلے ہی ذکر کیا جاچکا کہ اگر کسی جانور کا قتل کرنا ضرورت کی وجہ سے ہو، مثلاً کھانے کی ضرورت سے ہو، یا جائز طریقہ پر علاج معالجہ کی غرض سے ہو، یا کسی جانور کے موذی ہونے کی وجہ سے اس کو قتل کیا جائے، تو وہ اس وعید میں داخل نہیں۔ [1]

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت پہلے گزر چکی ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا (صحيح مسلم حديث نمبر ۵۱۷۴، كتاب الصيد والذبائح، باب النهى عن صبر البهائم، واللفظ لهٗ، سنن النسائى حديث نمبر ۴۴۵۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی، جو کسی بھی جاندار چیز کو نشانہ بازی

---

[1] وعن عبد الله بن عمرو بن العاص رضى الله عنهما أن رسول الله قال من قتل عصفورا بالضم وهو طائر صغير معروف فى القاموس وهى بهاء اه فهو اسم جنس ولذا أنث الضمير فى قوله فما فوقها أى فى الحقارة والصغر أو فى كبر الجثة والعظم بغير حقها وهو الانتفاع بأكلها سأله الله عن قتله أى عاتبه وعذبه عليه قال الطيبى أنث ضمير العصفور تارة نظرا إلى الجنس وذكره أخرى باعتبار اللفظ قيل يا رسول الله وما حقها بالرفع ويجوز جرها على الحكاية قال أن يذبحها أى ألا أن يقتلها بنوع آخر فيأكلها أى فينتفع بها ولا يرميها فيضيعها قال ابن الملك فيه كراهة ذبح الحيوان لغير الأكل اه والأشبه أنه كراهة تحريم ولهذا نهى النبى عن قتل الحيوانات التى لا تؤكل كما سيأتى قال الطيبى حقها عبارة عن الانتفاع بها كما أن قطع الرأس والرمى عبارة عن ضياع حقها فيكون قوله ولا يقطع رأسها فيرمى بها كالتأكيد للسابق وأقول الظاهر أن كلا من قطع الرأس والرمى بها منهى عنه لا الجمع بينهما كما يتوهم من عبارة الطيبى لأن الرمى متعين مع قطع الرأس وإنما الرمى المنهى بعد ذبحها فى شرح السنة فيه كراهة ذبح الحيوان عند قدوم الملوك والرؤساء وأوان حدوث نعمة تتجدد لهم وفى نحو ذلك من الأمور اه وفيه إن ذبحه وأكله أو إطعامه للفقراء لا وجه لكراهته بل ثبت فى صحيح البخارى أنه لما قدم المدينة نحر جزورا أو بقرة وقال العلماء الضيافة سنة بعد القدوم (مرقاة المفاتيح، كتاب الصيد والذبائح)

کا ذریعہ بنائے (ترجمہ ختم)

اورحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی پہلے گزر چکی ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ يُّتَّخَذَ الرُّوْحُ غَرَضًا. (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۰۲۲۱، کتاب الصید، باب مَا قَالُوا :فِی الطَّیْرِ وَالشَّاةِ یُرْمَی حَتَّی یَمُوتَ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے کسی جاندار چیز کو نشانہ بازی کا ذریعہ بنانے سے منع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

نشانہ بازی کا ذریعہ بنانے میں یہ بھی داخل ہے کہ جانور کو نشانہ بازی کا صرف تختۂ مشق بنائے، اوراس سے کوئی معقول فائدہ اٹھانا پیشِ نظر نہ ہو، جہاں تک نشانہ بازی کی مشق کا تعلق ہے، تو یہ ضرورت کسی بھی غیر جاندار چیز کے ذریعہ سے پوری کی جاسکتی ہے۔

پس آج کل جو بعض لوگ غلیل یا بندوق وغیرہ سے نشانہ بازی کی غرض سے جانوروں کو موت کے گھاٹ اتارتے پھرتے ہیں، یہ سخت گناہ ہے، ایسا کرنے والوں کو قیامت کے دن ان جانوروں کی بے مقصد جان لینے کا بدلہ دینے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النَّحْلَةِ، وَالنَّمْلَةِ، وَالصُّرَدِ، وَالْهُدْهُدِ (مسند احمد، حدیث نمبر ۳۲۴۲، واللفظ لهٗ،سنن أبی داود، حدیث نمبر ۵۲۶۹، کتاب الادب، باب فی قتل الذر، سنن ابنِ ماجة، حدیث نمبر ۳۲۱۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے شہد کی مکھی، اور چیونٹی، اور لٹورے، اور ہُد ہُد کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

بعض روایات میں مینڈک کے قتل کرنے کی بھی ممانعت ہے، جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

ان جانوروں کا ذکر بطورِ مثال کے کیا گیا ہے، کیونکہ ان جانوروں سے عام طور پر انسان کو سابقہ پیش آتا ہے، اوراصل مقصد یہ ہے کہ جو جانور فطرتاً انسان کے لئے موذی نہیں ہوتے ، ان کو قتل کرنا منع ہے۔

شہد کی مکھی اور چیونٹیوں کے بارے میں تفصیل آگے آتی ہے۔

اور ہُدہُد اور لٹورا کیونکہ انسانوں کے لئے موذی نہیں، اس لئے ان کو قتل کرنا منع ہے۔

خلاصہ یہ کہ جس جانور کے قتل کرنے کی ضرورت نہ ہو، اس کو قتل کرنا جائز نہیں۔

البتہ ضرورت کی مختلف صورتیں ہیں، ایک یہ کہ کھانے کی ضرورت ہو، اور یہ ضرورت حلال جانوروں سے وابستہ ہے، دوسرے یہ کہ وہ جانور موذی ہو، اور ایذاء کی بھی مختلف صورتیں ہیں، تیسرے یہ کہ کسی مرض کے علاج کے لئے قتل کرنے کی ضرورت پیش آجائے، جس کا تعلق طبی اصول سے ہے۔

خلاصہ یہ کہ جانور کو نشانہ بازی کے لئے کھڑا کر کے اور محبوس کر کے رکھنا، یا بھوکا پیاسا مارنے کے لئے باندھ چھوڑ دینا سخت گناہ اور باعثِ لعنت عمل ہے۔

آج کل بہت سے لوگ صدقہ کے لئے بکرا ذبح کرنے کا انتخاب کرتے ہیں، اور کم سے کم قیمت میں میسر آجانے کی خاطر بکرے کے بہت چھوٹے بچوں کو خرید کر ذبح کر دیتے ہیں۔

اولاً تو شریعت کی طرف سے صدقہ کے لئے کسی جانور یا بکرے کی تخصیص نہیں آئی، دوسرے صدقہ میں جانور ذبح کرنے کی تعیین بھی بلاوجہ ہے۔

اس حیثیت سے جانور کے ذبح کو ضروری سمجھنا عبث ہوا، جس کی احادیث میں ممانعت آئی ہے۔

کسی پریشانی، مصیبت، یا بیماری وغیرہ سے حفاظت کے لئے احادیث میں صدقہ کرنے کی ترغیب آئی ہے اور صدقہ اس چیز کا کرنا چاہئے جس سے غریبوں اور محتاجوں وضرورتمندوں کی زیادہ بہتر طریقہ پر مدد ہو۔

لہٰذا بکرے کی تخصیص اور اس میں بھی ذبح کو اصل مقصود سمجھنا درست نہیں۔

تیسرے بہت چھوٹے بچوں کو ایسے عمل کے لئے ذبح کرنا بھی ناانصافی ہے، جس کے لئے شریعت کی طرف سے ذبح کرنے کو متعین نہیں کیا گیا۔ [1]

مسئلہ:......آج کل بعض پولٹری فارم کے مالکان مرغیوں کی بازار میں قلت پیدا کر کے قیمت

---

[1] تفصیل کے لئے ہمارا رسالہ ''بکرے کے صدقہ کا شرعی حکم'' ملاحظہ فرمائیں۔

بڑھانے کی غرض سے مرغیوں یا ان کے بچوں کی بڑی تعداد کو قتل کردیتے، بلکہ زندہ درگور کردیتے ہیں، یہ سخت ترین گناہ ہے، دنیائے فانی کے چند ٹکوں کی خاطر قیمتی جانوں کا ضیاع انتہائی حماقت وسفاہت کی بات ہے۔

مینڈک کو قتل کرنے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ الصُّرَدِ وَالضِّفْدَعِ وَالنَّمْلَةِ وَالْهُدْهُدِ (ابن ماجه، حديث نمبر ۳۲۱۴، كتاب الصيد، بَاب مَا يُنْهَى عَنْ قَتْلِهِ) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹورے (ایک قسم کے پرندے) اور مینڈک کو، اور چیونٹی کو، اور ہدہد کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ النَّمْلَةِ، وَالنَّحْلَةِ، وَالْهُدْهُدِ، وَالصُّرَدِ، وَالضُّفْدَعِ "(المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۵۵۹۶، السنن الكبرى للبيهقي، حديث نمبر ۱۹۸۶۰)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹی کو، اور شہد کی مکھی کو، اور ہدہد کو، اور لٹورے کو، اور مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبد الرحمٰن بن عثمان سے مروی ہے کہ:

أَنَّ طَبِيْبًا سَأَلَ النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِيْ دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -عَنْ قَتْلِهَا (سنن أبى داود، حديث نمبر

---

[1] هذا إسناد ضعيف لضعف إبراهيم بن الفضل المخزومي وله شاهد من حديث ابن عباس رواه أبو داود وابن ماجة ورواه أبو داود والنسائي من حديث عبد الرحمن بن عثمان (مصباح الزجاجة، باب ماينهى عن قتله)

۵۲۷۱، کتاب الادب، باب فی قتل الضفدع، واللفظ له)[1]

ترجمہ: ایک طبیب (ڈاکٹر) نے نبی ﷺ سے مینڈک دوا میں ڈالنے کا سوال کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو مینڈک کے قتل کرنے سے منع فرمادیا (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مینڈک کو قتل کرنا جائز نہیں، اور دوا میں ڈالنا اس لئے جائز نہیں، کہ اس کا کھانا حرام ہے۔

البتہ اگر کوئی خطرناک مرض لاحق ہو، اور اس کا واقعی درجہ میں مینڈک کے علاوہ کوئی اور علاج میسر نہ ہو، تو ایسی مجبوری کا حکم الگ ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

لاَ تَـقْتُـلُوا الضَّفَادِعَ ، فَإِنَّ نَقِيْقَهَا الَّذِیْ تَسْمَعُوْنَ ، تَسْبِيْحٌ (مُصنف ابن أبی شيبة، حديث نمبر ۲۴۱۷۸، کتاب الطب ،باب فِی الضِّفْدِعِ يُتَدَاوَی بِلَحْمِهِ)

ترجمہ: تم مینڈکوں کو قتل نہ کرو، کیونکہ ان کی جو آواز تم سنتے ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے (ترجمہ ختم)

اور مصنف عبدالرزاق میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اس طرح روایت ہے:

لَا تَـقْتُـلُوا الضِّفْدَعَ فَإِنَّ صَوْتَهَا الَّذِیْ تَسْمَعُوْنَ تَسْبِيْحٌ وَتَقْدِيْسٌ (مصنف عبد الرزاق، حديث نمبر ۸۴۱۸، کتاب المناسک، باب ما ينهی عن قتله من الدواب)

ترجمہ: تم مینڈک کو قتل نہ کرو، کیونکہ اس کی آواز جو تم سنتے ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ الضِّفْدَعِ، وَقَالَ": إِنَّ نَقِيْقَهَا

---

[1] ورواه سنن النسائی ، حديث نمبر ۴۳۶۶، باب الضفدع، مسند أحمد، حديث نمبر ۱۵۷۵۷، مستدرک حاکم حديث نمبر ۵۸۸۲ ، وقال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِجَاهُ، وقال الذهبی فی التلخيص :صحيح، مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۲۴۱۷۷، باب فِی الضِّفْدِعِ يُتَدَاوَی بِلَحْمِ)

تَسْبِيْحٌ ."(المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۴۶۹ و حديث نمبر ۱۵۲۶) [۱]

ترجمہ: نبی ﷺ نے مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا، اور فرمایا کہ اس کا ٹرّانا تسبیح ہے (ترجمہ ختم)

اور امام اصبہانی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت نقل کی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَقْتُلُوْا الضَّفَادِعَ فَإِنَّ نَقِيْقَهُنَّ تَسْبِيْحٌ (العظمة لأبی الشيخ الأصبهانی، حديث نمبر ۱۱۹۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مینڈکوں کو قتل نہ کرو، کیونکہ ان کی ٹرّاہٹ، اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے (ترجمہ ختم)

اللہ تعالیٰ کی تسبیح تو ہر جانور بلکہ ہر چیز ہی کرتی ہے، جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت میں ذکر ہے:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (سوره بنی اسرائيل آيت ۴۴)

ترجمہ: ساتوں آسمان اور زمین اور ان کی ساری مخلوقات اس کی تسبیح کرتی ہیں، اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو، لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو (ترجمہ ختم)

گو مینڈک کو قتل کرنے کی ممانعت کی اصل وجہ اس کا تسبیح کرنا نہیں ہے، اور اصل مقصود یہ بتلانا ہے کہ مینڈک فی نفسہٖ غیر موذی جانور ہے، اور اس کو کھانا بھی جائز نہیں، پھر اس کو قتل کرکے اللہ کی تسبیح کو کیوں بند کیا جائے۔ [۲]

---

[۱] قال الهيثمی:
رواه الطبرانی فی الصغير والاوسط وفيه المسيب بن واضح وفيه كلام وقد وثق (مجمع الزوائد ج۴ص ۴۱)

[۲] فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ :إِنَّمَا نَهَى عَنْ قَتْلِ الضِّفْدَعِ لِأَنَّهُ يُسَبِّحُ .قِيلَ لَهُ :وَالسَّمَكُ أَيْضًا يُسَبِّحُ ,قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ :(وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ) : وَلَمْ يَمْنَعْ ذَلِكَ مِنْ قَتْلِهِ لِأَكْلِهِ ,وَالِانْتِفَاعِ بِهِ ,فَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ الضِّفْدَعَ إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ قَتْلِهِ لِخِلَافِ ذَلِكَ ,وَهُوَ لِأَنَّهُ لَا يُؤْكَلُ ,وَكُلُّ مَا لَا يُؤْكَلُ فَقَتْلُهُ عَبَثٌ ,وَالْعَبَثُ فِي ذَلِكَ فَحَرَامٌ ,وَاللهَ نَسْأَلُهُ التَّوْفِيقَ(شرح مشكل الآثار ،اب بيان مشكل ما روى عن رسول الله ﷺ من نهيه عن قتل الضفدع)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ كَانَتِ الضِّفْدَعُ تُطْفِيءُ النَّارَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَكَانَ الْوَزْغُ يَنْفُخُ فِيهِ فَنَهٰى عَنْ قَتْلِ هٰذَا وَأَمَرَ بِقَتْلِ هٰذَا (مصنف عبد الرزاق، حديث نمبر ۸۳۹۲، كتاب المناسك، باب ما يقتل في الحرم وما يكره قتله)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ مینڈک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو بجھا رہا تھا، اور گرگٹ اس میں (آگ بھڑکانے کے لئے) پھونک مار رہا تھا، تو مینڈک کے قتل کرنے سے منع کیا گیا، اور گرگٹ کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا (ترجمہ ختم)

مینڈک کو قتل کرنے کی ممانعت کی اصل وجہ پیچھے گزر چکی ہے، اور جس طرح اس کے قتل کے منع ہونے کی اصل وجہ اس کی تسبیح کرنا نہیں ہے، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آگ کو بجھانا بھی نہیں ہے، البتہ یہ اس جانور کی ایک اچھی صفت ہے، جس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ جانور خبیث جانوروں میں سے نہیں ہے، جن کو کہ قتل کرنے کا حکم ہے۔

مینڈک کے دوا میں استعمال اور مینڈک کی چیر پھاڑ کر کے طبی تعلیم کا حکم آگے اپنے مقام پر آتا ہے۔

چیونٹیوں کو قتل کرنے کا حکم

احادیث میں جن جانوروں کو قتل کرنے کی ممانعت بیان کی گئی ہے، ان میں ایک جانور چیونٹی ہے، جس میں عام چھوٹی چیونٹیاں بھی شامل ہیں، اور بڑی چیونٹیاں بھی، جن کو آج کل کی زبان میں چیونٹے اور مکوڑے کہا جاتا ہے۔

کیونکہ یہ فی نفسہٖ غیر موذی جانور ہے، البتہ اگر اس سے ایذاء پہنچے تو پھر اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

لیکن جس چیونٹی سے تکلیف پہنچے، اسے تو قتل کرنا جائز ہے، مگر ایک ایذاء پہنچانے والی چیونٹی کی وجہ سے دوسری چیونٹیوں کو قتل کرنا جائز نہیں۔

چنانچہ چیونٹی کے قتل کرنے کی ممانعت پہلے گزر چکی ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا، فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ، فَجَاءَ وَقَدْ أَوْقَدَ رَجُلٌ عَلٰى قَرْيَةِ نَمْلٍ، إِمَّا فِي الْأَرْضِ، وَإِمَّا فِيْ شَجَرَةٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَيُّكُمْ فَعَلَ هٰذَا؟ "فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ :أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ "أَطْفِهَا، أَطْفِهَا "(مسند احمد، حديث نمبر ۳۷۶۳،واللفظ لهٗ، مسند الطيالسی حديث نمبر ۳۳۹) [۱]

ترجمہ: نبی ﷺ سفر کے دوران ایک جگہ اترے، اور اپنی حاجت کے لئے تشریف لے گئے، پھر تشریف لائے، اور اس دوران ایک آدمی نے چیونٹیوں کے گھر کو زمین میں یا درخت میں جلا دیا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تم میں سے کس نے کیا؟ تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں نے کیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس آگ کو بجھا دو، اس آگ کو بجھا دو (ترجمہ ختم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجَهَازِهٖ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ أَمَرَ بِبَيْتِهَا فَأُحْرِقَ بِالنَّارِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً (بخاری، حديث نمبر ۳۰۷۲، كتاب بدء الخلق، باب خمس من الدواب فواسق يقتلن فی الحرم)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نبیوں میں سے ایک نبی کسی درخت کے نیچے ٹھہرے، تو ان کو وہاں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا، تو انہوں نے اپنا سامان اٹھانے کا حکم

---

[۱] هذا إسناد رجاله ثقات إلا أن المسعودی واسمه عبد الرحمن بن عبد الله بن عتبة بن عبد الله بن مسعود ، اختلط بآخرة وقد قيل إن أبا داود الطيالسی روی عنه بعد الاختلاط ، قاله سلم بن قتيبة(اتحاف الخيرة المهرة، تحت حديث رقم ۵۴۲۰)

وَقَال حنبل بن إسحاق : سمعت أبا عَبد الله يقول :سماع أبی النضر وعاصم وهؤلاء من المسعودی بعدما اختلط ، إلا أنهم احتملوا السماع منه فسمعوا.(تهذيب الكمال ج۱۷ ص۲۲۳)

دیا، اور درخت کے نیچے سے چیونٹیوں کے گھر کو نکلوایا، پھر ان کے گھر کو آگ میں جلانے کا حکم فرمایا، تو اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی، کہ (اس) ایک چیونٹی کے مارنے پر ہی کیوں اکتفانہ کیا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَحْرَقْتَ أُمَّةً مِّنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ (بخاری، حدیث نمبر ۲۷۹۶، کتاب الجهاد والسير، باب إذا حرق المشرک المسلم هل يحرق، واللفظ لهٗ) [1]

ترجمہ: ایک چیونٹی نے نبیوں میں سے ایک نبی کے کاٹ لیا، تو انہوں نے چیونٹیوں کے بِل (گھر) کو جلوادیا، تو اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ آپ کو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا، اور آپ نے مخلوقات میں سے ایک تسبیح کرنے والی پوری امت (یعنی مستقل نوعِ مخلوق) کو جلادیا (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

فَإِنَّهُنَّ يُسَبِّحْنَ (نسائی، حدیث نمبر ۴۳۷۱، باب قتل النمل، ابنِ حبان، حدیث نمبر ۵۶۴۷. العظمة لابی الشيخ اصبهانی حديث نمبر ۱۱۵۳)

ترجمہ: وہ چیونٹیاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

چیونٹی کو قتل کرنے اور کسی جانور کو آگ میں جلانے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے، البتہ اگر کوئی چیونٹی تکلیف پہنچائے، تو اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ [2]

ممکن ہے کہ ان نبی کی شریعت میں آگ میں جلانے کی اجازت ہو، اور تنبیہ اس وجہ سے کی گئی ہو، کہ انہوں نے اس کاٹنے والی ایک چیونٹی کی بجائے سارے گھر کو جلوادیا تھا۔

---

[1] ورواه مسلم، حدیث نمبر ۵۹۸۶، نسائی، باب فی قتل النمل، ابوداوٗد، حدیث نمبر ۵۲۶۸، کتاب الجهاد، باب فی کراهية حرق العدو بالنار، ابنِ ماجة، مسند احمد)

[2] وفی ذلک ما قد دل علی إباحة قتل ما آذی من النمل وفيما قبله النهی عن قتل ما لم يؤذ منها (شرح مشكل الآثار، ج۲ ص۳۳۳، باب بيان مشكل ما روی عنه عليه السلام من نهيه عن قتل النملة، والنحلة والهدهد والصرد)

اور ممکن ہے کہ انہوں نے سارے گھر کو اس لئے جلوایا ہو، تا کہ آئندہ کسی اور کو یہ چیونٹیاں نہ کاٹیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی باز پرس ہوتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر باز پرس کی گئی۔ [1]

اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا أَذَتکَ النَّمْلَةَ فَاقْتُلْهَا (مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر ۸۴۱۶، کتاب المناسک، باب ما ینهی عن قتله من الدواب)

ترجمہ: جب آپ کو کوئی چیونٹی تکلیف پہنچائے، تو آپ اسے قتل کر دیں (ترجمہ ختم)

حضرت ابراہیم بن نافع فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ طَاوُوسًا عَنْ قَتْلِ الذَّرِّ فِي الْحَرَمِ ؟ فَقَالَ :إِذَا آذَاکَ فَلَا بَأْسَ بِهِ(مصنف ابن ابی شیبة،حدیث نمبر ۱۳۴۳۳ ، کتاب المناسک، باب فی المحرم یقتل النمل ، أم لا ؟)

ترجمہ: میں نے حضرت طاؤس سے چیونٹی کے حرم میں قتل کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جب آپ کو وہ تکلیف پہنچائے، تو اس کے قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ عام چیونٹیوں کو قتل کرنا گناہ ہے، البتہ اگر کوئی چیونٹی تکلیف پہنچائے تو اسے قتل کرنا جائز ہے۔

اور بعض اہلِ علم نے فرمایا کہ چیونٹیوں کی جو نسل موذی ہوتی ہے، اس کو قتل کرنا جائز ہے، اور جو

---

[1] قال العلماء :وهذا الحديث محمول على أن شرع ذلک النبی ﷺ كان فيه جواز قتل النمل ، وجواز الإحراق بالنار ، ولم يعتب عليه فی أصل القتل والإحراق ، بل فی الزيادة على نملة واحدة .وأما فی شرعنا فلا يجوز الإحراق بالنار للحيوان إلا إذا أحرق إنسانا فمات بالإحراق ، فلوليه الاقتصاص بإحراق الجانی .وسواء فی منع الإحراق بالنار القمل وغيره للحديث المشهور :(لا يعذب بالنار إلا الله) وأما قتل النمل فمذهبنا أنه لا يجوز(شرح النووی على مسلم، تحت حديث رقم ۴۱۵۷، کتاب السلام ،باب النهی عن قتل النمل)

موذی نہیں ہوتی، اس کو قتل کرنا جائز نہیں، اِلّا یہ کہ ان میں سے کوئی تکلیف پہنچائے۔

اور کھٹمل کو مارنا بہرحال جائز ہے، کیونکہ وہ موذی جانور ہے۔ [1]

مسئلہ:...... آج کل مختلف کیڑے مار ادویہ (پاؤڈر اور اسپرے) رائج ہیں، موذی چیونٹی کو مارنے کے لئے ان کو استعمال کرنے کی گنجائش ہے، لیکن آج کل جو موذی وغیر موذی کا امتیاز کئے بغیر ان ادویہ کے ذریعہ اجتماعی طور پر سب چیونٹیوں کو قتل کر دینے کا رواج ہے، یہ جائز نہیں۔

---

[1] قال الدميرى وأما قتل النمل فمذهبنا لا يجوز للحديث السابق والمراد النمل المسلمانى كما قاله الخطابى والبغوى فى شرح السنة وأما الصغير المسمى بالذر فقتله جائز وكره مالك قتل النمل إلا أن يضر ولا يقدر على دفعه إلا بالقتل وقيل إنما عاتب الله هذا النبى لانتقامه لنفسه بإهلاك جمع وإنما آذاه واحد منه وكان الأولى به الصبر والصفح لكن وقع للنبى إن هذا النوع مؤذ لبنى آدم وحرمة بنى آدم أعظم من حرمة غيرهم من الحيوان فلو انفرد له النظر ولم ينضم إليه التشفى الطبيعى لم يعاتب فعوتب على التشفى بذلك (مرقاة المفاتيح، كتاب الصيد والذبائح،باب ما يحل أكله وما يحرم أكله)

وأما قتل النمل فمذهبنا أنه لا يجوز فإن النبى نهى عن قتل أربع من الدواب وسيجىء فى الفصل الثانى اه ويمكن حمل النهى عن قتل النمل على غير المؤذى منها جمعا بين الأحاديث وقياسا على القمل فإن أذى النمل قد يكون أشد من القمل ألا ترى أنه لا يجوز قتل الهر ابتداء بخلاف ما إذا حصل منه الأذى ويمكن أن يكون الإحراق منسوخا أو محمولا على ما لا يمكن قتله إلا به ضرورة متفق عليه(مرقاة المفاتيح،كتاب الصيد والذبائح ،باب ما يحل أكله وما يحرم أكله)

أما النمل ، فما لا ضرر فيه منها ، وهى الطوالالأرجل ، فلا يجوز قتلها ، فأما الصغار المؤذية ، فدفع عاديتها بالقتل جائزويكره التحريق بالنار ، وكذلك تحريق بيوت الزنابير ، لقول النبىﷺ " : لا يعذب بالنار إلا رب النار "وقال الحربى :النمل ما كان لها قوائم ، وأما الصغار فهى الذر(شرح السنة۔للإمام البغوى ،ج ۱۲ ص۱۹۸، باب قتل الذر)

قتل النملة تكلموا فيها والمختار أنه إذا ابتدأت بالأذى لا بأس بقتلها وإن لم تبتدء يكره قتلها واتفقوا على أنه يكره إلقاؤها فى الماء وقتل القملة يجوز بكل حال كذا فى الخلاصة(الفتاوىٰ الهندية، الباب الحادى والعشرون ، كتاب الكراهية)

وتكلم المشايخ فى النملة، قال الصدر الشهيد :والمختار للفتوى أنها إذا ابتدأت بالأذى فلا بأس بقتلها، وإن لم تبتدىء يكره قتلها، والأصل فى ذلك :ما روى أن نملة قرصت نبياً من الأنبياء ، فأحرق بيت النملة، فأوحى الله تعالى هلاّ قتلت تلك النملة الواحدة، دليل على جواز قتلها عند الأذى، وعلى عدم الجواز عند انعدام الأذى(المحيط البرهانى، الفصل الثالث والعشرون فيما يسع من الجراحات فى بنى آدم والحيوانات،وقتل الحيوانات، وما لا يسع من ذلك)

مسئلہ:......چیونٹی کو پانی میں ڈالنا یا پانی سے بہانا جائز نہیں، کیونکہ اس سے ان کو ایذاء پہنچتی ہے۔ [1]

مکھی (Fly) اور مچھر (Mosquito) کو قتل کرنے کا حکم

احادیث میں جن جانوروں کو قتل کرنے کی ممانعت آئی ہے، ان میں شہد کی مکھی کی تخصیص کی گئی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ شہد کی مکھیوں کے علاوہ دوسری مکھیوں کو قتل کرنا جائز ہے، کیونکہ وہ خبیث جانوروں میں شامل اور انسانوں کی ایذاء کا باعث ہیں، اور مچھر کا بھی یہ حکم ہے کہ اس کو بھی قتل کرنا جائز ہے۔

شہد کی مکھیوں سے لوگوں کا فائدہ وابستہ ہے، اور وہ قابلِ احترام ہیں، کیونکہ ان کے ذریعہ سے شہد اور موم تیار ہوتا ہے، اس لئے انہیں قتل کرنے کی ممانعت کا احادیث میں ذکر کیا گیا ہے، جبکہ دوسری مکھیوں سے اس قسم کا فائدہ وابستہ نہیں، بلکہ عام طور پر ان سے تکلیف پہنچتی ہے، اور ان کو قتل کرنے کی اجازت ہے۔

اور شہد کی مکھیوں کے قابلِ احترام ہونے کی وجہ بعض احادیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ شہد کی مکھیوں کے علاوہ تمام مکھیاں جہنم میں ہوں گی، اور اس کی وجہ اہلِ علم نے یہ بیان کی ہے کہ یہ جہنمیوں کے لئے عذاب کا باعث ہونگی۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: عُمَرُ الذُّبَابِ أَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً، وَالذُّبَابُ كُلُّهُ فِي النَّارِ إِلَّا النَّحْلُ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر ۴۲۱۲) [2]

---

[1] واتفقوا على أنه لا يجوز إلقاؤها في الماء، وقتل القملة يجوز على كل حال(المحيط البرهاني، الفصل الثالث والعشرون فيما يسع من الجراحات في بني آدم والحيوانات،وقتل الحيوانات، وما لا يسع من ذلك)
ويكره إلقاؤها في الماء وقتل القملة يجوز بكل حال(البحر الرائق، كتاب الكراهية، باب خصي البهائم)

[2] قال الهيثمي:
رواه أبو يعلى ورجاله ثقات(مجمع الزوائد، ج۴ص ۴۱،باب ما نهى عن قتله من النمل والضفدع والنحل وغير ذلك)
وقال البوصيري:هذا إسناد حسن، بكار بن عبد العزيز بن أبي بكرة مختلف فيه(اتحاف الخيرة المهرة، باب ما جاء في الذباب وعمره)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکھیوں کی عمر (اوسطاً) چالیس راتیں ہوتی ہے، اور تمام مکھیاں جہنم میں ہونگیں، سوائے شہد کی مکھیوں کے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

اَلـذُّبَـابُ كُـلُّـهُ فِي النَّارِ إِلَّا النَّحْلَةَ (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۰۸۹۵، واللفظ لهٗ، اخبارِ اصبهان، حديث نمبر ۱۰۰۳) [1]

ترجمہ: تمام مکھیاں جہنم میں ہونگیں، سوائے شہد کی مکھیوں کے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا ارشاد ان الفاظ میں مروی ہے:

اَلـذُّبَـابُ كُـلُّـهُ فِـى النَّارِ إِلَّا النَّحْلُ (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۰۳۳۶)

ترجمہ: تمام مکھیاں جہنم میں ہونگیں، سوائے شہد کی مکھیوں کے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ہی حضور ﷺ کا ایک ارشاد ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

اَلـذُّبَابُ كُلُّهُ فِي النَّارِ إِلَّا النَّحْلُ (المعجم الاوسط حديث نمبر ۳۴۸۲، المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۳۳۶۲)

ترجمہ: تمام مکھیاں جہنم میں ہونگیں، سوائے شہد کی مکھیوں کے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا ایک ارشاد اس طرح مروی ہے کہ:

كُلُّ الـذُّبَـابِ فِي النَّارِ إِلَّا النَّحْلَ ,وَكَـانَ يَـنْهٰى عَنْ قَتْلِهِنَّ ,وَ إِحْرَاقِ الطَّعَامِ (مصنف عبدالرزاق، حديث نمبر ۹۴۱۵، كتاب الجهاد، باب القتل بالنار) [2]

---

[1] قال الهيثمي:

رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح غير ابراهيم بن محمد بن حازم وهو ثقة. (مجمع الزوائد، ج۴ص ۴۱، باب ما نهى عن قتله من النمل والضفدع والنحل وغير ذلک)

[2] وحديث نمبر ۸۴۱۷، كتاب المناسک، باب ما ينهى عن قتله من الدواب، المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۳۲۵۵، المعجم الاوسط، حديث نمبر ۱۵۷۵، المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۳۳۶۲، المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۳۲۸۵، معجم طبرانی، مستدرک بالجزء الساقط من مسند عبد الله بن عمر رضى الله عنهما، من مرويات الإمام الطبراني فى مؤلفاته الأخرى، بقية مسند عبد الله بن عمر، حديث نمبر ۴۲۰. ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: تمام مکھیاں جہنم میں ہونگیں،سوائے شہد کی مکھیوں کے،اور نبی علیہ السلام نے شہد کی مکھیوں کو قتل کرنے،اور کھانے کو جلانے سے منع فرمایا ہے(ترجمہ ختم)

اور معجم کبیر طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ:

اَلـذُّبَـابُ فِـى الـنَّـارِ إِلَّا النَّحلَ ,فَكَـانُـوْا يَـكْرَهُوْنَ قَتْلَهَـا ,وَإِحْرَاقَ الطَّعَامِ(المعجم الكبير للطبرانی، حديث نمبر ۱۳۳۶۴)

ترجمہ: تمام مکھیاں جہنم میں ہونگیں،سوائے شہد کی مکھیوں کے،اور صحابۂ کرام شہد کی مکھیوں کے قتل کرنے کو ناپسند فرماتے تھے،اور کھانا جلانے کو بھی (ترجمہ ختم)

اگر غور کیا جائے،تو شہد کی مکھی کے علاوہ عام مکھیاں میل وکچیل،گندگی اور غلاظت سے پیدا ہوتی ہیں،اور غلاظت ہی ان کی مرغوب غذاء ہے،اور جہنم گندی اور غلیظ جگہ ہے،اس لئے ان کے وہاں پیدا ہونے کی حکمت سمجھ میں آتی ہے،اور کوئی اعتراض کا باعث نہیں۔

برخلاف شہد کی مکھی کے کہ اس کی نہ تو پیدائش غلاظت میں ہوتی ہے،اور نہ ہی اس کی غذاء گندی اور غلیظ ہوتی ہے، بلکہ اس کی غذاء نہایت پاکیزہ اور لطیف ہوتی ہے،اور یہ گندگی اور غلاظت سے اجتناب کرتی ہے۔

یہاں تک کہ اگر کوئی شہد کی مکھی گندگی پر بیٹھ جائے،تو شہد کے چھتے (Honeycomb) کے دربان اسے باہر روک دیتے ہیں،اور شہد کی مکھیوں کی ملکہ اس کو قتل کردیتی ہے(کذافی معارف القرآن ج۵ص۳۶۲)

پھر شہد کی مکھی تو انسانوں کی بودوباش کے مقامات سے الگ رہتی ہے،اور دوسری مکھیاں انسانوں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الهيثمی:

رواه الطبرانی فی الاوسط والكبير بأسانيد رجال بعضها ثقات كلهم.(مجمع الزوائد، ج۴ص ۴۱،باب ما نهی عن قتله من النمل والضفدع والنحل وغير ذلک)

وقال ابن الملقن :

وَإِسْنَاده لَا أعلم بِهِ بَأْسا (البدر المنير فی تخريج الأحاديث والأثار الواقعة فی الشرح الكبير،كتاب الاطعمة، الحديث العشرون)

کے قریب رہتی ہیں، اور کھانے پینے کی چیزوں میں گر کر مرجاتی ہیں، تو اگر ان کے مرنے کی وجہ سے کھانے پینے کی چیز کو ناپاک قرار دیا جائے، تو بہت بڑا حرج لازم آتا ہے، اور اگر پاک قرار دیا جائے، تو ان کے کھانے پینے کی چیز میں مرجانے کی صورت میں زہریلے اثرات سے کھانے پینے کی چیز کی حفاظت کیونکر کی جائے؟

تو شریعت نے اس سلسلہ میں انتہائی پاکیزہ تعلیم دی ہے، کہ مکھی کے گرنے اور مرنے سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی، کیونکہ اس میں بہتا خون نہیں ہوتا (جس پر جانور کے ناپاک ہونے کی بنیاد ہے) جہاں تک اس کے زہریلے اثرات سے حفاظت کا معاملہ ہے، تو مکھی کے ایک پَر میں زہر اور دوسرے میں اس کا علاج وشفاء ہے، اور وہ کھانے پینے کی چیز میں گرتے وقت زہریلے پَر کو تو کھانے پینے میں ڈال دیتی ہے، اور علاج وشفاء والے پَر کو بچا کر رکھتی ہے۔

لہٰذا شریعت نے کھانے پینے کی چیزوں سے اس کے زہریلے اثرات دور کرنے کا اس طرح انتظام کیا کہ اس کا دوسرا پَر بھی ڈبو دیا جائے، اور پھر مکھی کو نکال کر کھانے پینے کی چیز کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

اس طرح ایک طرف تو کھانے پینے کی چیزوں کی حفاظت بھی ہوگئی، اور دوسری طرف ضرر اور نقصان سے بھی حفاظت کا انتظام ہوگیا۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَامْقُلُوْهُ فَإِنَّ فِيْ أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الآخَرِ شِفَاءً وَإِنَّهُ يَتَّقِيْ بِجَنَاحِهِ الَّذِيْ فِيْهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ (ابوداؤد، حديث نمبر ۳۸۴۶، كتاب الاطعمة، باب فى الذباب يقع فى الطعام)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے (کھانے پینے کے) برتن میں مکھی گر جائے، تو اس مکھی کو پورا ڈبو دو (پھر اس مکھی کو کھانے پینے کی چیز سے نکال کر پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے، اور دوسرے میں شفاء

ہے، اور یہ اپنا وہی پَر ڈالتی ہے، جس میں بیماری ہوتی ہے، پس اسے پورا ڈبو دینا چاہیئے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ أَحَدِ جَنَاحَيْ الذُّبَابِ سِمٌّ وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ فَإِذَا وَقَعَ فِي الطَّعَامِ فَامْقُلُوْهُ فِيْهِ فَإِنَّهُ يُقَدِّمُ السِّمَّ وَيُؤَخِّرُ الشِّفَاءَ (ابنِ ماجة، حديث نمبر ۳۴۹۵، كتاب الطب، باب يقع الذباب فى الإناء، واللفظ لهٗ، مسند احمد حديث نمبر ۱۱۶۴۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکھی کے ایک پَر میں زہر ہے، اور دوسرے میں شفاء ہے، پس جب وہ کھانے (پینے کی چیز) میں گر جائے، تو اس کو اس کھانے (پینے کی چیز) میں پورا ڈبودو، کیونکہ وہ زہر والے پَر کو ڈالتی ہے، اور شفاء والے پَر کو بچا کر رکھتی ہے (ترجمہ ختم)

اور جو حکم عام مکھیوں کا ہے، وہی حکم مچھر وغیرہ کا بھی ہے، کہ وہ بھی انسان کے لئے موذی ہیں، لہٰذا ان کو بھی مارنا جائز ہے، اور اسی طرح لال بیگ نام کے کیڑے کو بھی مارنا جائز ہے، کیونکہ یہ بھی گندگی اور غلاظت سے پیدا ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت عطاء فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ يُّقْتَلَ الذُّبَابُ وَالْبَعُوْضُ (مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۱۳۴۳۷، كتاب المناسک، باب فى المحرم يقتل البعوض)

ترجمہ: مکھی اور مچھر کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں (ترجمہ ختم)

یعنی شہد کی مکھیوں کے علاوہ دوسری مکھیوں اور اسی طرح مچھروں کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ ایذاء وتکلیف کا باعث ہونے کی وجہ سے موذی جانوروں میں شامل ہیں، اور موذی جانوروں کو قتل کرنا جائز ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شہد کی مکھیاں قابلِ قدر ومنزلت مکھیاں ہیں، اس لئے ان کو قتل کرنا جائز

نہیں۔ [1]

موذی جانوروں کو قتل کرنے کا حکم

شریعت نے موذی جانوروں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے، کیونکہ جانور کی ایذاء سے بچنے کے لئے اس کو قتل کرنا فضول قتل کرنے میں داخل نہیں، بلکہ ضرورت ومصلحت میں داخل ہے۔

جن میں سے بعض کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، لیکن اسی کے ساتھ شریعت نے یہ بھی ہدایت کی ہے کہ جو جانور موذی ہیں، ان کو ایسے طریقہ پر قتل نہ کرے، جس سے ان کو بلاوجہ کی تکلیف پہنچے، بلکہ ایسے طریقہ پر قتل کرے، جس سے ان کو کم از کم ایذاء پہنچے۔

---

[1] وفی مسند أبی یعلی الموصلی من حدیث أنس رضی الله عنه أن النبی قال عمر الذباب أربعون لیلة والذباب کله فی النار إلا النحل قیل کونه فی النار لیس لعذاب له وإنما لیعذب أهل النار بوقوعه علیهم (مرقاة، کتاب الصید والذبائح،باب ما یحل أکله وما یحرم أکله)

وقد أخرج أبو یعلی بسند لا بأس به عن ابن عمر مرفوعا عمر الذباب أربعون لیلة والذباب کله فی النار إلا النحل وقال الجاحظ کونه فی النار لیس تعذیبا له بل لیعذب أهل النار به وقال الجوهری یقال إنه لیس شیء من الطیور یلغ إلا الذباب وقال أفلاطون الذباب أحرص الأشیاء حتی إنه یلقی نفسه فی کل شیء ولو کان فیه هلاکه ویتولد من العفونة ولا جفن للذبابة لصغر حدقتها والجفن یصقل الحدقة فالذبابة تصقل بیدیها فلا تزال تمسح عینیها وهو من أکثر الطیور سفادا وربما بقی عامة الیوم علی الأنثی وأدنی الحکمة فی خلقه أذی الجبابرة وقیل لولا هی لجافت الدنیا(عمدة القاری، کتاب الطب، باب إذا وقع الذباب فی الإناء)

(الذباب کله) فی روایة کلها (فی النار) لیعذب به أهلها لا لیعذب هو کذا أوله الخطابی کالجاحظ (إلا النحل) فإن فیه شفاء فلا یناسب حالهم وتمامه عند الطبرانی وغیره ونهی عن قتلهن وعن إهراق الطعام فی أرض العدو والذباب یتولد من العفونة .حکی أن بعض الخلفاء سأل الشافعی :لم خلق الذباب فقال :مذلة للملوک ، وکان علی لحیته ذبابة .قال الشافعی :سألنی ولا جواب عندی فاستنبطته من الهیئة الحاصلة (البزار) فی مسنده (ع) عن ابن عمر قال الهیثمی :رجال أبی یعلی ثقات قال ابن حجر فی الفتح :سنده لا بأس به (طب عن ابن عمر) بن الخطاب وفیه إسماعیل بن مسلم البصری قال فی المیزان عن أحمد وغیره منکر الحدیث وعن یحیی لا یکتب حدیثه وعن البخاری ترکوه وعن الأزدی کذاب ثم ساق له هذا الخبر وقال الحافظ ابن حجر :حدیث ابن عمر هذا ضعیف (طب عن ابن عباس وعن ابن مسعود) قال الهیثمی :رواه الطبرانی فی الکبیر والأوسط بأسانید وبعضها رجاله ثقات کلهم وفی روایة أبی یعلی زیادة ولفظها عمر الذباب أربعون یوما والذباب کله فی النار اه قال الهیثمی :ورجاله ثقات وبه عرف أن حکم ابن الجوزی له بالوضع فی حیز المنع.(فیض القدیر للمناوی، تحت حدیث رقم ۴۳۴۸)

چنانچہ حضرت شعبہ کی سند سے حضرت سعید بن مسیّب، عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَنَّهُ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ اَلْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحُدَيَّا (صحيح مسلم، حديث نمبر ۲۹۱۹، كتاب الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ فاسق جانوروں کو حرم اور غیر حرم (ہر جگہ) قتل کردیا جائے گا، ایک سانپ، اور دوسرے ایسا کوا جو کہ ابقع ہو، اور تیسرے چوہا، اور چوتھے کاٹنے والا کتا، اور پانچویں چیل (ترجمہ ختم)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے بالکل درست ہے، اور اس کو کئی محدثین نے روایت کیا ہے۔ [1]

---

[1] چنانچہ حضرت شعبہ کی حضرت سعید بن مسیّب کی سند سے یہ حدیث مسلم کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن النسائي، حديث نمبر ۲۸۲۹، باب قتل الحية، حديث نمبر ۲۸۸۲، باب قتل الحية في الحرم، ابنِ ماجة، حديث نمبر ۳۰۷۸، مسند احمد، حديث نمبر ۲۴۲۶۱، صحيح ابنِ خزيمة، حديث نمبر ۲۴۶۴، السنن الكبرى للنسائي، حديث نمبر ۳۸۱۲، و حديث نمبر ۳۸۶۵، مسند الطيالسي، حديث نمبر ۱۶۱۴، ابنِ حبان، حديث نمبر ۵۶۳۳، سنن البيهقي حديث نمبر ۱۰۳۲۸، وحديث نمبر ۱۹۸۴۵، مستخرج ابي عوانة ۲۹۵۸، مسند اسحاق بن راهويه حديث نمبر ۱۱۰۲، معجم ابن الاعرابي حديث نمبر ۱۶۴۲.

جبکہ حضرت سعید بن مسیّب کی بعض سندیں حضرت شعبہ کے علاوہ بھی دیگر رواۃ سے مروی ہیں، مثلاً درجِ ذیل روایات:

حدثنا أبو عامر محمد بن إبراهيم النحوي الصوري، ثنا سليمان بن عبد الرحمن الدمشقي، ح وحدثنا أبو زرعة الدمشقي، ثنا عثمان بن إسماعيل، قالا: ثنا الوليد بن مسلم، ثنا سعيد بن بشير، عن قتادة، عن سعيد بن المسيب، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خمس يقتلن في الحل والحرم الحدأة والحية والفأرة والكلب العقور والغراب الأبقع (مسند الشاميين للطبراني حديث نمبر ۲۵۶۲)

حدثنا أبو يعقوب إسحاق بن إبراهيم الكوفي قطيعي بقطيعة الربيع حدثنا أبو بجير محمد بن جابر بن بجير الكوفي، حدثنا يحيى بن يعلى بن الحارث المحاربي، عن أبيه، حدثنا بكر بن وائل، عن سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن سعيد بن المسيب، عن عائشة، أنها قالت: خمس فواسق يقتلن في الحل والحرم وعلى كل حال: الحية،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :خَمْسُ فَوَاسِقَ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ :اَلْعَقْرَبُ ، وَالْحِدَأَةُ ، وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ ، وَالْفَأْرَةُ ، وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ (صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۵۶۳۳، ج۱۲ ص ۴۵۱، باب ذكر الخبر المتقصى للفظة المختصرة التى تقدم ذكرنا لها بأن قتل الغراب إنما أبيح الأبقع من الغربان دون غيره، واللفظ لهٗ، سنن البيهقى، حديث نمبر ۱۹۹۴۴، كتاب الضحايا، باب ما يحرم من جهة ما لا تأكل العرب) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ فاسق جانوروں کو حل اور حرم میں (ہر جگہ) قتل کردیا جائے گا، ایک بچھو، دوسرے چیل، اور تیسرے ابقع کوا، اور چوتھے چوہا، اور پانچویں کاٹنے والا کتا (ترجمہ ختم)

اس روایت میں سانپ کا ذکر نہیں، اور اس کے بجائے بچھو کا ذکر ہے، کیونکہ بچھو اور سانپ کا حکم ایک طرح کا ہے، سانپ کے ذکر میں بچھو اور بچھو کے ذکر میں سانپ (علتِ مشترکہ کی بنیاد پر)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والفأرة ، والحدأة ، والكلب العقور ، والغراب الأبقع .قال :فذكرت ذلك لأبى حسان الأعرج ، فقال :حدثت ، أو أخبرت ، أن النبى ﷺ لدغته عقرب فأمر بقتلها فى الحل والحرم(معجم أسامى شيوخ أبى بكر الإسماعيلى حديث نمبر ۲۱۲)

ان سب روایات میں غراب ابقع کا ذکر ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت حسن بصری اور حضرت عروہ سے بھی غرابِ ابقع ہی کی روایات ہیں، نیز حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح سند کے ساتھ غرابِ ابقع منقول ہے، اور جن روایات میں ابقع کی قید مذکور نہیں، وہ بھی ابقع پر محمول ہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

لہٰذا بعض حضرات کا غرابِ ابقع کی قید کو نظر انداز کرنا اور اس کو ثقہ راویوں کے خلاف قرار دینا انصاف پسندی پر مبنی نہیں۔

وفى جميع هذا التعليل نظر أما دعوى التدليس فمردودة بان شعبة لا يروى عن شيوخه المدلسين الا ما هو مسموع لهم وهذا من رواية شعبة بل صرح النسائى فى روايته من طريق النضر بن شميل عن شعبة بسماع قتادة وأما نفى الثبوت فمردود بإخراج مسلم وأما الترجيح فليس من شرط قبول الزيادة بل الزيادة مقبولة من الثقة الحافظ وهو كذلك هنا(فتح البارى لابنِ حجر، باب ما يقتل المحرم من الدواب)

[۱] قال شعيب الأرنؤوط :إسناده صحيح على شرطهما (حاشية صحيح ابنِ حبان، حواله بالا)

داخل ہے۔

اور حضرت حسن بصری، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَلَّ مِنْ قَتْلِ الدَّوَابِّ وَالرَّجُلُ مُحْرِمٌ :أَنْ يَّقْتُلَ الْحَيَّةَ، وَالْعَقْرَبَ، وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ، وَالْغُرَابَ الْأَبْقَعَ، وَالْحُدَيَّا، وَالْفَأْرَةَ "(مسند احمد حديث نمبر ۲۶۱۳۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں ان جانوروں کو قتل کرنا جائز قرار دیا، سانپ کو قتل کرنا، بچھو کو قتل کرنا، کاٹنے والے کتے کو قتل کرنا، اور ابقع کوے کو قتل کرنا، اور چیل کو قتل کرنا، اور چوہے کو قتل کرنا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

اَلْفَأرَةُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرِ وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعِ (صحيح ابن حبان، حديث نمبر ۳۹۶۱ ج۹ص۲۷۴) [1]

ترجمہ: چوہے، کو اور چیل کو، اور کاٹنے والے کتے کو، اور ایسے کوے کو جو کہ ابقع ہو، قتل کرنا جائز ہے (ترجمہ ختم)

ان جانوروں کو فاسق ان کے موذی اور طبعی طور پر خبیث ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ [2]

اور ان جانوروں کا ذکر بطورِ مثال کے کیا گیا ہے، ورنہ جن میں بھی یہ علت موجود ہو، کہ وہ طبیعتِ

---

[1] قال شعيب الأرنؤوط :إسناده صحيح على شرط مسلم(حواله بالا)

[2] وسميت هذه الحيوانات فواسق على الاستعارة لخبثهن وخروجهن عن الحرمة وقال غيره :سميت فواسق لخروجها بالإيذاء والإفساد عن طريق معظم الدواب(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۳۹۴۰)

وقال البيضاوى :إنما سميت هذه الحيوانات فواسق لخبلهن تشبيها بالفساق وقيل لخروجهن من الحرمة فى الحل والحرم وقيل لحرمتهن وخصت بالحكم لأنها مؤذيات مفسدات تكثر فى المساكن والعمران ويعسر دفعها والتحرز منها فإن منها ما هو كالمنتهز للفرصة إذا تمكن من إضرار بادر إليه وإذا أحس بطلب أو دفع فر منه بطيران أو اختفى فى نفق ومنها ما هو صائل يتغلب لا ينزجر بالخسء كالكلب العقور وهو كلها يعدى على الإنسان ويصول عليه ويعفره أى يجرحه من العقور وهو الجرح (فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۳۹۵۵)

خبیثہ رکھتے ہوں، ان سب کا یہی حکم ہے۔

ان احادیث میں جس کوے کو مارنے کا حکم دیا گیا، اس کی صفت ''ابقع'' بیان کی گئی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اسی کوے کو مارنا جائز ہے، جو ابقع ہو۔

اور جن احادیث میں ابقع کا ذکر نہیں، ان میں بھی یہی ابقع مراد ہے۔ [1]

اور ابقع اس کوے کو کہا جاتا ہے، جو نجاست کھانے اور لوگوں کو تکلیف پہنچانے کا عادی ہوتا ہے۔ یہ کوا حلال نہیں، اور اسی وجہ سے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ [2]

---

[1] إنما أباح قتل الأبقع منها دون ما سواه من الغربان(صحيح ابنِ خزيمة،جماع أبواب ذكر أفعال اختلف الناس في إباحته للمحرم)

قتل الغراب إنما أبيح الأبقع من الغربان دون غيره(صحيح ابن حبان، ج۱۲ ص ۴۵۱)

قال أبو حاتم رضي الله عنه :المختصر من الأخبار :هو رواية صحابي عن النبي ﷺ من رواية العدول عنه بلفظه يتهيأ استعمالها في كل الأوقات والمتقصي :هو رواية ذلك الخبر بعينه عن ذلك الصحابي نفسه من طريق آخر بزيادة بيان يجب استعمال تلك الزيادة التي تفرد بها ثقة على السبيل الذي وصفنا في أول الكتاب(صحيح ابنِ حبان،باب ذكر الخبر المتقصي للفظة المختصرة التي تقدم ذكرنا لها بأن قتل الغراب إنما أبيح الأبقع من الغربان دون غيره)

والأحاديث في الباب كثيرة ، والجاري على الأصول تقييد الغراب بالأبقع ، وهو الذي فيه بياض ، لما روى مسلم من حديث عائشة في عد الفواسق الخمس المذكورة ، والغراب الأبقع .و المقرر في الأصول حمل المطلق على المقيد ، وما أجاب به بعض العلماء من أن روايات الغراب بالإطلاق متفق عليها ، فهي أصح من رواية القيد بالأبقع لا ينهض ، إذ لا تعارض بين مقيد ومطلق ، لأن القيد بيان للمراد من المطلق (مختصر الشمائل المحمدية،تأليف الحافظ أبي خيثمة زهير بن حرب النسائي،ص ۴۵۹)

[2] والغراب أي الأبقع الأبلق كما في الرواية الآتية وخرج الزاغ وهو أسود محمر المنقار والرجلين ويسمى غراب الزرع لأنه يأكله والحدأة على وزن العنبة(مرقاة المفاتيح،كتاب المناسك،باب المحرم يجتنب الصيد)

أما الغراب الأبقع فلأنه يأكل الجيف فصار كسباع الطير (البحر الرائق، كتاب الذبائح، فصل فيما يحل ولايحل من الذبائح)

والغراب الأبقع مستخبث طبعا فأما الغراب الزرعي الذي يلتقط الحب مباح طيب وإن كان الغراب بحيث يخلط فيأكل الجيف تارة والحب أخرى فقد روى عن أبي يوسف رحمه الله تعالى أنه يكره وعن أبي حنيفة رحمه الله تعالى أنه لا بأس بأكله وهو الصحيح على قياس الدجاجة كذا في المبسوط (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الذبائح، الباب الثاني)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ السَّبُعَ الْعَادِيَ وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ وَالْفَأْرَةَ وَالْعَقْرَبَ وَالْحِدَأَةَ وَالْغُرَابَ (ترمذی ،حديث نمبر ۷٦۷، ابواب الحج،باب ما يقتل المحرم من الدواب)

ترجمہ: نبی علیہ السلام نے فرمایا احرام میں موجود شخص چیر پھاڑ کے عادی جانوروں کو، اور کٹکھنے کتے کو، اور چوہے کو، اور بچھو کو، اور چیل کو، اور کوے کو قتل کردے گا (ترجمہ ختم)

اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ احادیث میں ان جانوروں کا ذکر بطورِ مثال کے کیا گیا ہے، اور جو جانور احادیث میں مذکور جانوروں کی صفات رکھتے ہیں، یعنی وہ عادتاً موذی ہوتے ہیں، سب کا یہی حکم ہے۔

چنانچہ سانپ، بچھو، بھڑ، تنبوڑی، مچھر، کھٹمل، چوہا اور گرگٹ تو ایسے موذی جانور ہیں، جو حشرات الارض میں شمار ہوتے ہیں، اور چیل چیر پھاڑ کرنے والا یعنی شکاری پرندہ ہے، گدھ کا بھی یہی حکم ہے، اور کاٹنے والا کتا درندوں میں شامل ہے، اور مخصوص کوّا نجاست خور جانور ہے۔ [۱]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

والغراب قالوا المستثنى هو الغراب الأبقع وما يأكل الجيف(فتاویٰ قاضی خان، كتاب الحج)

فی الحديث المستثنى مكان الحدأة الغراب والمراد به الأبقع الذی يأكل الجيف ويخلط فإنه يبتدء بالأذى فأما العقعق يجب الجزاء بقتله على المحرم لأنه لا يبتدء بالأذى غالبا(المبسوط للسرخسی، كتاب الحج)

ولا شَيءَ بِقَتْلِ غُرَابٍ) فی الحرم والإحرام، وهو الغُرابُ الأَبقع الذی يأْكلُ الجَيفَ دون ما يأْكل الزَّرْع .والأَبْقَع :ما خالط بياضَهُ لونٌ آخَرُ(شرح النقاية ، كتاب الحج)

اورابقع کا اطلاق اگرچہ لغت کے اعتبار سے کالے کے ساتھ دوسرے مثلاً سفید رنگ والے پر آتا ہے، لیکن اولاً تو اس سے بھی ''ما یاکل الجیف'' مراد ہے، یا پھر جو اس خصلت کا ہو، وہ اس میں شامل ہے۔

وذكر أحدها الغراب الأبقع، فخص الأبقع بذلك لأنه يأكل الجيف، فصار أصلا فی كراهة أشباهه مما يأكل الجيف وقوله عليه السلام "خمس يقتلهن المحرم "يدل على تحريم أكل هذه الخمس وأنها لا تكون إلا مقتولة غير مذكاة، ولو كانت مما يؤكل لأمر بذبحها وذكاتها لئلا تحرم بالقتل(احكام القرآن جصاص، ج۳ص ۲۴)

[۱] ملحوظ رہے کہ مکڑی بھی حشرات الارض میں داخل ہے، اور اس کا لعاب جسم پر لگنے یا اس کے جسم پر مَسل جانے سے زخم ہوجاتا ہے، اور اس کے جالوں کی وجہ سے ایذاء پہنچتی ہے، لہٰذا اس کو بھی دفعِ ایذاء کی غرض سے قتل کرنا جائز ہے، گناہ نہیں۔

جودرندہ چیر پھاڑ کرتا ہو،اورانسان کوکاٹتا ہوجیسے شیراور بھیڑیا،وہ کٹکھنے کتے کے حکم میں ہے،اوراس کوقتل کرنا جائز ہے۔ [1]

---

[1] والعقرب وفي معناها الحية بل بطريق الأولى والكلب العقور وفي حكم الكلب العقور السبع الصائل عندنا ويؤيدنا رواية الترمذي التي حسنها لو ضعفها غيره زيادة السبع العادي وأما زيادة أن المحرم يرى الغراب ولا يقتله فينبغي أن يحمل على الغراب الأسود وأما قول ابن حجر رحمه الله أي لا يتأكد ندب قتله تأكده في الحية ونحوها فغير موجه ويحرم قتل كلب فيه منفعة اتفاقا وكذا ما لا منفعة فيه ولا مضرة(مرقاة المفاتيح ،كتاب المناسک، باب المحرم يجتنب الصيد)

والمذكور في حديث الباب ثلاثة أنواع أي حشرات الأرض ، وسباع الطيور ، والدواب ، ونقح الشافعي المناط ، وقال :إن المناط كون الحيوان غير مأكول اللحم فلا شيء في قتل حيوان مما لا يؤكل لحمه ، وقال مالک :مناط الحكم كونه سبعاً عادياً ، ونقح أبو حنيفة في بعض الأجزاء أي في الفأرة والعقرب ، وجوز قتل كل من حشرات الأرض ، ثم الظاهر أن مناط مالک أرجح من مناط الشافعي فإن الإيذاء في هذه المذكورات معروف بخلاف عدم مأكولية اللحم فإنه غير معروف في هذه الخمسة ، ويؤيد مالكاً رواية العادي الثانية في الباب ، ونسب أرباب الأصول إلى صاحب الهداية أنه قائل بمفهوم العدد ، ومنشأ النسبة هذا المقام الذي ذكر فيه "خمس فواسق"إلخ ولعله اعتبره في هذا الموضع لا أنه أخذه في كل موضع (العرف الشذي شرح سنن الترمذي ،ابواب الحج،باب ما يقتل المحرم من الدواب)

قلت أصحابنا اقتصروا على الخمس إلا أنهم ألحقوا بها الحية لثبوت الخبر والذئب لمشاركته للكلب في الكلبية وألحقوا بذلک ما ابتدأ بالعدوان والأذى من غيرها وقال بعضهم وتعقب بظهور المعنى في الخمس وهو الأذى الطبيعي والعدوان المركب والمعنى إذا ظهر في المنصوص عليه تعدى الحكم إلى كل ما وجد فيه ذلک المعنى انتهى قلت نص النبي على قتل خمس من الدواب في الحرم والإحرام وبين الخمس ما هن فدل هذا أن حكم غير هذا الخمس غير حكم الخمس وإلا لم يكن للتنصيص على الخمس فائدة وقال عياض ظاهر قول الجمهور أن المراد أعيان ما سمى في هذا الحديث وهو ظاهر قول مالک وأبي حنيفة ولهذا قال مالک لا يقتل المحرم الوزغ وإن قتله فداه ولا يقتل خنزيرا ولا قردا مما لا ينطلق عليه اسم الكلب في اللغة إذ فيه جعل الكلب صفة لا إسما وهو قول كافة العلماء وإنما قال رسول الله خمس فليس لأحد أن يجعلهن ستا ولا سبعا وأما قتل الذئب فلا يحتاج فيه أن نقول إنه يقتل لمشاركته للكلب في الكلبية بل نقول يجوز قتله بالنص وهو ما رواه الدارقطني عن نافع قال سمعت ابن عمر يقول أمر رسول الله بقتل الذئب والفأرة قال يزيد بن هارون يعني المحرم وقال البيهقي وقد روينا ذكر الذئب من حديث ابن المسيب مرسلا جيدا كأنه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت طارق بن شہاب فرماتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ :أَنَّهُ أَمَرَ الْمُحْرِمَ بِقَتْلِ الزُّنْبُوْرِ (السنن الكبرى للبيهقي، حديث نمبر ۱۰۳۴۹، كتاب الحج،باب ما للمحرم قتله من دواب البر في الحل والحرم، واللفظ لهٗ،أخبار مكة للأزرقي حديث نمبر ۸۳۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مُحرِم (یعنی احرام والے شخص) کو بھِڑ کے قتل کرنے کا حکم فرمایا (ترجمہ ختم)

بھِڑ کیونکہ موذی جانور ہے، یہ جب ڈنک مارتا ہے، تو اس سے شدید درد اور لہریں اُٹھتی ہیں، اور ورم چڑھ جاتا ہے، اس لئے اسے قتل کرنا بھی جائز ہے۔

خلاصہ یہ کہ موذی جانور کو قتل کرنا شرعاً جائز ہے، اور کوئی گناہ نہیں۔

اب جو جانور فطرتاً وعادتاً موذی ہوتا ہے، جیسا کہ سانپ، بچھو، چوہا، اس کو تو ابتداءً ہی قتل کرنا جائز ہے، اور جو ابتداءً موذی نہ ہو، اس کو موذی ہو جانے یا ایذاء پہنچانے پر قتل کرنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ بلی فی نفسہٖ غیر موذی جانور ہے، اس لئے اس کو عام حالات میں قتل کرنا جائز نہیں، البتہ اگر اس سے غیر معمولی ضرر پہنچ رہا ہو، مثلاً وہ مرغیوں اور کبوتروں کو کھاتی ہو، اور باز نہ آتی ہو، تو پھر اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

لیکن اس کو بلا وجہ کی ایذاء پہنچانا جائز نہیں، اور فقہائے کرام نے فرمایا کہ اس کو شرعی طریقہ سے ذبح

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

يريد قول ابن أبي شيبة حدثنا يحيى بن سعيد عن ابن عمر عن حرملة عن سعيد حدثنا وكيع عن سفيان عن ابن حرملة عن سعيد به قال وحدثنا وكيع عن سفيان عن سالم عن سعيد عن وبرة عن ابن عمر يقتل المحرم الذئب وعن قبيصة يقتل الذئب في الحرم وقال الحسن وعطاء يقتل المحرم الذئب والحية وأما إذا عدا على المحرم حيوان أي حيوان كان وصال عليه فإنه يقتله لأن حكمه حينئذ يصير كحكم الكلب العقور (عمدة القاري، كتاب جزاء الصيد،باب ما يقتل المحرم من الدواب)

وحاصل الكل يرجع إلى أن قتل هذه الخمسة فليس فيه إثم على المحرم وفي الحرم وعلى الحلال بالطريق الأولى وبقية الكلام قد مرت عن قريب (عمدة القاري، كتاب جزاء الصيد،باب ما يقتل المحرم من الدواب)

کر کے قتل کرنا بہتر ہے۔[1]

سانپ(Snake)اور بچھو(Corpion)کوقتل کرنے کا حکم

احادیث میں جن جانوروں کو فاسق قرار دیا گیا ہے، اوران کوقتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان میں سانپ اور بچھو بھی شامل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اُقْتُلُوْا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ اَلْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۹۲۲، کتاب الصلاۃ، باب العمل فی الصلاۃ، واللفظ لہٗ، مصنف عبدالرزاق،حدیث نمبر ۱۷۵۴، صحیح ابنِ حبان، حدیث نمبر ۲۳۵۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اسوَدین یعنی سانپ اور بچھو کو نماز میں بھی قتل کردو(ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ اگر تم نماز میں ہو، تب بھی ان دونوں جانوروں کو قتل کردینا جائز ہے۔

پھر اگر عملِ قلیل کے ساتھ مثلاً ایک دوضرب میں ان کو قتل کردیا، تو نماز نہیں ٹوٹے گی ،اور اگر عملِ

---

[1] والهرة إذا كانت تأكل الحمام والدجاج ، لإزالة الضرر ، ويذبحها ذبحا ، ولا يضر بها لأنه لا يفيد فيكون تعذيبا لها بلا فائدة(تبيين الحقائق، ج٦ص٢٢٧،كتاب الخنثى، مسائل شتى)

(وجاز قتل ما يضر منها ككلب عقور وهرة) تضر (ويذبحها) أي الهرة (ذبحا) ولا يضربها لانه لا يفيد ولا يحرقها .وفي المبتغى :يكره حراق جراد وقمل وعقرب، ولا بأس بإحراق حطب فيما نمل، وإلقاء القملة ليس بأدب (درمختار، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

وفي فتاوى أهل سمرقند :الهرة إذا كانت مؤذية لا تضرب، ولا تفرك أذنها ولكنها تذبح بسكين حاد(المحيط البرهاني، الفصل الثالث والعشرون فيما يسع من الجراحات في بني آدم والحيوانات،وقتل الحيوانات، وما لا يسع من ذلك)

وجاز قتل ما يضر من البهائم كالكلب العقور والهرة إذا كانت تأكل الحمام والدجاج لإزالة الضرر ويذبحها ولايضر بها ؛ لأنه لا يفيد فيكون معذبا لها بلا فائدة (البحر الرائق، كتاب الخنثى، مسائل شتى)

کثیر کے ساتھ کیا، تو نماز ٹوٹ جائے گی، لیکن نماز توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ [۱]

اوراسوَد کالے رنگ کو کہا جاتا ہے، بچھو کے کالا رنگ کا ہونا تو ظاہر ہے، البتہ سانپ مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں، اور حدیث میں دونوں کے لئے اسوَد کے الفاظ بطور تغلیب کے استعمال ہوئے ہیں، لہٰذا اگر سانپ دوسرے رنگ کا ہو، تو اس کو بھی قتل کرنا جائز ہے۔ [۲]

حضرت حسن سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :اُقْتُلُوْا الْعَقْرَبَ وَالْحَیَّۃَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (مصنف عبدالرزاق ، حدیث نمبر ۱۷۵۵ ،کتاب الصلاۃ،باب قتل الحیۃ والعقرب فی الصلاۃ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچھو اور سانپ کو ہر حال میں قتل کردو (ترجمہ ختم)

یعنی جس حال میں بھی ہو، خواہ نماز میں یا غیر نماز میں، اور خواہ احرام کی حالت میں ہو یا غیر احرام کی میں، اور خواہ حرم میں ہو یا حرم کی حدود سے باہر، جس کی تفصیل پہلے گزر چکی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً وموقوفاً دونوں طرح سے روایت ہے کہ:

---

[۱] وعن أبی هريرة قال قال رسول الله اقتلوا الأسودين فی الصلاة أی ولو فی الصلاة الحية والعقرب بيان الأسودين وفيه تغليب قال ابن الملک يجوز قتلهما بضربة أو ضربتين لا أكثر لأن العمل الكثير مبطل للصلاة اه وفی شرح المنية قالوا أی بعض المشايخ هذا إذا لم يحتج إلى المشی الكثير كثلاث خطوات متواليات ولا إلى المعالجة الكثيرة كثلاث ضربات متوالية فأما إذا احتاج فمشی وعالج تفسد صلاته كما لو قاتل فی صلاته لأنه عمل كثير ذكره السروجی فی المبسوط ثم قال والأظهر أنه لا تفصيل فيه لأنه رخصة كالمشی فی سبق الحدث ويؤيده اطلاق الحديث والأصح هو الفساد إلا أنه يباح له افسادها لقتلهما كما يباح لإغاثة ملهوف أو تخليص أحد من هلاک كسقوط من سطح أو حرق أو غرق (مرقاة، كتاب الصلاة، باب ما لا يجوز من العمل فی الصلاة)

[۲] (اقتلوا الأسودين) سماهما بالأسودين تغليبا كالعمرين .قال الجوهری :الأسود العظيم من الحيات وفيه سواد وضم العقرب إليها تغليبا كإطلاقه الأسودين على التمر والماء ، والعرب تفعل ذلک فی الشيئين يصطحبان فيسميان معا باسم الأشهر ، والأمر للندب أو الإباحة لا للوجوب ما لم يتعرض ولم يخفها على نفسه ولا على غيره ، (وإلا فللوجوب) حتى (فی الصلاة)(فيض القدير للمناوی، تحت حديث رقم ۱۳۲۳)

مَنْ قَتَلَ حَيَّةً، فَكَأَنَّمَا قَتَلَ رَجُلًا مُشْرِكًا قَدْ حَلَّ دَمُهُ "(مسند احمد حديث نمبر ۳۷۴۶، وحديث نمبر ۳۹۹۶، المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۹۹۶۳،مشكل الآثار حديث نمبر ۲۹۲۶، مسند ابی يعلىٰ الموصلی حديث نمبر ۵۱۹۸)

ترجمہ: جس نے سانپ کو قتل کیا، گویا کہ اس نے ایسے مشرک کو قتل کیا، کہ جس کا خون حلال ہو چکا ہو(ترجمہ ختم)

اور بعض روایات میں مشرک کے بجائے کافر کے الفاظ ہیں۔ [1]

اورخواہ مشرک کے الفاظ ہوں یا کافر کے،مطلب یہ ہے کہ سانپ کو قتل کرنے میں کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں، بلکہ ثواب ہے۔

اور بعض روایات میں سانپ کے ساتھ بچھو کا بھی ذکر ہے،جس کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ قَتَلَ حَيَّةً أَوْ عَقْرَبًا فَقَدْ قَتَلَ كَافِرًا أَوْ كَأَنَّمَا قَتَلَ كَافِرًا .(مسند البزار حديث نمبر ۱۸۴۷،واللفظ لهٗ، المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۹۶۲۹وحديث نمبر ۹۶۳۰، مصنف عبدالرزاق) [2]

ترجمہ: جس نے سانپ یا بچھو کو قتل کیا،تو اس نے کافر کو قتل کیا، یا گویا کہ کافر کو قتل کیا (ترجمہ ختم)

سانپ یا بچھو کے قتل کو ایسے کافر یا مشرک کے قتل کی طرح قرار دینا کہ جس کا قتل کرنا جائز ہو، ناجائز نہ ہو،اس وجہ سے ہے کہ جس طرح مباح الدم کافر یا مشرک دوسروں کے لئے روحانی ایذاء کا

---

[1] عَنْ أَبِي الْأَحْوَص ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :مَنْ قَتَلَ حَيَّةً قَتَلَ كَافِرًا.(مصنف ابن ابی شيبة، حديث نمبر ۲۰۲۷۷، باب ماقالو فی قتل الحيات ،مسند الطيالسی حديث نمبر ۳۰۹،مسند البزار حديث نمبر ۱۹۸۵)

[2] قال الهيثمي:

رواه أحمد وأبو يعلى والبزار بنحوه والطبرانی فی الكبير مرفوعا وموقوفا ، قال البزار فی حديثه وهو مرفوع من قتل حية أو عقربا ، وهو فی موقوف الطبرانی .ورجال البزار رجال الصحيح.(مجمع الزوائد ج۴ص۴۶)

باعث ہوتا ہے، اور اس کو قتل کرنا جائز ہوتا ہے، اسی طرح سانپ وبچھو بھی دوسروں کی جسمانی ایذاء کا باعث ہوتے ہیں۔

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اُقْتُلُوْا الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَأْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۵۲۵۱، کتاب الادب، باب فی قتل الحیات، واللفظ لہٗ، سنن نسائی، حدیث نمبر ۳۱۹۳، المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۱۰۲۰۱) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم تمام سانپوں کو قتل کر دو، جس نے ان کے بدلے کا خوف کیا، وہ مجھ میں سے نہیں (یعنی اس نظریہ کا میرے دین سے تعلق نہیں) (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جانوروں کو قتل کرنے میں یہ خوف مانع نہیں ہونا چاہئے کہ اس کو قتل کرنے سے کوئی نقصان لاحق ہوگا، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کے اس سلسلہ میں مختلف توہمات تھے، اور آج بھی بعض لوگوں کے اس سلسلہ میں مختلف خیالات پائے جاتے ہیں، مثلاً یہ کہ اگر کسی سانپ کو قتل کر دیا جائے، تو اس کا دوسرا جوڑا ضرور بدلہ لیا کرتا ہے، وغیرہ۔

اس کی کوئی حقیقت نہیں، اور اس قسم کا عقیدہ رکھنا گناہ ہے۔ [2]

---

[1] قال المنذری:

رواه أبو داود والنسائي والطبراني بأسانيد رواتها ثقات إلا أن عبد الرحمن بن مسعود لم يسمع من أبيه (الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم ۲۹۸۲)

[2] (فمن خاف) من قتلهن (ثأرهن) بمثلثة وهمزة ساكنة (فليس منا) أى من جملة ديننا أو العاملين بأمرنا ، يعنى ليس من أهل طريقنا من يهاب الإقدام عليهن ويتوقى قتلهن خوفا من أن يطلب بثأرهن أو يؤذى من قتلهن كما كان أهل الجاهلية يدينون به.ذكره الزمخشرى ، والمراد الخوف المتوهم .أما لو غلب على ظنه حصول ضرر منهن فلا ملام عليه بل يلزمه ترك قتلهن ، ووهم شارح وهنا.تنبيه :قال المنذرى :ذهب قوم إلى قتل الحيات أجمع فى الصحراء والبيوت فى المدينة وغيرها ولم يستثنوا نوعا ولا جنسا ولا موضعا تمسكا بهذا الحديث .وقال قوم :إلا سواكن البيوت بالمدينة وغيرها فلا يقتلن لخبر فيه ، فإن بدين أى ظهرن -بعد الإنذار قتلهن(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۱۳۲۴)

البتہ بعض احادیث میں جنات کا سانپ کی مخصوص شکل میں گھر میں ظاہر ہونے کا ذکر آیا ہے، اور ان کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

اُقْتُلُوْا الْحَيَّاتِ كُلَّهَا إِلَّا الْجَانَّ الْأَبْيَضَ الَّذِیْ كَأَنَّهٗ قَضِيْبُ فِضَّةٍ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۵۲۶۳، کتاب الادب ، باب فی قتل الحیات)

ترجمہ: تم تمام سانپوں کو قتل کرو، سوائے (سانپ کی شکل میں ظاہر ہونے والے) جن کے (جس کی علامت یہ ہے کہ) وہ خالص سفید ہوتا ہے، گویا کہ وہ چاندی کی چھڑی ہے (ترجمہ ختم)

اس قسم کی روایات کے پیشِ نظر اہلِ علم کا اختلاف ہے کہ کس قسم کے سانپ کو قتل کرنا چاہئے، اور کس قسم کے سانپ کو قتل نہیں کرنا چاہئے۔ [1]

---

[1] قال الحافظ قد ذهب طائفة من أهل العلم إلى قتل الحيات أجمع فى الصحارى والبيوت بالمدينة وغير المدينة ولم يستثنوا فى ذلك نوعا ولا جنسا ولا موضعا واحتجوا فى ذلك بأحاديث جاء ت عامة كحديث ابن مسعود المتقدم وأبى هريرة وابن عباس .وقالت طائفة تقتل الحيات أجمع إلا سواكن البيوت بالمدينة وغيرها فإنهن لا يقتلن لما جاء فى حديث أبى لبابة وزيد بن الخطاب من النهى عن قتلهن بعد الأمر بقتل جميع الحيات.وقالت طائفة تنذر سواكن البيوت فى المدينة وغيرها فإن بدين بعد الإنذار قتلن وما وجد منهن فى غير البيوت يقتل من غير إنذار وقال مالك يقتل ما وجد منها فى المساجد واستدل هؤلاء بقوله ﷺ إن لهذه البيوت عوامر فإذا رأيتم منها شيئا فحرجوا عليها ثلاثا فإن ذهب وإلا فاقتلوه . واختار بعضهم أن يقول لها ما ورد فى حديث أبى ليلى المتقدم وقال مالك يكفيه أن يقول أحرج عليك بالله واليوم الآخر أن لا تبدو لنا ولا تؤذينا. وقال غيره يقول لها أنت فى حرج إن عدت إلينا فلا تلومينا أن نضيق عليك بالطرد والتتبع .وقالت طائفة لا تنذر إلا حيات المدينة فقط لما جاء فى حديث أبى سعيد المتقدم من إسلام طائفة من الجن بالمدينة وأما حيات غير المدينة فى جميع الأرض والبيوت فتقتل من غير إنذار لأنا لا نتحقق وجود مسلمين من الجن ثم ولقوله ﷺ خمس من الفواسق تقتل فى الحل والحرم وذكر منهن الحية . وقالت طائفة يقتل الأبتر وذو الطفيتين من غير إنذار سواء كن بالمدينة وغيرها لحديث أبى لبابة سمعت رسول الله ﷺ نهى عن قتل الجنان التى تكون فى البيوت إلا الأبتر وذا الطفيتين . ولكل من هذه الأقوال وجه قوى ودليل ظاهر والله أعلم(الترغيب والترهيب، ج۳ص ۳۸۴، تحت حديث رقم ۴۵۳۱، باب الترغيب فى قتل الوزغ وما جاء فى قتل الحيات وغيرها مما يذكر)

لیکن راجح یہی ہے کہ سانپ کو قتل کرنا بہرحال جائز ہے، اور کوئی گناہ نہیں، البتہ بعض احادیث میں جو مخصوص سانپوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے، تو وہ احتیاطی حکم ہے، نہ کہ وجوبی اور اسی کے ساتھ کئی احادیث میں اس کا حل بھی بتلا دیا گیا ہے، وہ یہ کہ گھر میں ظاہر ہونے والے سانپ کو قتل کرنے سے پہلے تنبیہ کردی جائے۔ [1]

اور بعض روایات میں تنبیہ کے مخصوص الفاظ بھی آئے ہیں۔

---

[1] چنانچہ ایک لمبی حدیث میں ہے کہ:

فَإِذَا رَأَيْتُمْ أَحَدًا مِنْهُمْ فَحَذِّرُوهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ إِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدُ أَنْ تَقْتُلُوهُ فَاقْتُلُوهُ بَعْدَ الثَّلَاثِ(ابوداوٗد، حدیث نمبر ۵۲۵۰، کتاب الادب، باب فی قتل الحیات، واللفظ لهٗ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۱۳۶۹، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث نمبر ۱۹۸۹۲، صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۵۷۱۲)

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

إِنَّ لِهَذِهِ الْبُيُوتِ عَوَامِرَ فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْهَا فَحَرِّجُوا عَلَيْهَا ثَلَاثًا فَإِنْ ذَهَبَ وَإِلَّا فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ(مسلم، حدیث نمبر ۵۹۷۷، کتاب قتل الحیات وغیرھا،واللفظ لهٗ،ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۰۴، ابواب الاحکام والفوائد، باب ماجاء فی قتل الحیات ، مسند احمد حدیث نمبر ۱۱۲۱۵، السنن الکبریٰ للنسائی، حدیث نمبر ۱۰۸۰۹،مسند الطیالسی حدیث نمبر ۲۳۴۵)

اور بعض روایات میں تین مرتبہ کے بجائے تین دن کے الفاظ ہیں، اور اسی وجہ سے اہلِ علم کی اس سلسلہ میں دونوں آراء موجود ہیں۔

واختلف فی المراد بالثلاث فقیل ثلاث مرات وقیل ثلاثة أیام ومعنی قوله حرجوا علیهن أن یقال لهن أنتن فی ضیق وحرج أن لبثت عندنا أو ظهرت لنا أو عدت إلینا (فتح الباری لابنِ حجر، کتاب بدء الخلق، باب قول الله تعالی وبث فیها من کل دابة)

ومعنی فخرجوا علیه أن یقال له أنت فی حرج أی ضیق إن لبثت عندنا أو ظهرت لنا أو عدت إلینا ومعنی ثلاثا أی ثلاث مرات وقیل ثلاثة أیام وإن کانت فی الصحاری والأودیة تقتل من غیر إیذان لعموم قوله خمس من الفواسق یقتلن فی الحل والحرم فذکر منهن الحیة وجاء فی حدیث آخر من ترکهن مخافة شرهن فلیس منا ثم اعلم أن ظاهر الحدیث التعمیم فی البیوت وعن مالک تخصیصه ببیوت أهل المدینة وقیل یختص ببیوت المدن دون غیرها(عمدة القاری، کتاب بدء الخلق، باب قول الله تعالی وبث فیها من کل دابة)

اور ہمارے نزدیک ''ثلاث مرات'' کی روایات عمل کے لحاظ سے زیادہ وزنی ہیں، کیونکہ ان کو تین دن تک گھر میں چھوڑے رکھنے کی صورت میں ان کی طرف سے ضرر کا اندیشہ ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -سُئِلَ عَنْ حَيَّاتِ الْبُيُوْتِ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُنَّ شَيْئًا فِيْ مَسَاكِنِكُمْ فَقُوْلُوْا أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِىْ أَخَذَ عَلَيْكُنَّ نُوحٌ أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِىْ أَخَذَ عَلَيْكُنَّ سُلَيْمَانُ أَنْ لَّا تُؤْذُوْنَا فَإِنْ عُدْنَ فَاقْتُلُوْهُنَّ (ابوداوٗد، حدیث نمبر ۵۲۶۲، کتاب الادب ، باب فی قتل الحیات، واللفظ لہٗ، ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۸۵ ،بَاب مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّاتِ، المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۶۳۱۵، ۶۳۱۷،الآداب للبیہقی حدیث نمبر ۳۶۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے گھر کے سانپوں کے بارے میں سوال کیا گیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنے گھروں میں کوئی سانپ دیکھو، تو یہ کہو:

''میں تجھے اس عہد کی قسم دیتا ہوں، جو تم سے حضرت نوح علیہ السلام نے لیا تھا، اوراس عہد کی قسم دیتا ہوں، جو تم سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے لیا تھا، کہ تم ہمیں تکلیف نہ پہنچاؤ''

اس کے باجود بھی وہ نہ لوٹیں، تو تم انہیں قتل کردو (ترجمہ ختم)

اس قسم کی تنبیہ کے بعد گھر میں موجود سانپ کو قتل کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ [1]

---

[1] (إذا ظهرت الحية) أى برزت (فى المسكن) أى محل سكن أحدكم من بيت أو غيره (فقولوا لها ندبا ، وقيل وجوبا (إنا نسألک) بكسر الكاف خطابا لمؤنث (بعهد نوح وبعهد سليمان بن داود أن لا تؤذينا فإن عادت) مرة أخرى (فاقتلوها) قالوا لأنها إن لم تذهب بالإنذار علم أنها ليست من العمار ولا ممن أسلم من الجان فلا حرمة لها فيجب قتلها .وظاهره أنه لا يجوز الهجوم على قتلهاقبل الإنذار ، وفى بعض الحواشى أن ذلک كان فى صدر الإسلام ثم نسخ بلأمر مطلقا .وقال الماوردى وعياض :الأمر بالإنذار خاص بحيات المدينة (ت عن) عبد الرحمن (بن أبى ليلى) الفقيه الكوفى قاضيها لا يحتج به وأبو ليلى له صحبة واسمه يسار .قال الترمذى :حسن غريب ، رمز المصنف لحسنه(فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت حديث رقم ۷۴۹)

وأما صفة الإنذار فقال القاضى :روى ابن حبيب عن النبى ﷺ أنه يقول :أنشدكن بالعهد الذى أخذ عليكم سليمان بن داود ألا تؤذونا ، ولا تظهرن لنا وقال مالک :يكفى أن يقول :أحرج عليک الله واليوم الآخر أن لا تبدو لنا ، ولا تؤذينا .ولعل مالكا أخذ لفظ التحريج مما وقع فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پس بہتر ہے کہ گھر میں نظر آنے والے سانپ کو قتل کرنے سے پہلے تنبیہ کردی جائے، جس کا طریقہ پہلے ذکر کردیا گیا ہے، اور اگر اس طرح کا جملہ کہہ دیا جائے کہ ''اللہ کے حکم سے لوٹ جاؤ'' یا یہ کہہ دیا جائے کہ ''مسلمانوں کے راستے سے ہٹ جاؤ'' تو بھی درست ہے، پھر اس کے باوجود اگر وہ گھر سے نہ جائے، یا غائب نہ ہو، تو پھر قتل کردیا جائے۔

اور احادیث کی روشنی میں بہتر یہ ہے کہ اس طرح کے کلمات تین مرتبہ کہے جائیں۔کما مرّ۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صحیح مسلم ، (فحرجوا علیها ثلاثا) والله أعلم (شرح النووی علی مسلم، کتاب قتل الحیة وغیرها)
فحرجوا بتشدید الراء المکسورة أی ضیقوا علیها ثلاثا أی قولوا لها أنت فی حرج أی ضیق أن عدت إلینا فلا تلومینا أن نضیق علیک بالتتبع والطرد والقتل کذا فی النهایة وفی شرح مسلم للنووی قال القاضی عیاض روی ابن الحبیب عن النبی أنه یقول أنشدکم بالعهد الذی أخذ علیکم سلیمان بن داود علیهما السلام أن لا تؤذونا ولا تظهروا لنا ونحوه عن مالک فإن ذهب أی بالتحریج فیها ونعمت وإلا فاقتلوه فإنه کافر قال شارح أی شددوا علی الحیة ونفروها فإن نفر وتواری فذاک وإلا فاقتلوه فإنه کافر أی کالکافر فی جراء ته وصولته وقصده وکونه مؤذیا وقیل أراد بعوامر البیت سکانها من الجن أی أنها حینا تتشکل بشکل الحیات وأراد بالتحریج التشدید بالحلف علیه کما جاء فی الحدیث أن یقال لها أسألک بعهد نوح وبعهد سلیمان بن داود علیهم السلام أن لا تؤذینا(مرقاة المفاتیح ،کتاب الصید والذبائح،باب ما یحل أکله وما یحرم أکله)

[1] (ولا بأس بقتل الحیة والعقرب فی الصلاة) لقوله علیه الصلاة والسلام (اقتلوا الأسودین ولو کنتم فی الصلاة) ولأن فیه إزالة الشغل فأشبه درء المار ویستوی جمیع أنواع الحیات هو الصحیح لإطلاق ما روینا(الهدایة)

قوله :(ویستوی جمیع أنواع الحیات) یعنی التی تسمی جنیة وغیرها .وقوله :(هو الصحیح) احتراز عن قول الفقیه أبی جعفر :إن الحیات منها ما یکون من سواکن البیوت وهی جنیة ، ومنها ما لا یکون منها ، والأولی هی التی تکون صورتها بیضاء لها ضفیرتان تمشی مستویة وقتلها لا یباح لقوله علیه الصلاة والسلام (إیاکم والحیة البیضاء فإنها من الجن) من غیر فصل بین أن تکون فی الصلاة أو غیرها فلا تقتل فی غیرها أیضا إلا بعد الإنذار ، والإنذار بأن یقال خل طریق المسلمین فإن أبی قتل ، والثانیة هی التی یضرب لونها إلی السواد وفی مشیها التواء .قال الطحاوی :الفرق بینهما فاسد ؛ لأن النبی علیه الصلاة والسلام أخذ علی الجن العهود والمواثیق بألایظهروا لأمته فی صورة الحیة ولایدخلوا بیوتهم ، فإذا نقضوا العهد یباح قتلها ، وهو اختیار شمس الأئمة والمصنف لإطلاق ما روینا (العنایة شرح الهدایة، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها)
وقالوا لا ینبغی أن تقتل الحیة البیضاء التی تمشی مستویة ؛ لأنها من الجان لقوله -علیه الصلاة والسلام -اقتلوا ذا الطفیتین والأبتر وإیاکم والحیة البیضاء فإنها من الجن وقال الطحاوی لا بأس

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَدَغَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَبٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ الْمُصَلِّيَ وَغَيْرَ الْمُصَلِّيَ اُقْتُلُوْهَا فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ (ابنِ ماجة، حديث نمبر ١٢٣٦، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في قتل الحية والعقرب في الصلاة، واللفظ لهٗ،المعجم الاوسط للطبراني حديث نمبر ٢٣٢٩)

ترجمہ: نبی ﷺ کو بچھو نے نماز پڑھنے کی حالت میں کاٹ لیا، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ بچھو پر اللہ کی لعنت ہو، وہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے، نہ غیر نمازی کو، تم اس کو حرم اور غیر حرم (ہر جگہ) قتل کردو (ترجمہ ختم)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَدَغَتْ عَقْرَبٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ" :

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بقتل الكل ؛ لأنه -عليه الصلاة والسلام -عاهد الجن أن لا يدخلوا بيوت أمته ولا يظهروا أنفسهم فإذا خالفوا فقد نقضوا عهدهم فلا حرمة لهم ، والأولى هو الإنذاروالإعذار فيقال لها ارجعي بإذن الله أو خلي طريق المسلمين فإن أبت قتلها ولكن الإنذار إنما يكون خارج الصلاة (تبيين الحقائق، ج ١ ص ١٦٦، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، وكذافي فتح القدير)

وينبغي أن لا تقتل الحية البيضاء التي تمشي مستوية لأنها جان لقوله عليه السلام (اقتلوا ذا الطفيتين والأبتر وإياكم والحية البيضاء فإنها من الجن) وقال الطحاوي لا بأس بقتل الكل لأن النبي ﷺ عهده مع الجن أن لا يدخلوا بيوت أمته وإذا دخلوا لم يظهروا لهم فإذا دخلوا فقد نقضوا العهد فلا ذمة لهم والأولى هو الإعذار والإنذار فيقال ارجع بإذن الله فإن أبى قتله ا هـ .

يعني :الإنذار في غير الصلاة وفي النهاية معزيا إلى صدر الإسلام والصحيح من الجواب أن يحتاط في قتل الحيات حتى لا يقتل جنيا فإنهم يؤذونه إيذاء كثيرا بل إذا رأى حية وشك أنه جني يقول له خل طريق المسلمين ومر فإن مرت تركه فإن واحدا من إخواني هو أكبر سنا مني قتل حية كبيرة بسيف في دار لنا فضربه الجن حتى جعلوه زمنا كان لا يتحرك رجلاه قريبا من الشهر ثم عالجناه وداويناه بإرضاء الجن حتى تركوه فزال ما به وهذا مما عاينته بعيني ا هـ .(البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

قال في الحلية ووافق الطحاوي غير واحد آخرهم شيخنا يعني ابن الهمام فقال والحق أن الحل ثابت إلا أن الأولى الإمساك عما فيه علامة الجن لا للحرمة بل لدفع الضرر المتوهم من جهتهم ا ه (ردالمحتار، كتاب الصلاة، مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة)

لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ، مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ إِلَّا لَدَغَتْهُ "ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ وَمِلْحٍ فَجَاءَ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَقْرَأُ :قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۶۹۴۲، واللفظ لهٗ، شعب الایمان حدیث نمبر ۲۳۴۰، وحدیث نمبر ۲۳۴۱، اخبارِ اصبهان، حدیث نمبر ۱۷۸۳، مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۴۰۱۹، کتاب الطب، باب فِی رُقْيَةِ الْعَقْرَبِ، مَا هِیَ ؟)

ترجمہ: نبی ﷺ کو بچھو نے نماز پڑھنے کی حالت میں کاٹ لیا، تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا کہ بچھو پر اللہ کی لعنت ہو، وہ نمازی اور غیر نمازی کو کاٹے بغیر نہیں چھوڑتا۔

پھر نبی ﷺ نے پانی اور نمک منگوایا، اور اس پر پھیرا، اور ''قل ہواللہ احد'' اور ''قل اعوذ برب الفلق'' اور ''قل اعوذ برب الناس'' پڑھی (ترجمہ ختم)

بعض روایات میں پانی میں نمک ڈالنے کی صراحت ہے۔ [۱]

اور بعض روایات میں ''قل ہواللہ احد'' کے بجائے ''قل یاایہا الکافرون'' کا ذکر ہے۔ [۲]

اس لئے بہتر ہے کہ چاروں قل پڑھ لئے جائیں۔

بچھو کے نمازی اور غیر نمازی اور نبی اور غیر نبی، ہر ایک کو ایذاء پہنچانے کی وجہ سے اس پر لعنت فرمائی گئی۔

ان روایات سے بچھو کے کاٹ لینے کے بعد اس کا علاج بھی معلوم ہوا کہ نمک اور پانی ملا کر بچھو کے

---

[۱] عن عبد الله قال كان رسول الله ﷺ يصلی ذات ليلة فلدغته عقرب فتناولها بنعله فقتلها فلما انصرف قال لعن الله العقرب ما تدع نبيا ولا غيره أو قال مصليا ولا غيره قال ثم أمر بملح فألقى فی ماء فجعل يده فيه فجعل يقلبها حيث لدغته ويقرأ قل أعوذ برب الفلق وقل أعوذ برب الناس (الكامل لابنِ عدی ج۲ ص۲۹۰)

[۲] عن علی قال لدغت النبی ﷺ عقرب وهو يصلی فلما فرغ قال لعن الله العقرب لا يدع مصليا ولا غيره ثم دعا بماء وملح وجعل يمسح عليها ويقرأ قل يا أيها الكافرون و قل أعوذ برب الفلق و قل أعوذ برب الناس (المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر ۵۸۸۹، المعجم الصغير، حدیث نمبر ۸۳۰)

کاٹی ہوئی جگہ پر مَلا جائے، اور ساتھ ساتھ چاروں قل پڑھے جائیں۔ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک بچھو کاٹے ہوئے شخص کو لایا گیا، تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ یہ دعا پڑھ لیتا، تو اس کو بچھو نہ کاٹتا، یا کوئی نقصان نہ پہنچاتا:

"أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ"

ترجمہ: میں پناہ لیتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ذریعہ سے ہر مخلوق کے شر سے

(ابوداؤد حدیث نمبر ۳۹۰۱، کتاب الطب، باب کیف الرقی، واللفظ لہٗ، سنن ابنِ ماجة، حدیث نمبر ۳۵۰۹، مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۴۰۲۳، کتاب

---

[1] لعن الله العقرب ما تدع مصليا أى ما تترك عن أذاها مصليا من نبى وولى ولا غيره أى ولا غير مصل أو المعنى لا تدع أحد إلا حال صلاته ولا غيرها بغير لدغ والجملة علة لاستحقاق اللعن أو نبيا وغيره شك من الراوى لكن فى الجامع برواية ابن ماجه عن عائشة لعن الله العقرب ما تدع المصلى وغير المصلى اقتلوها فى الحل والحرم وفى رواية البيهقى عن على لعن الله العقرب ما تدع نبيا ولا غيره إلا لدغتهم ثم دعا أى طلب بماء وملح فجعله أى كلا منهما أو للجموع أو المذكور فى إناء ثم جعل أى شرع يصبه أى ما فى الإناء على أصبعه حيث لدغتها أى فى مكان لدغها ويمسحها أى الأصبع أو موضع لدغها ويعوذها بالمعوذتين (مرقاة، كتاب الطب والرقى)

(لعن الله العقرب) أى طردها من الرحمة وأبعدها ثم علل استحقاق اللعن بقوله (ما تدع) أى تترك (المصلى وغير المصلى) إلا لدغته (اقتلوها فى الحل والحرم) لكونها من المؤذيات وهذا قاله لما لدغته وهو يصلى وروى أبو يعلى عن عائشة أنه كان لا يرى بقتلها فى الصلاة بأسا(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۷۲۶۱)

(لعن الله العقرب ما تدع نبيا ولا غيره إلا لدغتهم) قاله لما لدغته عقرب بأصبعه فدعا بإناء فيه ماء وملح فجعل يضع الملدوغ فيه ويقرأ *(قل هو الله أحد) * والمعوذتين حتى سكنت فجمع العلاج بالدواء المركب من الطبيعى والإلهى فإن فى سورة الإخلاص كمال التوحيد العلمى والاعتقادى وغير ذلك وفى المعوذتين الاستعاذة من كل مكروه جملة وتفصيلا والملح نافع للسم قال ابن سينا :يضمد به مع بزر الكتان للسع العقرب وفى الملح قوة جاذبة محللة ولما كان فى لسعها قوة نارية جمع بين الماء المبرد والملح الجاذب تنبيها على أن علاج السميات بالتبريد والجذب.

-(هب عن على) أمير المؤمنين قال :لدغت النبى عليه السلام عقرب وهو يصلى فلما فرغ قال ذلك ثم دعا بماء وملح ومسح عليها ثم قرأ *(قل يا أيها الكافرون) * والمعوذتين ورواه عنه أيضا الطبرانى فى الصغير قال الهيثمى :واسناده حسن .(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۷۲۶۲)

الطب، باب فِي رُقْيَةِ الْعَقْرَبِ ، مَا هِيَ ؟)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کلمات بچھو اور دوسری موذی چیزوں کے نقصان سے بچنے کا پیشگی علاج ہیں۔

لہٰذا صبح وشام ان کلمات کا وِرد رکھنا چاہئے۔

چوہے (Rat) کو قتل کرنے کا حکم

احادیث میں جن جانوروں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اوران کو فاسق قرار دیا گیا ہے، ان میں سے ایک جانور چوہا ہے، جو عام طور پر گھروں، آبادیوں اور جنگلوں میں پایا جاتا ہے۔

کئی احادیث میں اس جانور کو قتل کردینے کا اوراس کی خباثت وشرارت کا بھی ذکر ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ :الْأَفْعَى، وَالْعَقْرَبَ، وَالْحِدَاءَ، وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ ، وَالْفُوَيْسِقَةَ " قُلْتُ مَا الْفُوَيْسِقَةُ ؟ قَالَ "اَلْفَأْرَةُ " قُلْتُ: وَمَا شَأْنُ الْفَأْرَةِ ؟ قَالَ :إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِسْتَيْقَظَ، وَقَدْ أَخَذَتِ الْفَتِيْلَةَ، فَصَعِدَتْ بِهَا إِلَى السَّقْفِ لِتُحَرِّقَ عَلَيْهِ (مسند احمد، حديث نمبر ۱۱۷۵۵ ،واللفظ لهٗ، مسند ابويعلىٰ الموصلى، حديث نمبر ۱۱۳۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محرِم (یعنی احرام باندھنے والا شخص) زہریلے سانپ اور بچھو اور چیل اور کاٹنے والے کتے اور فویسقہ (یعنی چھوٹے فاسق جانور) کو قتل کردے گا، راوی عبدالرحمٰن بن ابی نعم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید سے عرض کیا کہ فویسقہ کیا ہے؟ تو فرمایا کہ چوہا ہے، میں نے کہا کہ چوہے میں فسق کی بات کیا ہے؟ تو حضرت ابوسعید نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نیند سے بیدار ہوئے، اور چوہا چراغ کی بتی لے کر چھت کی طرف چڑھ گیا تھا، تاکہ گھر میں آگ لگادے (ترجمہ ختم)

اورشرح معانی الآثار کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

اِسْتَيْـقَـظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ,وَقَدْ أَخَذَتْ فَأْرَةٌ فَتِيْلَةً ,لِتُحْرِقَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَتَلَهَا ,وَأَحَلَّ قَتْلَهَا لِكُلِّ مُحْرِمٍ ,أَوْ حَلَالٍ "(شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۳۷۸۲، کتاب مناسک الحج، باب ما یقتل المحرم من الدواب، واللفظ لهٗ، الادب المفرد، للبخاری، حدیث نمبر ۱۲۶۴، باب إطفاء المصباح)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ایک رات بیدار ہوئے، اور چوہے نے چراغ کی بتی پکڑ رکھی تھی، تاکہ رسول اللہ کے گھر کو جلائے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو جا کر قتل کر دیا، اور احرام والے اور غیر احرام والے دونوں طرح کے لوگوں کے لئے اس کے قتل کرنے کو حلال قرار دیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَتْ فَأْرَةٌ فَأَخَذَتْ تَجُرُّ الْفَتِيْلَةَ فَجَاءَتْ بِهَا فَأَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِىْ كَانَ قَاعِدًا عَلَيْهَا فَأَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ فَقَالَ إِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهٖ عَلٰى هٰذَا فَتَحْرِقَكُمْ(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۵۲۴۹، کتاب الادب، باب فی إطفاء النار بالليل)

ترجمہ: ایک چوہا چراغ کی بتی کو کھینچ کر لایا، اور اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس بچھونے (چٹائی وغیرہ) پر لا کر ڈال دیا، جس پر آپ ﷺ تشریف فرما تھے، جس سے وہ بچھونا ایک درہم (یعنی ہتھیلی کے گہراؤ) کے برابر جل گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سونے لگو، تو اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو، کیونکہ شیطان ان جیسی چیزوں کو ایسے کاموں پر لگاتا ہے، تاکہ وہ تمہیں جلا دیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

وَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ(ترمذی، حدیث نمبر ۱۷۳۴، ابواب

الاطعمة،باب ما جاء فی تخمیر الإناء وإطفاء السراج والنار عند المنام) [1]

ترجمہ: اورفویسقہ (یعنی چوہا) لوگوں کے گھر میں آگ لگا دیتا ہے (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ چوہا فاسق جانور ہے، یعنی اس کی عادات میں فسق اور خباثت موجود ہے، جس کی وجہ سے انسان کو بڑا نقصان پہنچ جاتا ہے، اس لئے اس کو قتل کرنا گناہ نہیں، بلکہ جائز ہے۔

اس کے علاوہ اس جانور میں گندگی اور مختلف بیماریوں کے جراثیم ہونا بھی واضح ہے۔

پس چوہے کو قتل کرنا نقل کے علاوہ عقل کا تقاضا بھی ہے۔ [2]

گرگٹ (Chameleon) اور چھپکلی (Lizard) کو قتل کرنے کا حکم

ایک جانور جو عام طور سے گھروں میں پایا جاتا ہے، وہ چھپکلی ہے، اس کی جنگلی قسم کو گرگٹ کہا جاتا ہے، احادیث میں اس کو قتل کرنے کا حکم آیا ہے، اوراس کو بھی فاسق جانور قرار دیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ لِلْوَزَغِ اَلْفُوَيْسِقُ (مسلم، حدیث نمبر ۵۹۸۲، کتاب السلام ،باب استحباب قتل الوزغ، واللفظ لهٗ، صحیح ابن حبان،حدیث نمبر ۵۶۳۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے گرگٹ کو فاسق جانور قرار دیا (ترجمہ ختم)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا (مسلم،

---

[1] ورواہ مسند احمد حدیث نمبر۱۴۲۲۸ ، مسند ابویعلیٰ حدیث نمبر ۲۰۷۵، وحدیث نمبر ۲۲۰۴ ،صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۱۲۷۱ ،الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر ۱۲۶۲، مؤطاامام محمد حدیث نمبر ۹۵۶ ،مستخرج ابوعوانۃ حدیث نمبر ۲۵۹۸)

[2] (فإن الفويسقة) أی الفأرة سماها الفويسقة فی معرض الذم لوجود معنی الفسق فيها وهو الخروج من شیء إلی غيره وذلک هنا إلی المذموم والأذى مذموم فمن يقع منه مذموم (تضرم علی أهل البيت) وفی رواية علی الناس (بيتهم) أی تحرقه سريعا وهو بضم التاء وسكون الضاد المعجمة وأضرم النار أوقدها والضرمة بالتحريک النار وقد أفاد ما تقرر آنفا(فيض القدير للمناوی، تحت حديث رقم ۵۷۷۴)

حدیث نمبر ۵۹۸۱، کتاب السلام ،باب استحباب قتل الوزغ، ابو داؤد، حدیث نمبر ۵۲۶۴، باب فی قتل الاوزاغ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے گرگٹ کو قتل کرنے کا حکم فرمایا، اور اس کو فاسق قرار دیا (ترجمہ ختم)

اور فاسق جانوروں کے قتل کرنے کا حکم پیچھے کئی احادیث میں گزر چکا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُقْتُلُوْا الْوَزَغَ ، فَإِنَّهُ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّارَ "قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقْتُلُهُنَّ (مسند أحمد حديث نمبر ۲۵۴۳)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم گرگٹ کو قتل کرو، کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو پھونک مار کر بھڑکا رہا تھا، راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گرگٹ کو قتل کر دیا کرتی تھیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَام (بخاری، حديث نمبر ۳۱۰۹، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى واتخذ الله إبراهيم خليلا)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے گرگٹ کو قتل کرنے کا حکم فرمایا، اور فرمایا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو پھونک مار کر بھڑکا رہا تھا (ترجمہ ختم)

حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ:

أَنَّ امْرَأَةً دَخَلَتْ عَلٰى عَائِشَةَ وَبِيَدِهَا عُكَّازٌ فَقَالَتْ مَا هٰذَا فَقَالَتْ لِهٰذِهِ الْوَزَغِ لِأَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ إِلَّا يُطْفِئُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَام إِلَّا هٰذِهِ الدَّابَّةُ فَأَمَرَنَا بِقَتْلِهَا (سنن نسائی، حديث نمبر ۲۸۳۱، باب قتل الوزغ)

ترجمہ: ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی، اور اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں نیزہ تھا، اس عورت نے عرض کیا کہ یہ کیا ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، کہ اس گرگٹ کے لئے ہے، اس لئے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہم سے یہ حدیث بیان کی تھی کہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں تھی، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آگ کو نہ بجھا رہی ہو، سوائے اس جانور کے، تو نبی علیہ السلام نے ہمیں اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - مَنْ قَتَلَ وَزَغَۃً فِیْ أَوَّلِ ضَرْبَۃٍ فَلَہُ کَذَا وَکَذَا حَسَنَۃً وَمَنْ قَتَلَہَا فِی الضَّرْبَۃِ الثَّانِیَۃِ فَلَہُ کَذَا وَکَذَا حَسَنَۃً لِدُوْنِ الْاُوْلٰی وَإِنْ قَتَلَہَا فِی الضَّرْبَۃِ الثَّالِثَۃِ فَلَہُ کَذَا وَکَذَا حَسَنَۃً لِدُوْنِ الثَّانِیَۃِ (مسلم، حدیث نمبر ۵۹۸۳، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، واللفظ لہٗ، ترمذی، حدیث نمبر ۱۴۰۲، باب ماجاء فی قتل الوزغ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے گرگٹ کو پہلی ضرب میں ماردیا، تو اس کو اتنی اور اتنی نیکیاں حاصل ہونگی، اور جس نے دوسری ضرب میں مارا، تو اس کو اتنی اور اتنی نیکیاں حاصل ہونگی، جو پہلی ضرب میں مارنے سے کم ہونگی، اور جس نے اس کو تیسری ضرب میں مارا، تو اس کو اتنی اور اتنی نیکیاں حاصل ہونگی، جو دوسری ضرب میں مارنے سے کم ہونگی (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے:

مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِیْ أَوَّلِ ضَرْبَۃٍ کُتِبَتْ لَہٗ مِائَۃُ حَسَنَۃٍ وَفِی الثَّانِیَۃِ دُوْنَ ذٰلِکَ وَفِی الثَّالِثَۃِ دُوْنَ ذٰلِکَ (مسلم، حدیث نمبر ۵۹۸۴، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ)

ترجمہ: جس نے گرگٹ کو پہلی ضرب میں ماردیا، اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی،

اور دوسری میں اس سے کم، اور تیسری میں اس سے بھی کم (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَنَّهُ قَالَ فِيْ أَوَّلِ ضَرْبَةٍ سَبْعِيْنَ حَسَنَةً

(مسلم، حدیث نمبر ۵۹۸۵، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ پہلی ضرب میں ستر نیکیاں حاصل ہونگی (ترجمہ ختم)

ممکن ہے کہ نیکیوں کا یہ فرق ضرب کے فرق کے اعتبار سے ہو، کہ کوئی ایسی ضرب سے مارے کہ بہت جلد اس کی روح نکل جائے، اس کا ثواب زیادہ ہے، اور کوئی ایسی ضرب مارے کہ روح کچھ دیر سے نکلے، اس کا ثواب کم ہے، یا پھر مارنے والے کی نیت اور اخلاص کے فرق کی وجہ سے ہو۔ [1]

ان احادیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ گرگٹ کو تڑپا تڑپا کر نہ مارا جائے بلکہ جلدی سے مار دیا جائے

گرگٹ دو طرح کا ہوتا ہے، ایک جنگلی جو عموماً جنگلوں میں رہتا ہے، اور دوسرا گھریلو جو عموماً گھروں میں رہتا ہے، پھر جنگل میں رہنے والا عموماً اپنے جسم کا رنگ پلٹتا رہتا ہے جس جگہ بیٹھتا ہے اس جیسا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔

گھروں میں رہنے والے کو چھپکلی کہا جاتا ہے، ان دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ ان کو مار دینا ثواب

[1] قولها :(أن النبی ﷺ أمرها بقتل الأوزاغ) وفی رواية :(أمر بقتل الوزغ، وسماه فويسقا) وفی رواية :(من قتل وزغة فی أول ضربة فله كذا وكذا حسنة، ومن قتلها فی الضربة الثانية فله كذا وكذا حسنة لدون الأولی، وإن قتلها فی الضربة الثالثة فله كذا وكذا حسنة لدون الثانية) . وفی رواية :(من قتل وزغا فی أول ضربة كتب له مائة حسنة، وفی الثانية دون ذلک، وفی الثالثة دون ذلک) وفی رواية :(فی أول ضربة سبعين حسنة) قال أهل اللغة :الوزغ سام أبرص جنس، فسام أبرص هو كباره، واتفقوا علی أن الوزغ من الحشرات المؤذيات، وجمعه أوزاغ ووزغان، وأمر النبی ﷺ بقتله، وحث عليه، ورغب فيه لكونه من المؤذيات (شرح النووی علی مسلم، كتاب السلام ،باب استحباب قتل الوزغ)

من قتل وزغة فی أول ضربة المقصود بذلک الحث علی المبادرة بقتله خوف فوته كتبت له مائة حسنة فی الرواية بعدها سبعين حسنة قال النووی 14)/237) ولا معارضة لأن مفهوم العدد لا يعمل به أو لعله أخبر بالسبعين ثم تصدق الله بالزيادة بعد ذلک فأعلم بها أو تختلف باختلاف قاتلی الوزغ بحسب نياتهم وإخلاصهم وكمال أحوالهم ونقصها(الديباج علی مسلم، كتاب السلام ،باب استحباب قتل الوزغ)

ہے۔

بعض لوگ گرگٹ کو مارنا تو ثواب سمجھتے ہیں لیکن چھپکلی کو مارنا ثواب نہیں سمجھتے بلکہ الٹا گناہ سمجھتے ہیں، جو کہ غلط فہمی پر مبنی بات ہے۔

حدیث شریف میں ''وزغ'' کا لفظ آیا ہے اور یہ لفظ گرگٹ اور چھپکلی دونوں کو شامل ہے، کیونکہ دونوں کی جنس ایک ہی ہے۔

اس کے علاوہ چھپکلی زہریلا جانور ہے، اگر کھانے پینے کی چیز میں پیشاب پاخانہ کردے، یا گر کر مرجائے، تو اس چیز میں زہریلے ومہلک اثرات پیدا ہوجاتے ہیں، اس لئے بھی اس کے ماردینے میں عافیت وخیر ہے۔ [1]

کتے (Dog) کو قتل کرنے اور پالنے کا حکم

گذشتہ احادیث میں جن موذی جانوروں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان میں ایک جانور کٹکھنا کتا ہے۔

---

[1] إن رسول الله أمر بقتل الوزغ بواو مفتوحة وزاى كذلك وبمعجمة واحدها وزغة وهى دويبة مؤذية وسام أبرص كبيرها ذكره ابن الملك وفى النهاية الوزغ جمع وزغة بالتحريك وهى التى يقال لها سام أبرص(مرقاة، كتاب الصيد والذبائح، باب ما يحل أكله وما يحرم أكله)

وقال الجوهرى الوزغة دويبة وقال ابن الأثير وهى التى يقال سام أبرص قلت هذا هو الصحيح وهى التى تكون فى الجدران والسقوف ولها صوت تصيح به (عمدة القارى، كتاب جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب)

وذكر بعض الحكماء أن الوزغ أصم أبرص وأنه لا يدخل بيتا فيه زعفران وأنه يلقح بفيه وأنه يبيض ويقال لكبارها سام أبرص بتشديد الميم ويمج فى الإناء فينال الإنسان من ذلك مكروه عظيم وإذا تمكن من الملح تمرغ فيه ويصير ذلك مادة لتولد البرص وينحجز فى الشتاء أربعة أشهر لا يأكل شيئا كالحية وبينه وبين الحية إلفة كإلفة العقارب والخنافس(عمدة القارى، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى واتخذ الله إبراهيم خليلا)

وذكر بعض الحكماء أن الوزغ أصم وأنه لا يدخل فى مكان فيه زعفران وأنه يلقح بفيه وأنه يبيض ويقال لكبارها سام أبرص وهو بتشديد الميم(فتح البارى لابنِ حجر ، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى واتخذ الله إبراهيم خليلا)

(وزغ) قوله أمر بقتل الوزغ وفى رواية الأوزاغ وفى الحديث الآخر الوزغان هو جمع وزغة وهو سام أبرص والوزغ الذكر ويجمع ايضا أوزاغ(مشارق الانوار على صحاح الآثار ج۲ ص۲۸۴)

اسلام کی آمد سے پہلے معاشرہ میں کتوں سے رغبت اور کتوں کی کثرت پائی جاتی تھی، جبکہ کتوں کے ساتھ رغبت اور ان کی کثرت کو اسلامی معاشرہ میں پسند نہیں کیا گیا، کیونکہ اس میں بہت سے مفاسد اور نقصانات تھے، اس لئے کتوں کی رغبت اور ان کی کثرت کو ختم کرنے کا ابتداء میں یہ انتظام کیا گیا کہ کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا، معاشرہ میں کتوں کی رغبت اور ان کی کثرت ختم ہوگئی، تو اس کے بعد صرف کاٹنے والے کتوں کو قتل کرنے کا حکم باقی رہا، اور عام کتوں کو قتل کرنے کا حکم باقی نہیں رہا، لیکن خاص خاص ضرورتوں کے علاوہ کتوں کے پالنے اور رکھنے کی ممانعت فرمادی گئی، جو کہ انتہائی اعتدال اور حکمت پر مبنی ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ جو کتا انسانوں کو کاٹتا ہو، اور ان پر حملہ آور ہوتا ہو، اس کو تو قتل کیا جائے گا، اور جو کتا ایسا نہ ہو، اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

البتہ اگر کسی جگہ کتوں کی کثرت ہو، جس کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو، یا کوئی کتا کاٹتا تو نہ ہو، لیکن بھونک کر مسافروں اور لوگوں کو ایذاء پہنچاتا ہو، تو اس کو بھی قتل کرنے کی اجازت ہے۔ [1]

---

[1] (قولہ لکن لا یحل إلخ) استدراک علی الإطلاق فی النمل ، فإن ظاهره جواز إطلاق قتله بجميع أنواعه مع أن فيه ما لا يؤذی ، وهذا الحكم عام فی كل ما لا يؤذی كما صرحوا به فی غير موضع ط (قوله أی إذا لم تضر) تقييد للنسخ ذكره فی النهر أخذا مما فی الملتقط :إذا كثرت الكلاب فی قرية وأضرت بأهلها أمر أربابها بقتلها ، فإن أبوا رفع الأمر إلى القاضی حتى يأمر بذلک .ا ھ .(ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنايات فی الحج)

(قوله :لأن غير العقور) المناسب ؛ ولأن بالواو عطفا على قوله اتباعا (قوله :لأن الأمر بقتل الكلاب نسخ) كذا قاله فی الفتح قال فی النهر لكن رأيت فی الملتقط ما لفظه ، وإذا كثرت الكلاب فی قرية ، وأضر بأهل القرية أمر أربابها بقتلها ، وإن أبوا رفع الأمر إلى القاضی حتى يأمر بذلک .ا ھ .فيحمل ما فی الفتح على ما إذا لم يكن ثمة ضرر (منحة الخالق علیٰ هامش البحر الرائق ج۳ص۳۴، کتاب الحج، باب الجنايات ،فصل إن قتل محرم صيدا أو دل عليه من قتله فعليه الجزاء)

قرية فيها كلاب كثيرة ولأهل القرية منها ضرر يؤمر أرباب الكلاب بأن يقتلوا كلابهم ؛ لأن دفع الضرر واجب وإن أبوا ألزمهم القاضی ولا ينبغی أن يتخذ فی بيته كلبا إلا كلب الحراسة .الهرة إذا كانت مؤذية يذبحها بالسكين ويكره ضربها وفرک أذنها .ا ھ .(تکملة البحر الرائق، للطوری، فصل فی البيع، خصی البهائم)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کتے کے قتل کرنے نہ کرنے کے بارے میں تو حکم ذکر کیا جاچکا، جہاں تک کتے کو پالنے کا تعلق ہے، تو وہ چند ضرورتوں کے علاوہ پالنا جائز نہیں، اور جس گھر میں کتا موجود ہو، اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيْرُ (بخاری حدیث نمبر ۵۴۹۳، کتاب اللباس، باب التصاویر)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتا ہو یا (جاندار چیز کی) تصاویر ہوں (ترجمہ ختم)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ:

فَقَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيْرُ (مسند أحمد حديث نمبر ۲۱۷۷۲)

ترجمہ: حضرت جبریل امین نے (حضور ﷺ سے) کہا کہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتا ہو یا (جاندار چیز کی) تصاویر ہوں (ترجمہ ختم)

ان جیسی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس گھر میں کتا موجود ہو، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، اور ان فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں، گویا کتے کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کے واسطہ سے رحمت سے محرومی لازم آتی ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ولو كان لرجل كلب عقور يعض كل من يمر عليه فلأهل القرية أن يقتلوه فإن تقدم أهل القرية إلى صاحب الكلب ولم يقتله ثم عض إنسانا فهو ضامن وإن عضه قبل التقدم إليه لم يضمن كذا في الينابيع وهكذا في الخلاصة قرية فيها كلاب كثيرة ولأهل القرية منها ضرر يؤمر أرباب الكلاب أن يقتلوا الكلاب فإن أبوا رفع الأمر إلى القاضي حتى يلزمهم ذلك كذا في محيط السرخسي وفي أضحية النوازل رجل له كلاب لا يحتاج إليها ولجيرانه فيها ضرر فإن أمسكها في ملكه فليس لجيرانه منعه وإن أرسلها في السكة فلهم منعه فإن امتنع وإلا رفعوه إلى القاضي أو إلى صاحب الحسبة حتى يمنعه عن ذلك (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية، الباب الحادي والعشرون فيما يسع من جراحات بني آدم والحيوانات وقتل الحيوانات وما لا يسع من ذلك)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ (مسلم، حديث نمبر ۵۶۲۸، كتاب اللباس والزينة، باب كراهة الكلب والجرس فى السفر، ابوداؤد، حديث نمبر ۲۵۵۷، باب فى تعليق الاجراس، ترمذی، مسند احمد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے ایسے لوگوں کے ساتھ نہیں ہوتے، جن میں کتا اور جرس (باجے والی گھنٹی) ہو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی سفر میں کتا رکھے، تو وہ بھی رحمت کے فرشتوں سے محروم ہوتا ہے۔ [۱]

بہرحال جس گھر میں کتا ہو، اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ [۲]

---

[۱] قوله ﷺ: (لا تصحب الملائكة رفقة فيها كلب ولا جرس)وفى رواية (الجرس مزامير الشيطان) الرفقة بضم الراء وكسرها ، والجرس بفتح الراء ، وهو معروف ، هكذا ضبطه الجمهور ، ونقل القاضى أن هذه رواية الأكثرين .قال :وضبطناه عن أبى بحر بإسكانها وهو اسم للصوت ، فأصل الجرس بالإسكان الصوت الخفى .أما فقه الحديث ففيه كراهة استصحاب الكلب والجرس فى الأسفار ، وأن الملائكة لا تصحب رفقة فيها أحدهما ، والمراد بالملائكة ملائكة الرحمة والاستغفار ، لا الحفظة ، وقد سبق بيان هذا قريبا (شرح النووى علىٰ مسلم ،كتاب اللباس والزينة، باب كراهة الكلب والجرس فى السفر)

[۲] الملائكة أى ملائكة الرحمة لا الحفظة وملائكة الموت وفيه إشارة إلى كراهتهم ذلك أيضا لكنهم مأمورون ويفعلون ما يؤمرون بيتا أى مسكنا فيه كلب أى إلا كلب الصيد والماشية والزرع وقيل إنه مانع أيضا وإن لم يكن اتخاذه حراما ولا تصاوير يعم جميع أنواع الصور وقد رخص فيما كان فى الأنماط الموطوءة بالأرجل على ما ذكره ابن الملك قال الخطابى إنما لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب أو صورة مما يحرم اقتناؤه من الكلاب والصور وأما ما ليس بحرام من كلب الصيد والزرع والماشية ومن الصورة التى تمتهن فى البساط والوسادة وغيرهما فلا يمنع دخول الملائكة بيته قال النووى والأظهر أنه عام فى كل كلب وصورة وأنهم يمتنعون من الجميع لإطلاق الأحاديث ولأن الجر والذى كان فى بيت النبى تحت السرير كان له فيه عذر ظاهر لأنه لم يعلم به ومع هذا امتنع جبريل عليه الصلاة والسلام من دخول البيت وعلله بالجرو .وقال العلماء سبب امتناعهم من الدخول فى بيت فيه صورة كونها مما يعبد من دون الله تعالى ومن الدخول فى بيت فيه كلب كونه يأكل النجاسة ولأن بعضه يسمى شيطانا كما ورد فى الحديث والملائكة ضد الشياطين ولقبح رائحته ومن اقتناء عوقب بحرمان دخول الملائكة بيته وصلاتهم عليه واستغفارهم له وهؤلاء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کتے کے اندر بعض انتہائی بری خصلتیں ہیں، جن کی وجہ سے اجنبی اور پرائے لوگ یہاں تک کہ فرشتے تو ایذاء وتکلیف اٹھاتے ہی ہیں، ساتھ ساتھ کتے کے اثرات کتا پالنے والے پر بھی پڑتے ہیں، مثلاً یہ کہ اس میں اپنے ابنائے جنس کے لئے اپنائیت وحمیت اور ایثار وہمدردی نہیں، نیز کتا نجاست اور گندگی کھانے، یہاں تک کہ اپنی ہی نکلی ہوئی غلاظت کو دوبارہ چاٹنے اور کھانے کا عادی ہے، اور ساتھ رہنے والی چیز کے اثرات فطری طور پر آدمی پر پڑا کرتے ہیں۔

اور اس کے لعاب میں انتہائی زہریلے اثرات ہیں، اور اس کی عادت جگہ جگہ پیشاب کرنے اور چیزوں کو سونگھنے اور منہ لگانے کی ہے، جس کی وجہ سے اس کے لعاب کے اثرات دوسری چیزوں میں منتقل ہوتے رہتے ہیں، اور قرب وجوار کی چیزوں یہاں تک کہ کپڑوں کا پاک رہنا از حد دشوار ہوجاتا ہے۔

اور جب یہ کسی کو کاٹ لے، تو اس کا زہر انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔

اور جب اس کو کاٹنے کی ہڑک چڑھ جاتی ہے، اور لت پڑ جاتی ہے، تو اپنے پرائے کا امتیاز ختم ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے بعض اوقات یہ اپنے مالک کو بھی کاٹ لیتا ہے۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الملائكة غير الحفظة لأنهم لا يفارقون المكلفين(مرقاة، كتاب اللباس، باب التصاوير)
والأظهر أنه عام فى كل كلب وكل صورة وأنهم يمنعون من الجميع لإطلاق الأحاديث قاله النووى وقال أيضا ولأن الجر والذى كانت فى بيت النبى تحت السرير كان له فيه عذر ظاهر فإنه لم يعلم به ومع هذا امتنع جبريل عليه السلام من دخول البيت وعلل بالجرو فلو كان العذر فى وجود الصورة والكلب لا يمنعهم لم يمتنع جبريل عليه السلام انتهى العلم وعدمه لا يؤثر فى هذا الأمر والعلة فى امتناعهم عن الدخول وجود الصورة والكلب مطلقا والله أعلم(عمدة القارى، كتاب البيوع، باب التجارة فيما يكره لبسه للرجال والنساء)

اور احادیث میں غور کرنے سے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کے عدمِ دخول کا حکم ہر کلب میں عام ہے، البتہ عصیان وعدمِ عصیان کا مدار ضرورت وعدمِ ضرورت پر ہے، کیونکہ جن احادیث میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کا ذکر ہے، ان میں کلبِ صید وغیرہ کا کوئی استثناء مذکور نہیں ہے، اور جن میں قیراط یا قیراطین کے کم ہونے کا ذکر ہے، ان میں یہ استثناء مذکور ہے۔

[1] وأما الكلب فلنجاسته ولقذارته وخبث رائحته هو فى ذلك أشد من سائر السباع فشدد فيه(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۷۹۵۸)

اور ایسی بری بری خصلتوں کے ہوتے ہوئے اس کے چند فوائد (مثلاً مالک کی وفاداری) کو عقل کے ترازو میں ہرگز ترجیح نہیں دی جاسکتی، کیونکہ اس کی حیثیت ''اثمهما اكبر من نفعهما '' کے مصداق سے زیادہ نہیں۔

اور جلبِ منفعت سے دفعِ مضرت بلکہ مضرات کا مقدم ہونا شریعت کا بڑا جامع اصول ہے، ظاہر ہے کہ کتے کے باب میں یہ اصول معطل نہ ہوگا۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ زَرْعٍ أَوْ غَنَمٍ أَوْ صَيْدٍ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ (صحيح مسلم، حديث نمبر ۴۱۱۲، كتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه وبيان تحريم اقتنائها إلا لصيد أو زرع أو ماشية ونحو ذلک)

ترجمہ: جس نے کتا رکھا، سوائے کھیتی یا ریوڑ (کی حفاظت کے) یا شکار کے کتے کے، تو اس کی نیکیوں میں سے ہر دن ایک قیراط کم ہوتا رہے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَلَا غَنَمٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ (صحيح مسلم، حديث نمبر ۴۱۱۸، كتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه وبيان تحريم اقتنائها إلا لصيد أو زرع أو ماشية ونحو ذلک)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کتا رکھا، سوائے شکار کے یا ریوڑ (کی حفاظت) کے، تو اس کی نیکیوں میں سے ہر دن ایک قیراط کم ہوتا رہے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ، وَلَا زَرْعٍ، وَلَا غَنَمٍ، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ

(مسند أحمد حديث نمبر ۲۰۵۷۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کتا رکھا، سوائے شکار کے یا کھیتی یا ریوڑ (کی حفاظت) کے، تو اس کی نیکیوں میں سے ہر دن ایک قیراط کم ہوتا رہے گا (ترجمہ ختم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَلَا مَاشِيَةٍ وَلَا أَرْضٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قِيْرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ (صحيح مسلم حديث نمبر ۴۱۱۳، كتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب الخ، واللفظ لهٗ، نسائى حديث نمبر ۴۳۰۱)

ترجمہ: جس نے کتا رکھا، جو کہ نہ تو شکار کے لئے ہے، اور نہ ہی جانوروں کی حفاظت کے لئے، اور نہ ہی زمین (یعنی کھیتی) کی حفاظت کے لئے، تو اس کی نیکیوں میں سے ہر دن دو قیراط کم ہونگے (ترجمہ ختم)

قیراط عرب کا ایک پیمانہ ہے، اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص کتا رکھے، جو نہ تو شکار کے لئے ہو، نہ جانوروں کی حفاظت کے لئے، اور نہ ہی کھیتی کی حفاظت کے لئے، تو اس کی نیکیوں میں سے ایک خاص مقدار کے مطابق یومیہ کمی کی جاتی رہے گی۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کتے میں بعض خصلتیں ایسی ہیں، جو انسان کی نیکیوں کو کم کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ [1]

---

[1] فقد دلت السنة الثابتة على اقتناء الكلب للصيد والزرع والماشية. وجعل النقص فى أجر من اقتناها على غير ذلک من المنفعة، إما لترويع الكلب المسلمين وتشويشه عليهم بنباحه، أو لمنع دخول الملائكة البيت، أو لنجاسته، على ما يراه الشافعى، أو لاقتحام النهى عن اتخاذ ما لا منفعة فيه، والله اعلم. (تفسير القرطبى ج۱۰ ص ۳۷۱، تحت سورة الكهف)

أى انتقص من عمله كل يوم بالنصب على الظرفية قيراطان فاعل أو نائبه أى من أجر عمله الماضى فيكون الحديث محمولا على التهديد لأن حبط الحسنة بالسيئة ليس مذهب أهل السنة والجماعة وقيل أى من ثواب عمل المستقبل حين يوجد وهذا أقرب لأنه تعالى إذا نقص من ثواب عمله ولا يكتب له كما يكتب لغيره من كمال فضله لا يكون حبطا لعمله وذلک لأنه اقتنى النجاسة مع وجوب التجنب عنها من غير ضرورة وحاجة وجعلها وسيلة لرد السائل والضعيف قال النووى واختلفوا فى سبب نقصان الأجر باقتناء المكلب فقيل لامتناع الملائكة من دخول بيته وقيل لما يلحق المارين من الأذى من ترويع الكلب لهم وقصده إياهم وقيل إن ذلک عقوبة لهم لاتخاذهم ما

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

گزشتہ احادیث میں جن تین چیزوں کے لئے کتا رکھنے کی اجازت دی گئی ہے، وہ یہ ہیں:

(۱)...... ایک شکار کے لئے (۲)...... دوسرے جانوروں اور مویشیوں کی حفاظت کے لئے (خواہ مویشیوں کی چوروں سے حفاظت مقصود ہو یا درندوں سے) (۳)...... تیسرے فصل اور کھیتی کی حفاظت کے لئے (خواہ کھیتی کی جانوروں سے حفاظت مقصود ہو یا چوروں سے)

شکار کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اجازت دی ہے، اور بہت سے جانوروں کا شکار دوسرے ذرائع کے بجائے کتے کے ذریعہ سے بہتر طریقے پر کیا جاسکتا ہے۔

اور شکاری کتا (Hunting dog) وہ کہلاتا ہے، جس کو مخصوص طریقہ پر شکار کی تعلیم دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے اس کی کئی عادتوں میں تبدیلی آجاتی ہے، چنانچہ وہ مالک کے کہنے کے مطابق شکار کرتا ہے، اور وہ شکار میں سے خود نہیں کھاتا، بلکہ مالک کے لئے شکار کرتا ہے (جس کے مزید مسائل آگے آتے ہیں) [۲]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

نهى عن اتخاذه وعصيانهم فى ذلك وقيل لما يبتلى به من ولوغه فى الأوانى عند غفلة صاحبه ولا يغسله بالماء والتراب متفق عليه ورواه أحمد والترمذى والنسائى وعن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله من اتخذ كلبا أى اقتناه وحفظه إلا كلب ماشية أو صيد أو زرع انتقص من أجره كل يوم قيراط التوفيق بينه وبين الحديث السابق أنه يجوز أن يكون باختلاف المواضع فالقيراطان للتغليظ فى مكة والمدينة لفضلهما والقيراط فى غيرهما كذا قيل وفيه أنه لو كان كذلك لبينه الشارع وقيل باعتبار الزمانين فالقيراطان لكثرة إلفتهم بالكلاب حتى حكى أنهم يأكلون معها بل يأكلونها وفيه أنه لم يعرف مثل هذا فى زمنه وقال النووى يحتمل أن يكون فى نوعين من الكلاب أحدهما أشد أذى من الآخر أو يختلفان باختلاف المواضع فيكون القيراطان فى المدينة خاصة لزيادة فضلها والقيراط فى غيرها قلت ولكونها مهبط الوحى حينئذ وهو يمنع دخول الملائكة فى البيت فلا يرد ان مكة أفضل من المدينة فما وجه الخصوصية قال أو القيراطان فى المدائن والقرى والقيراط فى البوادى أو يكون ذلك زمانين فذكر القيراط أولا ثم زاد للتغليظ فذكر القيراطين والقيراط هنا مقدار معلوم عند الله تعالى والمراد نقص جزء من أجزاء عمله اه وهو فى الأصل نصف دانق وهو سدس الدرهم والله أعلم (مرقاة، كتاب الصيد والذبائح ، باب ذكر الكلب)

[۲] الكلب أخس الأشياء لقذراته وأذيته وسوء حالته فإذا اتصف بعلم الاصطياد شرفه الشرع وعظمه وجعل صيده حينئذ قوام الأجساد ومحترما عن الإفساد(الذخيرة، المقدمة الأولى فى فضيلة العلم وآدابه،الفصل الأول فى فضيلته من الكتاب والسنة والمعنى)

اور چوروں اور مخصوص جانوروں سے فصل اور کھیتی کو غیر معمولی نقصان پہنچ جایا کرتا ہے، اور کتے کے ذریعہ سے ان خطرات سے اچھے طریقہ پر حفاظت ہوسکتی ہے۔

اسی طرح جانوروں اور مویشیوں کی حفاظت کا بھی معاملہ ہے۔

اس لئے ان تین چیزوں کی غرض سے کتا رکھنے کی اجازت دی گئی۔

اب رہا یہ کہ ان تین چیزوں کے علاوہ کسی اور ضرورت کے لئے بھی کتا رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ تو اس میں اہلِ علم حضرات کا اختلاف ہے۔

بعض حضرات نے احادیث میں مذکوران تین چیزوں کے علاوہ کسی دوسری غرض کے لئے کتا رکھنے کی اجازت نہیں دی، یہاں تک کہ گھر کی چوروں سے حفاظت کے لئے بھی اجازت نہیں دی، بالخصوص جبکہ گھر میں کتا رکھنے کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں سے بھی محرومی لازم آتی ہو، اور دوسرے لوگوں کو بھی کتے کی وجہ سے ایذاء ہوتی ہو، کیونکہ جس گھر میں کتا ہوتا ہے، اس سے محلے اور پڑوس کے لوگ اور ضرورت کی غرض سے گھر میں داخل ہونے والے لوگوں کو ایذاء پہنچتی ہے، کہ وہ ہر ایک کو بھونکتا اور ڈراتا ہے، جبکہ بعض معزز مہمانوں کو کاٹ بھی لیتا ہے۔ [1]

---

[1] قال مالک وأرى الحديث لزرع أو ضرع لما يكون من المواشى فى الصحارى وأما ما جعل فى الدور فلا يعجبنى ولا يعجبنى أن يتخذ لخوف اللصوص الذين يفتحون الأبواب ويخرجون الدواب إلا أن يكون يسرح معها فى المرعى ، قال مالک ولا يعجبنى أن يتخذ المسافر كلبا يحرسه (المنتقیٰ شرح المؤطا، باب ماجاء فى امرالكلاب ،تحت حديث رقم ۱۵۲۹)

وكلب الماشية المباح اتخاذه عند مالک هو :الذى يسرحُ معها ، لا الذى يحفظها فى الدَّار من السُّرَّاق .

وكلب الزرع هو :الذى يحفظه من الوحوش بالليل والنهار ، لا من السُّراق .وقد أجاز غير مالک اتخاذها لسُرَّاق الماشية والزرع.(المفهم لما اشكل من تلخيص كتاب مسلم للقرطبى، ومن باب ما جاء فى قتل الكلاب)

وقد اختلف الناس فى اتخاذها لحراسة الدور ، هل يجوز ذلک ؟ قياسا على ما وقع فى الحديث من إجازة اتخاذها لحراسة الزرع والضرع ، أم لا يجوز ذلک ؟ وقد اعتل بعض أصحابنا للنهى عن اتخاذها لحراسة الديار بان فى ذلک مضرة وترويعا للناس ، وهى إنما تتخذ حراسة من السارق ، وقد تؤذى -إذا كانت فى الديار -من ليس بسارق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ بعض حضرات نے حدیث میں مذکور تین مواقع کے علاوہ چوروں سے گھر وغیرہ میں موجود مال کی حفاظت کی خاطر کتا رکھنے کی اجازت دی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ومن لم يسرق بعد .وفي الحديث :(أن الملائكة لا تدخل بيتا فيه كلب) وهذا المعنى هو المفرق بين اتخاذها في الديار واتخاذها لما ذكر في الحديث ، وكذلك -أيضا- تنازع العلماء في كلب(اكمال المعلم شرح صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب ، وبيان نسخة ، وبيان تحريم اقتنائها)

إن اتخذ الكلب ليحفظ الدار من السراق ، فليس مما أبيح اتخاذه عنده ، وكذلك كلب الزرع ، إنما هذا إذا كان يحفظه من الوحوش بالليل أو بالنهار لا من الحشرات (اكمال المعلم شرح صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب ، وبيان نسخة ، وبيان تحريم اقتنائها)

وإن اقتناه لحفظ البيوت ، لم يجز ؛ للخبر .ويحتمل الإباحة .وهو قول أصحاب الشافعي ؛ لأنه في معنى الثلاثة ، فيقاس عليها .والأول أصح ؛ لأن قياس غير الثلاثة عليها ، يبيح ما يتناول الخبر تحريمه .قال القاضي :وليس هو في معناها ، فقد يحتال اللص لإخراجه بشيء يطعمه إياه ، ثم يسرق المتاع .وأما الذئب ، فلا يحتمل هذا في حقه ، ولأن اقتناءه في البيوت يؤذي المارة ، بخلاف الصحراء (المغني لابن قدامة، فصل اقتناء الكلب)

اور تجربہ ومشاہدہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کلبِ معلم کی بہت سے بری عادات کی اصلاح ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے اس سے آمدورفت والے لوگ عموماً ایذاء نہیں پاتے، اوراسی طرح مویشیوں اور کھیتی کی حفاظت کرنے والا کلبِ معلم بھی عموماً غیر متعلقہ افراد کی ایذاء کا باعث نہیں بنتا۔

برخلاف گھر کی حفاظت کی خاطر رکھے جانے والے کلب کے، کہ وہ ہر آمدورفت والے کی ایذاء کا باعث بنتا ہے۔

[1] وأما المنتفع به فقد جاءت الرواية عن النبي ﷺ بالانتفاع به في ثلاثة أشياء :في الصيد والحرث والماشية .فأما كلب الصيد :فهو ما كان معلما يصاد به ، فاقتناؤه لمن يصيد به مباح :لأن من الصيد ما لا يصيده جارح غير الكلب ، كالثعالب والأرانب فكانت الحاجة داعية إلى اقتنائه .فأما كلب الحرث :فهو كلب أصحاب الزروع :لأنه يحفظ زروعهم من الوحش لا سيما في الليل ، مع قلة نوم الكلب وسرعة تيقظه .ولا يقوم غيره مقامه ، فدعت حاجة أصحاب الزروع إلى اقتنائه ، وفي معنى أصحاب الزروع أصحاب النخل والشجر والكرم .وأما كلب الماشية :فهو الكلب الذي يطوف على الماشية إذا رعت فيحفظها من صغار السباع ، فدعت حاجة الرعاة إليه فجاز لهم اقتناؤه ، وفي معنى أصحاب المواشي أصحاب الخيل والبغال والحمير .فأما البوادي وسكان الخيام في الفلوات فيجوز لهم اقتناء الكلاب حول بيوتهم لتحرسهم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہر حال احتیاط اور عافیت اسی میں ہے کہ احادیث میں مذکور تین چیزوں کے علاوہ کسی اور غرض کے لئے کتا نہ رکھا جائے، البتہ اگر کسی کو مال وغیرہ کی چوروں سے حفاظت کی خاطر کتا رکھنا ضروری ہو جائے، تو اس کی ناپاکی سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے اور ضرورت وآمد ورفت والے افراد اور محلے داروں کو تکلیف واذیت سے بچا کر رکھنے کا اہتمام کرتے ہوئے گنجائش ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

من الطراق والوحش ، فإن للكلاب عواء عند رؤية من لم يألفوه ينتبه به أربابها على الاستيقاظ وحراسة البيوت .وقد جاء في بعض الروايات إلا كلب ماشية أو ضاريا أو أهل بيت مفرد ، يعني البيوت المفرقة في الصحاري .وفي معنى أصحاب الخيام من البوادي أهل الحصون والبيوت المفردة في أطراف الرساتيق ، وهكذا أهل القوافل والرفاق .وروي أن أنس بن مالك حج ومعه كلب ، فقيل له :تحج ومعك كلب . فقال :يحفظ علينا ثيابنا .فأما اتخاذ الكلاب لحراسة الدور والمنازل في المدن والقرى حكمه ففيه لأصحابنا وجهان :أحدهما :وهو قول أبي إسحاق ، جواز اتخاذه لحراسة البيوت الكلب لما فيه من التيقظ والعواء على من أنكر ، فصار في معنى ما ورد الاستثناء فيه .والوجه الثاني :أنه لا يجوز اتخاذه لحراسة الدور والبيوت في المدن : لأنه قد يستغني بالدروب والحراس فيها عن الكلاب :ولأن الكلاب لا تغني في المنازل ما تغني في الزرع والمواشي ، لأن حفظ المنازل من الناس ، والكلب ربما احتال الإنسان عليه بلقمة يطعمه حتى يألفه فلا ينكره إذا ورد للسرقة والتلصص ، والزروع والمواشي تحفظ من الوحش والسباع فلا يتم فيها حيلة في ألف الكلب لها فافترق المعنى فيهما (الحاوي في الفقه الشافعي للماوردي ، باب بيع ما يجوز بيعه وما لا يجوز)

قال الشافعي رضي الله عنه في المختصر لا يجوز اقتناء الكلب إلا لصيد أو ماشية أو زرع وما في معناها هذا نصه واتفق الأصحاب على جواز اقتنائه لهذه الثلاثة وعلى اقتنائه لتعليم الصيد ونحوه والأصح جواز اقتنائه لحفظ الدور والدروب وتربية الجرو لذلك وتحريم اقتنائه قبل شراء الماشية الزرع وكذا كلب الصيد لمن لا يصيد(روضة الطالبين وعمدة المفتين للنووي، باب مايصح به البيع)

وفي الواقعات لا ينبغي للرجل أن يتخذ كلباً في داره إلا كلباً يحرس ماله؛ لأن كل دار فيها كلب لا يدخلها الملائكة(المحيط البرهاني ،الفصل الثالث والعشرون فيما يسع من الجراحات في بني آدم والحيوانات،وقتل الحيوانات، وما لا يسع من ذلک)

(فرع) لا ينبغي اتخاذ كلب إلا لخوف لص أو غيره فلا بأس به ومثله سائر السباع عيني وجاز اقتناؤه لصيد وحراسة ماشية وزرع إجماعا (ردالمحتار، كتاب البيوع، باب المتفرقات من ابوابها، مطلب في التداوي بالمحرم)

نیز اس کا بھی اہتمام کیا جائے کہ اس کو اپنی بود و باش کی جگہ سے حتی الامکان فاصلے پر رکھا جائے، تاکہ رحمت کے فرشتوں کے داخل ہونے میں یہ حائل نہ ہو، اور اس کے لعاب ونجاست سے حفاظت رہے۔ [1]

رہا شوقیہ کتا پالنے کا معاملہ، تو اس کے ناجائز اور گناہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

مگر افسوس کہ آج مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ میں کتوں سے خاص انسیت اور لگاؤ پایا جاتا ہے، بہت سے لوگوں کا کتوں کو اپنے ساتھ لٹانا، بٹھانا، سُلانا، کھلانا، پلانا، نہلانا دھلانا اور سفر وحضر میں ساتھ رکھنا ایک مشغلہ بن گیا ہے۔

بعض اوقات گاڑی چلاتے ہوئے شخص کی گود میں یا ساتھ والی انسانوں کی نشست پر بیٹھے ہوئے کتے میں یہ فرق کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ آیا یہ کسی انسان کا بچہ ہے یا جانور۔

کتوں کے شوق کا ہی یہ عالم ہے کہ کئی مقامات پر کتوں کی نمائشیں منعقد کی جاتی ہیں، جن میں مختلف نسلوں کے مہنگے اور سستے کتے پسند کرنے اور خریدنے کو ملتے ہیں۔

مغربی دنیا نے کتے کے اتنے فوائد لوگوں کو پڑھا دیئے ہیں کہ اب مغرب کے دلدادہ لوگوں کو کتوں کے بارے میں کسی برے پہلو کا تصور کرنا بھی دشوار ہوگیا ہے۔

مسئلہ:......جس کتے کو پالنا شرعاً جائز ہے، اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے۔

جانور کو آگ میں جلانے کی ممانعت

شریعت کی ہر تعلیم فطرت کے مطابق اور اعتدال پر مبنی ہے، اس میں اولاً تو کسی انسان یا جانور کو بے جا تکلیف پہنچانے کی گنجائش نہیں، اور جہاں کسی کو قتل کرنے اور مارنے کی اجازت دی گئی ہے

---

[1] آج کل چوروں اور ڈاکوؤں وغیرہ کی سراغ رسانی اور دہشت گردی سے حفاظت کے لئے سراغ رساں کتوں کو رکھا جاتا ہے، مجبوری کی صورت میں ان کو رکھنا بھی مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق جائز ہے۔
مگر یہ ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ صرف کتوں کی سراغ رسانی کی بنیاد پر کسی کو مجرم قرار دینا درست نہیں، جب تک کہ شرعی اصولوں کے مطابق اس کا مجرم ہونا ثابت نہ ہوجائے، جس کا حاصل یہ ہوا کہ سراغ رساں کتوں سے مجرم کی تفتیش میں مدد حاصل کی جاسکتی ہے، لیکن صرف ان کی نشان دہی کی بنیاد پر شرعاً مجرم ہونا قرار نہیں دیا جاسکتا۔

(جیسا کہ موذی جانوروں کو) وہاں بھی قتل کرنے میں احسن اور بہتر طریقہ اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، تاکہ مقتول کو کم از کم تکلیف ہو، اس وجہ سے آگ میں جلا کر قتل کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

نیز آگ کا عذاب اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص رکھا ہے، اس لئے آگ میں جلا کر کسی کو مارنا اور قتل کرنا جائز قرار نہیں دیا گیا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ (بخاری، کتاب الجهاد والسير، بَاب التَّوْدِيعِ)

ترجمہ: اور آگ کا عذاب سوائے اللہ کے اور کسی کو دینا جائز نہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ تُعَذِّبُوْا بِالنَّارِ فَإِنَّهُ لاَ يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّهَا (مُصنف ابن أبي شيبة، حديث نمبر ۳۳۸۱۶، كتاب السير، باب من نهى عن التحريق بالنار)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم آگ کا عذاب نہ دو، کیونکہ آگ کا عذاب سوائے آگ کے رب کے اور کسی کو دینا جائز نہیں (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ:

وَرَأٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ مَنْ حَرَّقَ هٰذِهٖ. قُلْنَا نَحْنُ. قَالَ إِنَّهُ لا يَنْبَغِيَ أَنْ يُّعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ (ابوداؤد حديث نمبر ۲۶۷۷، كتاب الجهاد، باب في كراهية حرق العدو بالنار)

ترجمہ: اور آپ ﷺ نے ایک چیونٹیوں کا بل (گھر) دیکھا، جس کو ہم نے جلا دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے جلایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگ سے سزا دینا آگ کے رب کے سوا اور کسی کو جائز نہیں

(ترجمہ ختم)

حضرت امِ درداء رضی اللہ عنہا نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے جوں یا پسو کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا، تو حضرت امِ درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

إِنَّـهُ لَا يَـنْبَغِيَ لَأَحَدٍ أَنْ يُّعَذِّبَ بِعَذَابِ اللّٰهِ (مُصنف ابن أبي شيبة، حديث نمبر ۳۳۸۱۸، كتاب السير، باب من نهى عن التحريق بالنار)

ترجمہ: آگ کا عذاب سوائے اللہ کے اور کسی کو دینا جائز نہیں (ترجمہ ختم)

جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

كَـانُوْا يَكْرَهُوْنَ أَنْ تُحْرَقَ الْعَقْرَبُ بِالنَّارِ ,وَيَقُوْلُوْنَ :مُثْلَةٌ(مُصنف ابن أبي شيبة، حديث نمبر ۳۳۸۱۹، كتاب السير، باب من نهى عن التحريق بالنار)

ترجمہ: صحابۂ کرام بچھو کو آگ میں جلانے کو ناپسند فرماتے تھے، اور اس کو مثلہ قرار دیتے تھے (اور مثلہ کرنا گناہ ہے) (ترجمہ ختم)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ کسی انسان یا جانور کو آگ میں جلانا جائز نہیں۔

البتہ اگر کسی جانور کی ایذاء سے بچنے کا جلائے بغیر حل نہ ہوتا ہو، تو ایسی مجبوری میں جلانے کی گنجائش ہے۔

مسئلہ:......بعض لوگ کسی جانور کو دوا میں ڈالنے کے لئے زندہ حالت میں کھولتے ہوئے گرم پانی یا روغن میں ڈال دیتے ہیں، یہ سخت گناہ ہے۔

مسئلہ:...... چار پائی میں کھٹمل ہو جانے کی صورت میں بعض اوقات گرم پانی ڈالے بغیر ان سے نجات حاصل نہیں ہوتی، ایسی صورت میں گرم پانی ڈال کر یا بجلی کا کرنٹ لگا کر ان کو مارنے کی گنجائش ہے۔

مسئلہ:......بعض علاقوں میں سیہہ یعنی خار پشت نام کا جانور کھیتی کو بہت نقصان پہنچاتا ہے، اور زمین میں رہتا ہے، اور بعض اوقات جب تک زمین کو آگ نہ لگائی جائے، یا کرنٹ لگا کر اس کو نہ مارا جائے، اس سے نجات حاصل نہیں ہوتی، ضرورت کے وقت اس کی بھی گنجائش ہے (کذافی

امدادالفتاویٰ ج۴ص۲۶۵)

مسئلہ:......آج کل مچھروں کو مارنے کے لئے ایک برقی آلہ ملتا ہے، جس میں مخصوص بلب روشن ہوتا ہے، اوراس روشنی پر مچھر آکر کرنٹ کی زد سے مرجاتے ہیں۔

بامرِ مجبوری اس کے استعمال کی بھی گنجائش ہے۔ [۱]

جانور کو قتل وذبح کرنے کے متعلق شریعت کی ہدایات

پھر جن جانوروں کو شریعت نے قتل یا ذبح کرنا جائز قرار دیا ہے، ان کے صرف قتل یا ذبح کرنے کی اجازت ہی پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ قتل وذبح کرنے سے متعلق بھی ایسی ہدایات ارشادفرمادیں کہ جن کی وجہ سے جانور کو بے جا تکلیف وایذاء نہ ہو، گویا کہ جانور کی زندگی کے حقوق واحکام بھی بتلائے اورفوتیدگی کے حقوق واحکام بھی بتلائے، جوکہ اسلام کی حقانیت وجامعیت کی دلیل ہیں۔

چنانچہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا

---

[۱] وفی فتاوی أهل سمرقند :إحراق القمل والعقرب بالنار مكروه، جاء فی الحديث: لا يعذب بالنار إلا ربها، وطرحها حية مباح، ولكن يكره من حيث الأدب ....الذی يقال له بالفارسية :تبله يلقی فی الشمس ليموت ....ولا يكون به بأس؛ لأن فی ذلک منفعة للناس، ألا ترى أن السمكة تلقی فی اليبس فتموت ولا يكون به بأس، ولا بأس بكيِّ الصبی إذا كان لداء أصابهم؛ لأن ذلک مداواة، ذكر فی واقعات الناطفی، وفيه أيضاً: لا بأس بثقب أذن الطفل من النعات، فقد صح أنهم كانوا يفعلون ذلک فی زمن رسول الله عليه السلام من غير إنكاره(المحيط البرهانی فی الفقه النعمانی ،الفصل الثالث والعشرون فيما يسع من الجراحات فی بنی آدم والحيوانات،وقتل الحيوانات، وما لا يسع من ذلک)

وأفتى العلامة ابن حجر الشافعی بأنه إذا لم يمكن دفعه إلا بالحرق جاز وعبارته فی التحفة "وقضية جواز قلی وشی الجراد حل حرقه مطلقا لكن قال القاضی يدفع عن نحو زرع بالأخف فإن لم يندفع إلا بالحرق جاز .ا هـ.

وفی شرح العباب قال القاضی حسين يجوز حرق النمل الصغير ولو تضرر بجراد أو نمل دفع كالصائل فإن تعين إحراقه طريقا لدفعه جاز .ا هـ .(العقود الدريةفی تنقيح الفتاویٰ الحامدية، مسائل وفوائد شتى من الحظر والإباحة وغير ذلک)

ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ (مسلم حدیث نمبر ۵۱۶۷، کتاب الصید والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل وتحدید الشفرة)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان (نیکی) کرنے کو ضروری فرمایا ہے، لہٰذا جب تم (کسی کو شرعی ضرورت سے) قتل کیا کرو، تو اچھے طریقے سے قتل کیا کرو، اور جب تم (کسی جانور کو جائز غرض سے) ذبح کیا کرو، تو اچھے طریقے سے ذبح کیا کرو، اور تم میں سے جو کوئی ذبح کیا کرے، وہ اپنی چھری کو تیز کرلیا کرے، اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچایا کرے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ جب کسی انسان یا جانور کو شرعی وجہ سے قتل کیا جائے، مثلاً یہ کہ کسی انسان کو دوسرے کے قصاص میں قتل کیا جائے، یا کسی جانور کو موذی ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے، تو اسے ترسا ترسا، اور تڑپا تڑپا کر قتل نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اسے ایسے طریقے سے قتل کرنا چاہئے کہ وہ جلد از جلد فوت ہوجائے، اور اس کی روح پرواز کرجائے۔

بہرحال اس کا لحاظ ضروری ہے کہ بے جا تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

اسی طریقہ سے جب کسی جانور کو ذبح کیا جائے، تو ذبح کے وقت تیز چھری سے ذبح کرنا چاہئے، تاکہ اسے بلاوجہ کی تکلیف نہ ہو، اور ذبح سے پہلے اور ذبح کے بعد بھی اس کی راحت کا خیال رکھنا چاہئے، مثلاً یہ کہ ذبح سے پہلے اس کو کھلانا پلانا چاہئے، اور ذبح ہونے کے بعد اس کو ٹھنڈا ہونے دینا چاہئے، اور ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال وغیرہ اتارنے یا کوئی دوسری تکلیف پہنچانے سے بچنا چاہئے، اور ذبح کے وقت بھی اس کی ممکنہ راحت کا خیال رکھنا چاہئے۔ [۱]

---

[۱] (فإذا قتلتم) قودا أو حدا غير قاطع طريق وزان محصن لإفادة نص آخر التشديد فيهما وغيره نحو حشرات وسباع فلا حظ لهما فى الإحسان على ما قيل لكنه عليل إذ وجوب قتلها لا ينافى إحسان كيفيته ، وفرع هذا وما بعده على ما قبله مع أن صور الإحسان لا تحصر لكونها الغاية فى إيذاء الحيوان فإذا طلب الإحسان إليهما فغيرهما أولى (فأحسنوا القتلة) بكسر القاف هيئة القتل بأن يختاروا أسهل الطرق وأخفها إيلاما وأسرعها زهوقا لكن تراعى المثلية فى القاتل فى الهيئة والآلة إن أمكن وإلا كلواط وسحر فالسيف (وإذا ذبحتم) بهيمة تحل (فأحسنوا الذبحة) بالكسر بالرفق بها فلا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور آج کل اس سلسلہ میں بہت کوتاہی پائی جاتی ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :مَنْ رَّحِمَ ذَبِیْحَۃً رَحِمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ."(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۷۸۳۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ذبح کئے جانے والے جانور پر رحم کیا، تو اس پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رحم فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

"مَنْ رَّحِمَ، وَلَوْ ذَبِیْحَۃَ عُصْفُوْرٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ."(المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۷۸۴۰، واللفظ لہٗ، شعب الایمان حدیث نمبر ۱۰۵۵۹)[1]

ترجمہ: جس نے رحم کیا، اگرچہ ذبح کئے جانے والی چڑیا پر ہی کیوں نہ ہو، تو اس پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رحم فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَجُلٍ وَاضِعٍ رِجْلَہٗ عَلٰی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

یصرعها بعنف ولا يجرها لتذبح بعنف وبإحداد الآلة وتوجيهها للقبلة والتسمية والإجهاز ونية التقرب بذبحها وإراحتها وتركها إلى أن تبرد وشكر الله حيث سخرها لنا ولم يسلطها علينا ولا يذبحها بحضرة أخرى سيما بنتها أو أمها (وليحد أحدكم) أي كل ذابح (شفرته) بالفتح وجوبا في الكالة وندبا في غيرها وهي السكين وشفرتها حدها فسميت به تسمية للشء باسم جزئه وينبغي مواراتها منها حال حدها للأمر به في خبر (وليرح) بضم أوله من أراح إذا حصلت له راحة (ذبيحته) بسقيها عند الذبح ومر السكين عليها بقوة ليسرع موتها فترتاح وبالإمهال بسلخها حتى تبرد ، وعطف ذا على ما قبله لبيان فائدته إذ الذبح بآلة كالة يعذبها فراحتها ذبحها بآلة ماضية والذبيحة فعيلة بمعنى مفعولة وتاؤها للنقل من الوصفية إلى الإسمية قالوا وهذا الحديث من قواعد الدين(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۱۷۶۱)

[1] قال الهيثمي:

رواه الطبراني في الكبير ورجاله ثقات(مجمع الزوائد ج۴ص۳۳،باب رحمة البهائم لذبحها)

صَفُحَةِ شَاةٍ، وَهُوَ يَحُدُّ شَفُرَتَهُ، وَهِيَ تَلُحَظُ إِلَيُهِ بِبَصَرِهَا، قَالَ: أَفَلا قَبُلَ هٰذَا، أَوَ تُرِيُدُ أَنُ تُمِيُتَهَا مَوُتَتَانِ (المعجم الكبير للطبراني، حديث نمبر ۱۱۷۴۸، واللفظ لهٗ، سنن البيهقي حديث نمبر ۱۹۶۱۵، مستدرک حاکم حديث نمبر ۷۶۷۰) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جس نے اپنا پیر بکری کے اوپر رکھا ہوا تھا اور اپنی چھری کو تیز کر رہا تھا اور بکری اپنی آنکھوں سے اس چھری کو دیکھ رہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے پہلے تو نے اپنی چھری کو کیوں تیز نہیں کر لیا تھا، کیا تو اس کو دو دفعہ مارنے (کی ایذاء دینا) چاہتا ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا أَحَدَّ أَحَدُكُمُ الشَّفُرَةَ فَلا يُحِدُّهَا وَالشَّاةُ تَنُظُرُ إِلَيُهِ (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۸۶۰۶، کتاب المناسک، باب سنة الذبح)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی چھری تیز کرے تو وہ بکری کے سامنے تیز نہ کرے (بلکہ اس سے چھپا کر یا پہلے ہی تیز کر کے رکھے) (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

أَمَرَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ بِحَدِّ الشِّفَارِ وَأَنُ تُوَارٰى عَنِ الْبَهَائِمِ وَقَالَ إِذَا ذَبَحَ أَحَدُكُمُ فَلْيُجُهِزُ (ابن ماجة، حديث نمبر ۳۱۶۳، کتاب

---

[1] وقال الحاكم: "هذا حديث صحيح على شرط البخارى ولم يخرجاه "تعليق الذهبى فى التلخيص: على شرط البخارى.

وقال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الكبير، والأوسط، ورجاله رجال الصحيح. (مجمع الزوائد، ج۴ ص۳۳، باب احدادالشفرة)

وقال المنذرى:

رواه الطبرانى فى الكبير والاوسط، ورجاله رجال الصحيح، ورواه الحاكم الاانه قال: اتريد ان تميتها موتات هلااحددت شفرتک قبل ان تضجعها وقال: صحيح على شرط البخارى (الترغيب والترهيب ج ۲ ص ۱۰۱)

الذبائح ،باب إذا ذبحتم فأحسنوا الذبح، مسند احمد حديث نمبر ۵۸۶۴، شعب الايمان حديث نمبر ۱۰۵۶۳ ،سنن البيهقى حديث نمبر ۱۹۶۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے چھری کو تیز کرنے اور جانوروں سے چھپانے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی ذبح کرے تو جلدی ذبح کرے (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

رَأٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَجُلًا يَسْحَبُ شَاةً بِرِجْلِهَا لِيَذْبَحَهَا فَقَالَ لَهٗ وَيْلَكَ قُدْهَا إِلَى الْمَوْتِ قَوْدًا جَمِيْلًا (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۸۶۰۵، كتاب المناسک، باب سنة الذبح)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بکری کو اس کے ذبح کرنے کے لئے پاؤں سے گھسیٹ کر لے جا رہا تھا، تو اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرا ناس ہو، اس بکری کو موت کی طرف اچھے طریقے سے ہنکاؤ (ترجمہ ختم)

اور صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ:

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَنْهٰى أَنْ تَذْبَحَ الشَّاةَ عِنْدَ الشَّاةِ (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۸۶۱۰، كتاب المناسک، باب سنة الذبح)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک بکری کو دوسری بکری کے سامنے ذبح کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور حضرت مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

عَنِ الْحَسَنِ ، أَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ تُسْلَخَ الشَّاةُ حَتّٰى تَبْرُدَ (مسند ابن الجعد، حديث نمبر ۲۷۳۳)

ترجمہ: حضرت حسن رحمہ اللہ ٹھنڈا ہونے سے پہلے بکری کی کھال کو اتارنا ناپسند فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

اس کے علاوہ احادیث میں ذبح کے وقت جانور اور ذبح کرنے والے کے قبلہ رُخ ہونے کا بھی ذکر

آ تا ہے (ملاحظہ ہو: ابوداؤد، کتاب الضحایا، باب مایستحب من الضحایا)

ان جیسی احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ جانور کو ذبح کرنے کے لئے قربان گاہ کی طرف نرمی اورآہستگی سے ہانک کرلے جانا چاہئے بلاضرورت ٹانگ، دم وغیرہ سے گھسیٹ کراور کھینچ کر تکلیف نہ پہنچائی جائے حتی الامکان نرمی والا معاملہ اور برتاؤ کیا جائے۔

اوراسی طرح جانور کو تیز دھاروالی چھری سے ذبح کرنا چاہئے۔

اورجانور کے سامنے چھری تیز نہیں کرنی چاہئے، اورایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہیں کرنا چاہئے۔

اورذبح کے لئے جانور کو قبلہ رخ لٹانا چاہئے، اورخود ذبح کرنے والے کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔

اورذبح کرنے کے بعد فوراً کھال وغیرہ نہ اتارنی چاہئے ، بلکہ جسم کے ساکن اورٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شریعت نے جانور کے ذبح کئے جانے سے پہلے اورذبح کئے جانے کے دوران اورذبح کئے جانے کے بعد ہر موقع پر اچھا برتاؤ کرنے کی تعلیم دی ہے، جس کی کسی دوسرے مذہب میں مثال ملنا مشکل ہے۔

مگرآج کل اکثر لوگ ذبح کئے جانے والے جانوروں کے ساتھ بہت ظلم کرتے ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے گاڑیوں میں کھڑے کرکے لگاتار گھنٹوں گھنٹوں کا سفر کرتے ہیں، اورتنگ جگہ میں اتنے جانور کھڑے کرلیتے ہیں، کہ ان کے ہلنے کی جگہ نہیں ہوتی، اورطویل سفر کے دوران ان کے کھانے پینے کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔

جانوروں کو گاڑی میں چڑھاتے اوراتارتے وقت بھی بہت ظلم کرتے ہیں، جس سے جانور زخمی بھی ہوجاتے ہیں، بعض اوقات کسی جانور کی ٹانگ بھی ٹوٹ جاتی ہے۔

اورقصاب حضرات جب یومیہ یاعیدالاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کو ذبح کرتے ہیں، وہ بھی جانوروں پرظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں، اورطرح طرح سے جانور کو ایذاء پہنچاتے ہیں۔

مرغیوں کی نقل وحمل اور بود و باش اور ذبح کے سلسلہ میں بھی آج کل بہت زیادہ مظالم سامنے آ رہے ہیں، اوران مظالم کے عام رواج اور روزمرہ کا معمول بن جانے کی وجہ سے ان کی طرف شاید کسی کی توجہ بھی نہیں ہوتی، مرغیوں کی عموماً ٹانگیں پکڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ اس طرح پھینکا جاتا ہے، جس طرح جمادات اینٹوں پتھروں کو پھینکا جاتا ہے۔

مرغیوں کی حرکت بند کرنے کے لئے ان کے دونوں طرف کے بازو باہم اس طرح ایک دوسرے میں داخل کر دیئے جاتے ہیں جس طرح کسی دھاگے اور کپڑے میں گرہ لگائی جاتی ہے، ذبح کرنے کے لئے جب مرغیوں کو پکڑا جاتا ہے تو بے دردی سے پکڑا جاتا ہے، اور جب ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجایا جاتا ہے تو اس طرح ایک دوسرے کے اوپر چڑھا دیا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کے اوپر تلے ہونے اور مزید براں راستہ میں نقل وحمل کے دوران غیر معمولی حرکت کی وجہ سے بہت سی مرغیاں ذبح سے پہلے ہی تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتی ہیں۔

ذبح کرتے وقت عموماً سر سے پکڑ کر اور لٹکا کر اور گلے پر الٹی سیدھی چھری پھیر کر گندے اور غلاظت والے خون آلودہ مقام پر اوپر تلے مرغیوں کو اس طرح پھینکا جاتا ہے کہ گویا کہ ان کے کوئی حقوق ہی نہیں۔

پھر ذبح شدہ مرغیوں کے ٹھنڈا ہونے اور پوری طرح جان نکلنے سے پہلے ہی ان کی کھال ادھیڑنی شروع کر دی جاتی ہے، جس سے مرغیوں کو غیر معمولی تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح مرغی فروشوں کی دوکانوں پر زندہ مرغیوں کے بالکل سامنے دوسری مرغیوں کو ذبح کیا جاتا ہے، اور ذبح ہونے والی مرغیوں کو روتی بلکتی اور تڑپتی ہوئی دیکھ کر قریب میں موجود زندہ مرغیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

اگرچہ وہ بے زبان جانور اپنی زبان سے بول کر اس تکلیف کا اظہار کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

اگر موجودہ دور میں جگہ کی تنگی اور بعض انتظامی مجبوریوں کے باعث شریعت کے مذکورہ احکام پر کلی طریقہ پر عمل نہ ہو سکے، تو اپنی طرف سے ممکنہ حد تک عمل کا اہتمام کرنے میں تو کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ان بے زبان جانوروں کو تکلیف پہنچانے کی جو جو صورتیں بھی ہمارے

معاشرے میں رواج پکڑ گئی ہیں ان سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔اور بے زبان جانوروں کو تکلیف پہنچا کر ان کی خاموش بددعا کے وبال سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے۔اور جانوروں کے حقوق کی ہر مرحلہ پر رعایت کی جائے۔

مسئلہ:......جن جانوروں کا گوشت کھانا جائز نہیں، اگر ان کو موذی ہونے کی وجہ سے قتل کرنا مقصود ہو، اگر ان میں بہتا خون نہیں ہے (جیسا کہ بھڑ، مکھی، مچھر وغیرہ) تو ان کو تو جس طرح بھی چاہیں ضرب وغیرہ مار کر قتل کر دیا جائے، مگر زائد از ضرورت تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

البتہ جن جانورں میں بہتا خون ہے، جیسا کہ موذی کتا، موذی بندر، موذی بلی، بھیڑیا، شیر، چیتا وغیرہ تو ان کو شرعی طریقہ پر ذبح کر کے قتل کرنا بہتر ہے۔

اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کوئی دھار دار چیز دور سے بسم اللہ پڑھ کر قتل کیا جائے، اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو بندوق وغیرہ کی گولی سے مار دیا جائے۔ [1]

مسئلہ:...... بعض قصاب جانور کو مکمل ذبح کرنے کے بعد ٹھنڈا ہونے سے پہلے، کسی حصہ سے کھال اتارنا شروع کر دیتے ہیں، یا جانور کے حرام مغز میں چھُری گھونپ کر اس کو زور زبردستی سے جلدی ٹھنڈا کرنا چاہتے ہیں، یہ بھی جانور کو بے جا تکلیف پہنچانے میں داخل ہے، اور ناجائز ہے۔

ایک دفعہ جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنے کے بعد اپنی حالت پر چھوڑ دینا چاہئے، اور اس کے خود

---

[1] وفی القنية يجوز ذبح الهرة والكلب لنفع ما (والأولى ذبح الكلب إذا أخذته حرارة الموت ، وبه يطهر لحم غير نجس العين) كخنزير فلا يطهر أصلا (وجلده) وقيل يطهر جلده لا لحمه وهذا أصح ما يفتى به كما فى الشرنبلالية عن المواهب هنا ومر فى الطهارة(درمختار)

(قوله لنفع ما) أى ولو قليلا ، والهرة لو مؤذية لا تضرب ولا تفرك أذنها بل تذبح (قوله والأولى إلخ) لما فيه من تخفيف الألم عنه .

قال ط :والتقييد بالكلب ليس له مفهوم (قوله وبه يطهر) أى بالاصطياد وكذا بالذبح ، وهل يشترط فى الطهارة كون ذلك من أهله مع التسمية ، فيه خلاف قدمناه آخر الذبائح استظهر فى الجوهرة الاشتراط وفى البحر عدمه (قوله كخنزير) تمثيل لجنس العين (قوله فلا يطهر أصلا) أى لا جلده ولا لحمه ولا شيء منه (قوله وهذا أصح) وكذا صححه العلامة قاسم معزوا للكافى والغاية والنهاية وغيرها ، وقال :إن الأول مختار صاحب الهداية(ردالمحتار، كتاب الصيد)

سے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا چاہئے۔ [1]

جانور کو خصّی کرنے کا حکم

انسانوں کو خصی کرنا تو ناجائز ہے، البتہ جانوروں کے خصی کرنے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ بلا کسی ضرورت وفائدہ کے جانوروں کو خصی کرنا منع اور گناہ ہے، البتہ اگر کوئی ضرورت وفائدہ وابستہ ہو، تو پھر اجازت ہے۔

بعض اوقات نَر جانور میں شہوت بڑھنے سے اس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں، جس سے دوسروں کو نقصان وضرَر پہنچتا ہے، مثلاً وہ دوسروں کو مارنے وکاٹنے لگتا ہے، اور ایسی صورت میں اس کے خصی کر دینے سے اس کی بداخلاقیوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

اسی طرح خصی جانور کا گوشت دوسرے جانوروں کے مقابلہ میں لذیذ ہوتا ہے، نیز خصی جانور زیادہ فربہ اور صحت مند ہوتا ہے۔ اس غرض سے بھی جانور کو خصی کرنے کی اجازت ہے۔

البتہ جب اس قسم کی کوئی ضرورت وفائدہ وابستہ نہ ہو، تو پھر جائز نہیں۔

اور اس سلسلہ میں جو مختلف قسم کی روایات آئی ہیں، بعض میں جانوروں کے خصی کرنے کی ممانعت اور بعض میں اجازت کا ذکر ہے، تو وہ اسی قسم کے مختلف حالات پر محمول ہیں کہ جن میں ممانعت کی گئی وہ اس صورت سے متعلق ہیں، جبکہ کوئی ضرورت وفائدہ نہ ہو، اور جن میں اجازت دی گئی، وہ کسی ضرورت وفائدہ کی صورت سے متعلق ہیں۔

چنانچہ ہم یہاں اس سلسلہ میں چند مختلف روایات ذکر کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں کہ:

---

[1] (و) كره (النخع) أى الذبح الشديد حتى يبلغ النخاع وهو بالفارسية "حرام مغز "(غررالاحكام، كتاب الذبائح)

(وفى شرحه)(قوله :حتى يبلغ النخاع) هو خيط أبيض فى جوف عظم الرقبة وفيه إشارة إلى أن قطع الرأس مكروه بالأولى وبه صرح فى الكنز ، وقيل فى تفسير النخاع أن يمد رأسها حتى يظهر مذبحها ، وقيل أن يكسر رقبتها قبل أن تسكن من الاضطراب وكل ذلك مكروه لما فيه من زيادة تعذيب الحيوان بلا فائدة كذا فى التبيين(درر الحكام ،كتاب الذبائح)

أَنَّ عُمَرَ كَتَبَ يَنْهٰى عَنْ خِصَاءِ الْخَيْلِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۳۳۲۴۵ ،کتاب السیر، باب ما قالوا فِی خِصاءِ الخیلِ والدّوابِّ من کرِھه ؟)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو خصی کرنے کو منع کرنا لکھا (کسی عامل یا گورنر کو فرمان بھیجا کہ اس عمل کی روک تھام رکھے) (ترجمہ ختم)

گھوڑے کیونکہ جہاد کا آلہ ہیں، اور جہاد میں استعمال ہوتے ہیں، اس لئے ان کے خصی کرنے کو بطورِ خاص منع فرمایا، تاکہ ان کے خصی کرنے کی وجہ سے جہاد کی یہ ضرورت متأثر نہ ہو۔

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا :أَنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ إِخْصَاءَ الْبَهَائِمِ وَيَقُوْلُ لَا تَقْطَعُوْا نَامِيَةَ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .(السنن الکبریٰ للبیھقی، حدیث نمبر ۲۰۲۸۸ ، کتاب السبق والرمی، باب کراھیة خصاء البھائم، وقال : هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ مَوْقُوفٌ وَقَدْ رُوِىَ مَرْفُوعًا)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما جانوروں کے خصی کرنے کو مکروہ قرار دیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ تم اللہ عزوجل کی مخلوق کے افزائش نسل ونشو ونما کی قوت کو ختم نہ کرو (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں کو خصی کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی پیدائش وافزائش نسل کا سلسلہ متأثر نہ ہو۔

حضرت یزید بن ابی حبیب فرماتے ہیں کہ:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلٰى أَهْلِ مِصْرَ يَنْهَاهُمْ عَنْ خِصَاءِ الْخَيْلِ ، وَأَنْ يُّجْرِى الصِّبْيَانُ الْخَيْلَ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۳۳۲۴۷، کتاب السیر، باب ما قالوا فِی خِصاءِ الخیلِ والدّوابِّ من کرِھه ؟)

ترجمہ: حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اہلِ مصر کو تحریری طور پر گھوڑوں کے خصی کرنے سے اور بچوں کے گھوڑوں کو چلانے سے منع فرمایا (ترجمہ ختم)

گھوڑوں کے خصی کرنے کی ممانعت پہلے ذکر کی جاچکی، اور بچوں کے گھوڑے چلانے میں یہ خطرہ ہے کہ وہ نادانی میں گر نہ پڑیں، یا گھوڑے کی کوئی حق تلفی کریں (جیسا کہ اس زمانے میں بھی ڈرائیونگ کے لئے قانون میں عمر کی کوئی حد مقرر کی ہوتی ہے)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ذَبَحَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوْجَأَيْنِ (ابوداؤد ،حدیث نمبر ۲۷۹۷، کتاب الضحایا، باب ما یستحب من الضحایا)

ترجمہ: نبی ﷺ نے قربانی کے دن دو سینگوں والے، موٹے تازے، خصی مینڈھے ذبح فرمائے (ترجمہ ختم)

اور حضرت عائشہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ اِشْتَرٰى كَبْشَيْنِ عَظِيْمَيْنِ سَمِيْنَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْءَ يْنِ (ابنِ ماجة، حديث نمبر ۳۱۱۳، كتاب الاضاحى، باب أضاحى رسول الله ﷺ، واللفظ لهٗ) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو سینگوں والے موٹے اور بڑے اور خصی مینڈھے خریدتے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ قربانی کے لئے خصی جانور کا ہونا عیب نہیں جانتے تھے، بلکہ اس کو بہتر سمجھتے تھے، جس سے معلوم ہوا کہ قربانی کی غرض سے جانور کو خصی کرنا جائز ہے۔ [2]

---

[1] ورواه مسند احمد، حديث نمبر ۲۵۸۴۳ ،شرح معانى الآثار، كتاب الصيدو الذبائح والاضاحى، باب الشاة ,عن كم تجزء أن يضحى بها ؟)

[2] كبشين أقرنين أملحين موجؤين بفتح ميم وسكون واو فضم جيم وسكون واو فهمز مفتوح وفى المصابيح موجبين بضم الميم ففتح الجيم والياء الأولى مخففة ومشددة وكلاهما خطأ على ما فى المغرب أى خصيين قال ابن الملك ويروى موجبين وهو القياس قلبوا الهمزة والواو ياء على غير قياس اه فى النهاية الوجاء أن ترض أى تدق أنثيا الفحل رضا شديدا يذهب شهوة الجماع وقيل هو أن يوجا العروق والخصيتان بحالهما وفى القاموس ووجىء هو بالضم فهو موجوء ووجىء دق عروق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ہشام فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ أَبَاهُ خَصٰى بَغْلًا لَهُ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ،حدیث نمبر ۳۳۲۵۴ کتاب السیر، باب مَنْ رخَّصَ فِی خِصاءِ الدّوابِّ)

ترجمہ: ان کے والد حضرت عروہ نے اپنے خچر کو خصی کیا تھا (ترجمہ ختم)

اور حضرت مالک بن مغول فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ عَطَاءً ، عَنْ خِصَاءِ الْخَيْلِ ، قَالَ :مَا خِيفَ عَضَاضُهُ وَسُوءُ خُلُقِهٖ فَلَا بَأْسَ بِهٖ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ،حدیث نمبر ۳۳۲۵۵، کتاب السیر، باب مَنْ رخَّصَ فِی خِصاءِ الدّوابِّ، واللفظ لہٗ، شرح معانی الآثار، کتاب الکراھۃ، باب اخصاء البھائم)

ترجمہ: میں نے حضرت عطاء سے گھوڑے کے خصی کرنے کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ جس کے کاٹنے، اور اس کی عادت میں بگاڑ وفساد کا خوف ہو، تو اس کو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر شہوت زیادہ ہونے کی وجہ سے نَر جانور کے کاٹنے یا اس میں بداخلاقی پیدا ہونے کا خوف ہو، تو اس کو خصی کرنا جائز ہے۔

اور حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ:

لَا بَأْسَ بِخِصَاءِ الْخَيْلِ ,لَوْ تَرَكْتَ الْفُحُولَ لَأَكَلَ بَعْضُهَا بَعْضًا.(مصنف

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

خصيتيه بين حجرين ولم يخرجهما أو هو رضاضهما حتى ينفضخا أي ينكسرا في شرح السنة كره بعض أهل العلم الموجوء ة لنقصان العضو والأصح أنه غير مكروه لأن الخصاء يزيد اللحم طيبا ولأن ذلك العضو لا يؤكل(مرقاة، كتاب الصلاة، باب في الاضحية)

عن جابر ذبح النبي ﷺ كبشين أقرنين أملحين موجوء ين قال الخطابي الموجوء يعني بضم الجيم وبالهمز منزوع الأنثيين والوجاء الخصاء وفيه جواز الخصي في الضحية وقد كرهه بعض أهل العلم لنقص العضو لكن ليس هذا عيبا لأن الخصاء يفيد اللحم طيبا وينفي عنه الزهومة وسوء الرائحة (فتح الباري لابن حجر، باب أضحية النبي ﷺ بكبشين أقرنين)

ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۳۳۲۵۷ کتاب السیر، باب مَنْ رخَّصَ فِی خِصاءِ الدّوابِّ)

ترجمہ: گھوڑے کو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں، اگر میں نَر جانوروں کو اسی طرح چھوڑ دوں، تو بعض بعض کو کاٹ کھائیں (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات جانوروں میں شہوت کے بڑھنے کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو کاٹنے اور کھانے لگتے ہیں، لہٰذا اس خوف سے بچنے کی خاطر جانور کو خصی کرنا جائز ہے۔

اور حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ:

لاَ بَـأْسَ بِـخِصَاءِ الدَّوَابِّ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۳۳۲۵۶ کتاب السیر، باب مَنْ رخَّصَ فِی خِصاءِ الدّوابِّ)

ترجمہ: جانوروں کو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث وروایات کی روشنی میں ہمارے فقہائے کرام نے فرمایا کہ جانور اور بطورِ خاص گھوڑے کو بلاضرورت ومنفعت خصی کرنا جائز نہیں۔

البتہ ضرورت ومنفعت کی خاطر جانور کو خصی کرنا جائز ہے، اور ضرورت ومنفعت کی تشریح پہلے ذکر کی جاچکی ہے۔ [1]

---

[1] خصاء بنی آدم حرام بالاتفاق وأما خصاء الفرس فقد ذكر شمس الأئمة الحلوانی فی شرحه أنه لا بأس به عند أصحابنا وذكر شيخ الإسلام فی شرحه أنه حرام وأما فی غيره من البهائم فلا بأس به إذا كان فيه منفعة وإذا لم يكن فيه منفعة أو دفع ضرر فهو حرام كذا فی الذخيرة(الفتاویٰ الهندية ،كتاب الكراهية ،الباب التاسع عشر)

وأما غيره من البهائم فلا بأس به إذا كان فيه منفعة، وإذا لم يكن فيه منفعة فهو حرام، وفی أضحية النوازل فی إخصاء السنور إنه لا بأس به إذا كان فيه منفعة أو دفع ضرره. وفی الواقعات :لا بأس بإخصاء البهائم إن كان يراد به إصلاح البهائم، فأما كی البهائم فقد كرهه بعض المشايخ، وبعضهم جوزوه؛ لأن فيه منفعة ظاهرة فإنها علامة، وعن رسول الله ﷺ :أنه نهی عن كی الحيوان علی الوجه، فهذا يشير إلی جوازه علی غير الوجه.(المحيط البرهانی، الفصل العشرون فی الختان والخصاء وقلم الأظافير، وقص الشوارب، وحلق المرأة شعرها، ووصلها شعر غيرها بشعرها)

خصاء السنور إذا كان فيه نفع أو دفع ضرر لا بأس به كذا فی الكبری (الفتاویٰ الهندية ، كتاب الكراهية ،الباب التاسع عشر)

کتے (Dog) اور گدھے (Donkey) کی آواز سننے پر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيْقَ الْحُمُرِ بِاللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ فَإِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ (ابوداؤد، حديث نمبر ۵۱۰۵، كتاب الادب، باب ما جاء فى الديک والبهائم، واللفظ لهٗ) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کتے کے بھونکنے کی، اور گدھے کے ہینچنے کی رات میں آواز سنو، تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرو، کیونکہ یہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں، جن کو تم نہیں دیکھ پاتے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ یہ جانور شیاطین کو دیکھ کر اپنی مخصوص آواز نکالتے ہیں۔

اور بعض روایات میں رات کی قید کا ذکر نہیں ہے، بلکہ ان جانوروں کی آواز سننے پر اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہنے کا ذکر ہے (ملاحظہ ہو: الدعاء للطبرانی، حديث نمبر ۱۸۹۱، واللفظ لهٗ، مسند ابی یعلیٰ الموصلی حديث نمبر ۲۱۶۷، الادب المفرد، باب نباح الكلب ونهيق الحمار)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جانوروں کی آواز سن کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا حکم رات کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ دن میں بھی کسی وقت ان کی آواز سننے پر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہئے۔ اور دن کے مقابلہ میں رات کو کیونکہ شیاطین زیادہ نکلتے اور زیادہ فساد مچاتے ہیں، اس لئے بعض روایات میں رات کا بطورِ خاص ذکر کیا گیا ہے۔ [۲]

---

[۱] ورواه مسند احمد، حديث نمبر ۱۴۲۸۳، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۷۸۷۰، وقال الحاكم: على شرط مسلم، شرح السنة للبغوى، وقال حديث صحيح، الادب المفرد، باب نباح الكلب ونهيق الحمار، مصنف ابنِ ابى شيبة، كتاب الدعاء، فِى الدِّيكِ إذا سمِع صوته ما يدعى بِهِ)

[۲] (إذا سمعتم نباح الكلاب) بضم النون وكسرها صياحه (ونهيق الحمير) صوتها جمع حمار، والنهاق بضم النون (بالليل) خصه لأن انتشار الشياطين والجن فيه أكثر وكثرة فسادهم فيه أظهر فهو بذلك أجدر وإن كان النهار كذلك فى طلب التعوذ (فتعوذوا بالله) ندبا (من الشيطان فإنهن يرين) من الجن والشياطين (ما لا ترون) أنتم يا بنى آدم فإنهم مخصوصون بذلك دونكم (فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى، تحت حديث رقم ۶۹۸)

اوراللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھ لیا جائے۔
اورحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب وہ گدھے کی آواز سنتے تھے، تو یہ کلمات پڑھا کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اورنہایت رحم والا ہے، میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، جو سمیع ہے، علیم ہے، شیطان مردود کی طرف سے (مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۳۰۴۲۶ ، كتاب الدعاء ،فِي الدِّيكِ إذا سمِع صوته ما يدعى بِهِ)

اس لئے اگر ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' کے بجائے مذکورہ بالا کلمات پڑھے جائیں، تو بھی درست ہیں۔
ان جانوروں کی آواز سن کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی برکت سے انسان ان شیاطین کے فساد سے محفوظ رہتا ہے۔

مرغ کی آواز سننے پر اللہ تعالیٰ کے فضل کو طلب کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيْكَةِ فَاسْأَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهٗ رَأٰى شَيْطَانًا (بخاری، حديث نمبر ۳۰۵۸، كتاب بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال) [1]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مرغ کے چیخنے کی آواز سنو، تو اللہ تعالیٰ سے اس کا

[1] ورواه مسلم، حديث نمبر ۲۰۹۲، ابوداؤد، حديث نمبر ۵۱۰۴، ترمذی حديث نمبر ۳۳۸۱،مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۳۰۴۲۴ ،كتاب الدعاء ،فِي الدِّيكِ إذا سمِع صوته ما يدعى بِهِ، مسند احمد حديث نمبر ۸۲۶۸، سنن كبرىٰ نسائی حديث نمبر ۱۰۷۸۰)

فضل طلب کرو، کیونکہ وہ اس وقت فرشتے کو دیکھتا ہے، اور جب تم گدھے کے چیخنے کی آواز سنو، تو تم شیطان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو، کیونکہ گدھا اس وقت شیطان کو دیکھتا ہے (ترجمہ ختم)

محدثین نے فرمایا کہ مرغ کی آواز سننے پر اللہ تعالیٰ کا فضل طلب کرنے اور دعا کرنے کی صورت میں اس دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں، اور دعا کرنے والے کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نعمت سے مستفید ہونے کا موقع ہوتا ہے۔ [1]

محمد رضوان

۷/ رجب المرجب/ ۱۴۳۱ھ 20/ جون/ 2010 بروز اتوار

ادارہ غفران، راولپنڈی

---

[1] (إذا سـمعتم أصوات الديكة) بـكسـر ففتح جمع ديک ويجمع قليلا على أدياک وكثيـرا عـلـى ديـوک (فسـلـوا الـلـه مـن فضله أى زيادة إنعامه عليكم (فإنها رأت) أى الـديكة (ملكا) بـفـتـح الـلام نـكـرة إفادة للتعميم ويحتمل أن المراد الملک الذى فى صـورـة ديک تـحـت الـعـرش ويـبعده تنكير الملک وذلک لأن للدعاء بمحضر من الـمـلائـكة مـزايا منها أنها تؤمن على الدعاء وتستغفر للداعي وحضورها مظنة تنزيلات الـرحـمة وفيـض غيـث الـنـعـمة ويستـفاد منه طلب الدعاء عند حضور الصالحين وقال سليمان عليه السلام الديک يقول اذكروا الله يا غافلين (وإذا سمعتم نهيق الحمير) أى أصواتها زاد النسائى ونباح الكلب والمراد سماع واحد مما ذكر (فتعوذوا) ندبا (بالله مـن الشيطان) بـأى صيـغة كـانـت والأولـى أعـوذ بالله من الشيطان الرجيم (فإنها) أى الـحمير والكلاب (رأت شيطانا) وحـضـور الشيطان مظنة الوسوسة والطغيان وعصيان الـرحـمـن فـناسب التعوذ لدفع ذلک .قـال الطيبى :لـعـل الـسـر فيه أن الديک أقرب الـحيـوان صـوتـا إلى الذاكرين الله لأنها تحفظ غالبا أوقات الصلوات وأنكر الأصوات صـوت الـحمير فهو أقربها صوتا إلى من هو أبعد من رحمة الله وفيه أن الله خلق للديكة إدراكـا تـدرک بـه الـنـفـوس الـقـديسة كـما خلق للكلاب والحمير إدراكا تدرک به النفوس الشريرة الخبيثة ونزول الرحمة عند حضور الصلحاء والغضب عند حضور أهل المعاصى .(تنبيه) أطـلـق هـنا الأمر بالتعوذ عند نهيق الحمر فاقتضى أنه لا فرق فى طلبه بين الليل والنهار وخصه فى الحديث الآتى فى الليل ، فإما أن يحمل المطلق على المقيد أو يـقال خص الليل لأنه انتشار الشياطين فيه أكثر فيكون نهيق الحمير فيه أكثر فلو وقع نهارا كان كذلک (فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ٦٩٥)